زندگی کی کچھ یادیں

تالیف

مولانا محمد شفیع قاسمی بھٹکلی

(ناظم ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل، سابق متعلم واستاد و مہتمم و نائب ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل، وسابق صدر بھٹکل مسلم جماعت مسقط، وسابق سکریٹری رابطہ سوسائٹی بھٹکل، وسابق نائب صدر جماعت المسلمین بھٹکل، ورکن انجمن حامی مسلمین بھٹکل، ومجلس اصلاح وتنظیم بھٹکل)

شائع کردہ

إدارہ رضیۃ الأبرار بھٹکل

EDARA RAZIYATUL ABRAR

RAZIYATUL MANAZIL, SALMAN ABAD, BHATKAL

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : زندگی کی کچھ یادیں
مصنف : حضرت مولانا محمد شفیع قاسمی بھٹکلی مدظلہ العالی
کمپوزنگ : محمد احمد، قاسمی کمپوٹر، رضیۃ المنازل،
سلمان آباد، بھٹکل، موبائیل 9739961051
سرورق : محمد اسجد ابن مولانا محمد شفیع قاسمی
طبع اول : صفر المظفر ١٤٣٣ھ مطابق جنوری ٢٠١٢ء
تعداد : ایک ہزار (١٠٠٠)
قیمت : ایک سو (١٠٠) روپئے
باہتمام : محمد احمد ابن مولانا محمد شفیع قاسمی، بھٹکل

ملنے کا پتہ:
مکتبۃ شفیع
Maktab-e-Shafi
Raziyatul Manazil,Salman Abad,
Bhatkal-581320,Mob-9900794451

فہرست مضامین

عناوین	صفحہ
انتساب	١٢
پیش لفظ	١٣
پیدائش، میرا بچپن	١٥
ابتدائی تعلیم	١٦
والد ماجد	١٦
والدہ ماجدہ ـ ـ ـ ـ والدہ ماجدہ کا سانحہ ارتحال اور انکی جدائی کا احساس	١٧
جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں داخلہ	١٩
قیام جامعہ پر ایک نظر	١٩
تخیل جامعہ	١٩
بانیان جامعہ	٢٠
افتتاح جامعہ	٢٤
مدرسۃ البنات کا قیام	٢٥
جامعہ میں چھ سال کیسے گزارے	٢٥
جامعہ کا پہلا سالانہ اجلاس	٢٨
جامعہ کا دوسرا عظیم الشان سالانہ اجلاس	٢٨
سفر لکھنؤ، ہردوئی برائے تعلیم	٣٠

دالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ	۳۱
مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں تعلیمی سلسلہ	۳۲
دارالعلوم دیوبند میں داخلہ	۳۴
جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد میں داخلہ	۳۴
حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ کی خدمت میں	۳۵
عالم اسلام کی مشہور درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور فراغت	۳۵
دارالعلوم دیوبند پر ایک نظر	۳۷
اہل بھٹکل کا دارالعلوم دیوبند سے تعلق	۴۳
شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ کی خدمت میں	۴۶
مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں عارضی مدرس	۴۷
حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمیؒ کی خدمت میں	۴۷
جامعہ اسلامیہ، جامعہ آباد بھٹکل میں بحیثیت استاد تقرر	۴۸
جامعہ آباد کے چار سال	۴۸
جامعہ آباد کا پہلا سال	۴۸
جامعہ آباد کا دوسرا سال	۴۹
مولانا شہباز صاحب کی روانگی کے بعد مجلس شوریٰ کا ردعمل	۵۸
سفر شیموگہ برائے ملاقات مولانا مسیح اللہ صاحب جلال آبادیؒ	۶۱
اساتذہ کی فراہمی کے سلسلہ میں لکھنؤ کا سفر	۶۱
جامعہ آباد کا تیسرا سال	۶۲

سفر لکھنؤ، ہردوئی، ورائے بریلی	۶۶
استاد محترم مولانا عبدالحمید ندویؒ کا سانحہ ارتحال	۶۷
جامعہ آباد کے چوتھا سال۔ جامعہ اسلامیہ بھٹکل سے مستعفی	۷۱
سرپرستان جامعہ مولانا ابرارالحق صاحبؒ و مولانا علی میاںؒ کی بھٹکل آمد	۷۲
تقریب نکاح اور مولانا ابرارالحق صاحبؒ کی شرکت	۷۲
سفر ترپور	۷۳
مسقط میں تجارتی زندگی کا آغاز	۷۴
مسقط میں جماعتی زندگی سے وابستگی	۷۵
سلطنت عمان-----------، ومسقط جماعت کی خصوصیات	۷۶
میرے دو مخلصین کا انتقال	۷۸
(۱) جناب پیشمام محمد سائب مرحوم	۷۸
(۲) جناب شنگیری ابوبکر صاحب مرحوم	۷۹
چھٹی پر بھٹکل روانگی	۷۹
دارالعلم بھٹکل کا قیام	۸۰
دارالعلم بھٹکل کے آغراض ومقاصد	۸۰
کتب کی خریدی کیلئے لکھنؤ وغیرہ کا سفر	۸۱
صحار میں تجارت کا آغاز	۸۲
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نوراللہ مرقدہ کی وفات	۸۲
چھٹی پر بھٹکل روانگی	۸۳

سفر لکھنؤ و ہردوئی	۸۵
حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی نور اللہ مرقدہ کا سانحہ ارتحال	۸۵
چچا محی الدین باپو صاحب کا انتقال	۸۶
سفر لکھنؤ، ہردوئی و دیوبند	۸۷
مولانا منت اللہ رحمانیؒ کے ہاتھوں گھر کا سنگ بنیاد	۸۸
سفر گوا برائے شرکت افتتاح مدرسہ برلا	۸۹
گھر کا افتتاح	۸۹
جامعہ اسلامیہ بھٹکل کی مجلس شوریٰ میں انتخاب	۹۰
بھٹکل میں تاریخی و یادگار تبلیغی اجتماع	۹۰
سفر حیدرآباد برائے شرکت عالمی حج سیمینار	۹۱
مسجد طوبیٰ کی تعمیر	۹۲
خلیجی جماعتوں کے مشاورتی اجلاس میں شرکت کیلئے سفر دبئی	۹۳
سفر کالیکٹ برائے شرکت پہلی بین الجماعتی کانفرنس	۹۴
کانفرنس میں منظور شدہ تجاویز کے سلسلہ میں بھٹکل میں اجلاس	۹۸
سفر مکہ و جدہ برائے شرکت منی کانفرنس	۹۸
رابطہ آفس کا افتتاح	۱۰۰
سفر بنگلور برائے شرکت تیسرا فقہ اسلامی سیمینار	۱۰۱
مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ کی وفات	۱۰۳
سفر حج بیت اللہ	۱۰۴

سفر کالیکٹ برائے شرکت دوسری بین الجماعتی کانفرنس	۱۰۷
رابطہ سوسائٹی بھٹکل سے میری وابستگی	۱۰۷
بھٹکل مسلم خلیج کونسل و رابطہ سوسائٹی بھٹکل پر ایک نظر	۱۱۰
سفر دبئی، قطر و بحرین	۱۱۱
ریلیف کمیٹی	۱۱۳
اسماء ریلیف کمیٹی	۱۱۳
سفر لکھنؤ، ہردوئی، وجے واڑہ، و مدراس	۱۱۴
سفر بلگام برائے شرکت تبلیغی اجتماع	۱۱۶
سوتیلی ماں کا انتقال	۱۱۶
مسجد سلمان فارسی کی تکمیل کے سلسلہ میں ایک مشاورتی اجلاس	۱۱۷
الحاج محی الدین منیریؒ کا سانحہ ارتحال	۱۱۸
سفر دمام برائے شرکت بھٹکل مسلم خلیج کانفرنس	۱۱۹
رابطہ تعلیمی ایوارڈ کی تجویز کی منظوری	۱۲۰
سفر برائے آدائیگی عمرہ	۱۲۱
تقسیم رابطہ ایوارڈ کا پہلا اجلاس عام	۱۲۱
والد محترم کے ہاتھوں نیا گھر کا سنگ بنیاد و افتتاح	۱۲۲
تقسیم رابطہ ایوارڈ کا دوسرا اجلاس عام	۱۲۲
فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا انتقال پر ملال	۱۲۳
مولانا علی میاں کی آمد کے موقع پر پیام انسانیت کا عام اجلاس	۱۲۳

جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں نائب ناظم کی ذمہ داری	۱۲۴
تقسیم رابطہ ایوارڈ کا تیسرا اجلاس عام	۱۲۵
مولانا شہباز اصلاحی کی بھٹکل آمد اور جامعہ آباد میں چالیس دن قیام	۱۲۶
سفر لکھنؤ برائے شرکت تعلیمی کانفرنس	۱۲۷
شمالی ہند کا یادگار سفر	۱۲۸
سفر پونہ برائے شرکت عالمی رابطہ ادب اسلامی کانفرنس	۱۳۴
تقسیم رابطہ ایوارڈ کا چوتھا اجلاس عام	۱۳۵
گوا میں مدرسہ کا قیام	۱۳۵
سفر گوا برائے شرکت پہلا سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۳۷
سفر کیرالہ کوئمتور برائے وصولی جامعہ اسلامیہ بھٹکل	۱۳۹
سفر بنگلور برائے شرکت رابطہ ادب اسلامی سیمینار	۱۴۰
سفر دبئی برائے شرکت چھٹی کانفرنس بھٹکل مسلم خلیج کونسل	۱۴۰
رابطہ سوسائٹی بھٹکل کی عمارت کا سنگ بنیاد	۱۴۱
تقسیم رابطہ ایوارڈ کا پانچواں اجلاس عام	۱۴۲
سفر گوائی برائے شرکت دوسرا سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۴۲
شیخ الحدیث مولانا معین الدین صاحب ؒ کا سفر بھٹکل	۱۴۳
مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ کا سانحہ ارتحال	۱۴۳
سفر شیموگہ برائے ملاقات مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ العالی	۱۴۶
سفر دہلی برائے شرکت آل انڈیا ملی کونسل اجلاس	۱۴۷

جامعہ اسلامیہ بھٹکل سے علیحدگی	۱۴۸
جامعہ اسلامیہ بھٹکل کی مجلس شوریٰ کے نام میرا خط	۱۵۴
سفر بنگلور برائے شرکت چودھواں اجلاس آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ	۱۵۸
سفر گوا برائے شرکت تیسرا سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۵۸
سفر ممبئی برائے ملاقات حضرت مولانا ابرارالحق صاحب نوراللہ مرقدہ	۱۵۹
سفر گوا برائے شرکت چوتھا سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۵۹
سفر گوا برائے شرکت پانچواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۵۹
سفر گوا برائے شرکت چھٹا سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۶۰
سفر ممبئی ملاقات حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نوراللہ مرقدہ	۱۶۰
سفر گوا برائے شرکت ساتواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۶۰
محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب ؒ کا سانحہ ارتحال	۱۶۱
سفر گوا برائے شرکت آٹھواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۶۲
سفر گوا برائے شرکت نواں سالانہ اجلاس وسنگ بنیاد عمارت جامعۃ المعارف	۱۶۲
سفر گوا برائے شرکت دسواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۶۳
وفات محتشم عبدالغنی صاحب	۱۶۳
سفر گوا برائے شرکت گیارہواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۶۵
قاضی شہر حضرت مولانا محمد احمد خطیبی نور اللہ مرقدہ کا سانحہ ارتحال	۱۶۵
سفر گوا برائے شرکت بارہواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف	۱۶۶
سفر شیموگہ برائے اجلاس مدرسہ احیاء العلوم	۱۶۶

جناب برہان الدین باشاہ صاحب کا انتقال	۱۶۷
شریک حیات کی علالت	۱۶۸
شریک حیات کا سانحہ ارتحال	۱۷۱
منگلور میں اجنبیت کا احساس اور بھٹکلی مریضوں کے استحصال کا مشاہدہ	۱۷۳
اہلیہ کے انتقال پر موصولہ تعزیتی خطوط	۱۷۵
انتقال کی خبر مختلف اخباروں میں	۱۷۶
نکاح ثانی	۱۸۰
ساس صاحبہ کا سانحہ ارتحال	۱۸۰
سفر کالیکٹ برائے شرکت چوتھی بین الجماعتی کانفرنس	۱۸۱
میرے ایک مخلص دوست رکن الدین عثمان صاحب کا انتقال	۱۸۲
ڈاکٹر بدرالحسن معلم کی کار حادثہ اور جملہ پانچ افراد کی موت	۱۸۴
میرے اساتذہ	۱۸۵
شخصیات جن کی صحبت سے کچھ استفادہ کا موقع ملا	۱۸۸
شخصیات جن سے میری ملاقات ہوئی	۱۸۹
تلامذہ	۱۹۰
قومی اداروں سے وابستگی	۱۹۱
انجمن حامی مسلمین بھٹکل	۱۹۱
جماعت المسلمین بھٹکل	۱۹۱
مجلس اصلاح و تنظیم	۱۹۲

تالیفات کا سلسلہ	۱۹۲
علماء کرام کے تاثرات	۱۹۷
مشاہیر کے چند خطوط	۱۹۹
ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل کا قیام	۲۱۴
دعا خیر	۲۱۵

انتساب

بنام

والد محترم حضرت الحاج ڈاکٹر علی بن شہاب الدین صاحب ملپا مدظلہ العالی

و

والدہ مرحومہ بی بی رضیہ بنت سیدی محمد بن سیدی محمد ارمار (وفات ۱۹۶۰ء)

جن کے وجود سے اللہ تعالیٰ نے مجھے وجود بخشا اور جن کی دعاؤں اور نیک تمناؤں سے میں ان
سطور کے لکھنے کا لائق ہوا

و

زوجہ مرحومہ بی بی انیسہ بنت محمد اسماعیل بن محمد میراں طاہرا کھروری (وفات ۲۰۱۰ء)

جن کی رفاقت وتعاون سے مجھے دینی وعلمی خدمت کا موقع نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان
مرحومین کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام
عطا فرمائے۔

و

حضرت مولانا عبدالحمید ندویؒ، ومحی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئیؒ، وحکیم
الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، وحضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمیؒ، ومفکر اسلام
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، وحضرت مولانا شہباز اصلاحیؒ

جن کی شاگردی وصحبت سے اللہ تعالیٰ نے علمی خدمت کا موقع نصیب فرمایا، اللہ تعالیٰ ان
سب کے مراتب کو بلند فرمائے۔

و

مادر علمی جامعہ اسلامیہ بھٹکل، ومدرسہ اشرف المدارس ہردوئی، وجامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد،
ودارالعلوم دیوبند جن کے فیض سے راقم کو ان سطور کے لکھنے کی صلاحیت پیدا ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمدللہ نستعینه ونستغفره ونعوذ باللہ من شرور أنفسنا، ومن سیئات أعمالنا، من یهدہ اللہ فلا مضل له، ومن یضلل فلا هادی له، وأشهد أن لا إله إلا اللہ وحده لا شریک له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه وبارک وسلم تسلیما کثیراً کثیراً. أمابعد!

اس وقت زندگی کی کچھ یادیں نامی کتاب پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ میں کوئی بڑا انسان نہیں ہوں کہ اپنی آپ بیتی لکھوں، کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس طرح کی کوئی کتاب لکھوں۔ مگر حالات کبھی کبھی انسان کو مجبور کر دیتے ہیں کہ انچاہی باتوں کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ میرا بھٹکل کے اکثر اداروں سے تعلق رہا، خصوصاً جامعہ اسلامیہ بھٹکل سے بچپن سے تعلق رہا۔ جامعہ میں طالب علم، استاد، قائم مقام مہتمم، پھر نائب ناظم کی حیثیت سے جامعہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اور بہت سے نشیب وفراز سے گزرنا پڑا۔ ادھر عرصہ سے بعض تحریرات میں میری معلومات اور مشاہدات کے خلاف باتیں لکھی جارہی تھیں۔ اور جامعہ کے اس دور کے واقعات کو جس وقت راقم مدرس تھا، غلط انداز سے پیش کرتے ہوئے بعضوں کو جامعہ کا ہمدرد اور بعضوں کو جامعہ کا مخالف ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔

اسلئے ارادہ ہوا کہ اپنے بھی مشاہدات کو قلم بند کروں۔ تاکہ حقائق سامنے آجائیں اور ممکنہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہوجائے۔ اللہ کے نام پر لکھنا شروع کیا۔ لکھتے لکھتے ضمناً بہت

سے باتیں بھی شامل ہوگئیں۔ خصوصاً جماعت المسلمین بھٹکل، مجلس اصلاح و تنظیم بھٹکل، انجمن حامی مسلمین بھٹکل، بھٹکل مسلم جماعت مسقط، وخلیج کونسل ورابطہ سوسائٹی بھٹکل سے میرے روابط کے متعلق۔ علاوہ جن شخصیات سے میرے روابط رہے ہیں، ان کے متعلق بھی مختصراً لکھا گیا ہے۔ اس طرح غیر دانستہ طور پر یہ کتاب زندگی کی ایک روداد بن گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو لکھنے والے اور پڑھنے والوں کیلئے خیر کا سبب بنائے اور اگر اس میں کوئی نامناسب بات ہو تو اپنے فضل وکرم سے معاف فرمائے۔ آخر میں قارئین کرام سے گذارش ہے کہ کوئی بھی خلاف حقیقت بات ہو تو مطلع فرمائیں۔ راقم ایک حقیر انسان ہے، اور انسان سے نسیان اور خطا کا ہونا لازمی ہے، اگر کسی طرح کا نسیان یا غلطی معلوم ہو جائے تو ضرور معاف فرمائیں۔

اس موقع پر عزیزی فرزند محمد احمد سلمہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انکے تعاون کے بغیر یہ کام مکمل نہیں ہوسکتا تھا۔ کمپوزنگ کی ذمہ داری بھی انہوں نے انجام دی، اور سرورق کی ترتیب وتزئین کا کام عزیزی فرزند محمد اسجد سلمہ نے انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ انکو دنیا وآخرت کی جملہ ترقیات سے نوازے، آمین۔

وما توفيقي إلا بالله عليك توكلت وإليه أنيب

محمد شفیع قاسمی بن ڈاکٹر علی صاحب ملپا
ناظم ادارہ رضیۃ الابرار
رضیۃ المنازل، سلمان آباد، بھٹکل
۱۴؍شوال المکرّم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۳؍ستمبر ۲۰۱۱ء بروز منگل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیدائش

میری پیدائش ۲۳؍رجب المرجب ۱۳۷۲ھ مطابق ۸؍اپریل ۱۹۵۳ء بروز بدھ شب بمقام گوائی ہاؤس، تکیہ محلّہ بھٹکل میں ہوئی۔ والد محترم حضرت الحاج ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ العالی نے اذان دی۔ نام ہندوستان کے مشہور مستجاب الدعوات بزرگ حضرت حاجی محمد شفیع بجنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۵۱ء) کی نسبت سے محمد شفیع رکھا گیا۔

میرا بچپن

جیسا کہ اوپر گزر چکا کہ میری پیدائش تکیہ محلّہ میں ہوئی، ایک سال کی عمر میں تکیہ محلّہ سے نوایت کالونی (موجودہ وجے واڑہ ہاؤس) میں منتقل ہوئے۔ وہ مکان ہمارے بڑے چچا کا تعمیر کردہ تھا۔ اس علاقہ میں کوئی بھی مکان نہ تھا۔ جنگل کا ماحول ہونے کی وجہ سے گھر کی مستورات وہاں رہنے پر راضی نہیں ہوئیں، اسلئے وہاں سے شاہد علی محلّہ پیشمام محی الدین ناخوا صاحب مرحوم کے مکان (موجودہ تعمیر شدہ شاہد علی مسجد کے احاطہ) میں منتقل ہوئے۔ وہاں چند سال رہنے کے بعد والد صاحب نے ۱۹۶۳ء میں نوایت کالونی میں نیا مکان تعمیر کیا، وہاں منتقل ہوئے۔ تئیس (۲۳) سال تک والد صاحب کے ساتھ قیام رہا۔ اس کے بعد آزاد نگر میں اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹا سا مکان تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ۱۹۸۶ء میں اس

مکان میں منتقل ہوئے۔ گیارہ سال تک اس مکان میں قیام رہا۔ بچوں کے لئے وہ مکان نا کافی ہونے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ایک مکان تعمیر کرنے کے اسباب مہیا فرمائے۔ ۱۹۹۷ء میں سلمان آباد موجودہ مکان میں منتقل ہوئے۔ الحمدللہ ابھی تک اسی مکان میں مقیم ہیں۔ یہ مکان سابقہ مکان کے مقابلہ میں تھوڑا بڑا اور پرشکوہ ہے۔ اسلئے کچھ لوگوں کیلئے موجب حسد ہوا۔

اعوذ بکلمات اللہ التامة من کل شیطان وهامة ومن کل عین لامة.

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم (قرآن، ناظرہ، دعاء وغیرہ) جامع مسجد بھٹکل کے شبینہ مکتب میں محترم عبدالقادر (مرنے) خلفومرڈیشوریؒ کے پاس حاصل کی۔ ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ بورڈ اسکول میں داخلہ ہوا۔ چار سال تک وہاں پڑھا۔ تعلیمی اوقات کے علاوہ حساب، اردو وغیرہ جناب ماسٹر محمود صاحب شہاب الدین مرحوم سے پڑھیں۔

والد ماجد

والد ماجد حضرت الحاج ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ بھٹکل کی ایک خدمت گزار شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو گونا گوں صفات سے نوازا ہے۔ ابتداء ہی سے دینی مزاج رہا۔ ہندوستان کے نامور علماء ومشائخ سے والد صاحب کا تعلق رہا۔ وعظ وارشاد کا ہمیشہ معمول رہا۔ ابتدائی تعلیم انجمن ہائی اسکول بھٹکل میں حاصل کی۔ کلکتہ میں ڈاکٹری کی تعلیم بھی حاصل کی۔ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوری

قاسمیؒ اور حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ بھٹکل کے اداروں میں بھی آپ کا نمایاں کردار رہا۔ آپ انجمن حامی مسلمین بھٹکل کے بیس (۲۰) سال تک انظامیہ ممبر رہے، اور مجلس اصلاح وتنظیم بھٹکل کے نائب صدر بھی رہ چکے ہیں۔ اور دس سال تک میونسپلٹی کے کونسلر بھی رہ چکے ہیں۔ جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے بانی ہیں۔ آپ ہی کے تخیل سے جامعہ وجود میں آیا۔ آپ جامعہ کے پہلے ناظم ہیں۔ دس سال تک نظامت کی ذمہ داری سنبھالی۔ اب صدر کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت عطا فرمائے، اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

والدہ ماجدہ

والدہ ماجدہ کا نام بی بی رضیہ ہے۔ سال ولادت غالباً ۱۹۳۳ء ہے۔ والد کا نام جناب سیدی محمد بن سیدی محمد ارمار (بُدلی) اور والدہ کا نام بی بی عائشہ بنت اسماعیل فقیہ احمدا (ایف، اے) ہے۔ ۱۹۴۴ء میں والد صاحب سے شادی ہوئی۔ بڑی نیک، شاکرہ وصابرہ تھی۔

والدہ ماجدہ کا سانحہ ارتحال اور انکی جدائی کا احساس

چند سالوں سے کمزوری وبیماری میں مبتلا ہوئیں، بالآخیر ۲۵/صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹/اگست ۱۹۶۰ء بروز جمعہ، عین نماز جمعہ کے وقت اللہ اللہ کرتے، اللہ کو پیاری ہوئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مغرب سے پہلے غسل دیا گیا۔

بعد مغرب نمازِ جنازہ جامع مسجد بھٹکل میں ادا کی گئی۔ عشاء سے قبل تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ انکی مغفرت فرمائے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اس وقت میری عمر سات (۷) سال کی تھی۔ یہ میری زندگی کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا حادثہ تھا۔

والدہ کا جب انتقال ہوا، اس وقت بڑی بہن کی عمر دس سال، میری عمر سات سال، اور باقی بہنوں کی عمر پانچ سال، اور چار سال اور چھوٹے بھائی کی عمر دیڑھ سال کی تھی۔ زندگی کے ہر مرحلہ پر خوشی وغمی، ہر موقعہ پر والدہ کی جدائی کا احساس ہوتا رہا۔ بچپن سے ماں کی مامتا وشفقت سے محرومی رہی۔ صبح اٹھتے وقت والدہ کے نہ ہونے کا احساس، ناشتہ کے وقت والدہ کے نہ ہونے کا احساس، اسکول جاتے وقت والدہ کے نہ ہونے کا احساس، کپڑا اپنے ہاتھوں سے دھوتے وقت والدہ کے نہ ہونے کا احساس، اسکول سے واپسی کے وقت والدہ کی یاد، الغرض دوپہر، عصر، مغرب، ہر وقت والدہ کی یاد آتی رہی۔ بچوں کی شرارت دیکھنے کے لئے نہ والدہ موجود، پڑھائی مکمل کرنے کے بعد نہ والدہ موجود، نہ بیماری کے وقت تیمارداری کے وقت والدہ موجود، نہ شادی کے وقت والدہ موجود، والدہ کے نہ ہونے سے کن کن مشکلات سے گذرنا پڑا، وہی لوگ جانتے ہیں، جن کے والدین نہ ہوں۔ کئی موقعوں پر آنکھیں بھی روئیں، دل بھی رویا۔ اللہ کی مشیت کے سامنے سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں۔ إن الله مع الصابرين.

جن کے والد یا والدہ زندہ ہیں، وہ ضرور اپنے والدین کی قدر کریں، اور والد و والدہ کی خوب خدمت کریں۔

جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں داخلہ

جامعہ اسلامیہ بھٹکل کا افتتاح ۱۸/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰/اگست ۱۹۶۲ء بروز پیر ہوا، تو والد صاحب مدظلہ نے بروز جمعرات مجھ سے بورڈ اسکول کی تعلیم ختم کر کے جامعہ اسلامیہ بھٹکل جانے کا حکم دیا۔ میں سنیچر کی صبح ۲۳/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۵/ اگست ۱۹۶۲ء جناب گوائی (بورنڈا) محمد میراں صاحب کے مکان کے بالائی منزل (مین روڈ، نزد فاروقی مسجد، بھٹکل) پہنچا، تو استاذ محترم مولانا عبدالحمید ندویؒ اور عبداللہ کوبٹے، ونذیر سعدا وہاں موجود تھے۔

قیام جامعہ پر ایک نظر

قیام جامعہ اور بانیان کے متعلق مختلف تحریریں نظر سے گذرتی رہیں، جس سے اندازہ ہوا کہ کچھ نئے لوگ تاریخ سازی کر رہے رہیں۔ چونکہ میں پہلے دن سے جامعہ کا مشاہد ہوں اور جامعہ کا تیسرا طالب علم ہونے کی سعادت حاصل رہی، اور والد صاحب مدظلہ کی جامعہ کے قیام کی سلسلہ کی محنتوں کو دیکھا بھی ہوں، اسلئے کچھ سچے حقائق کو تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

تخیل جامعہ: ۱۹۵۸ء میں جب قومی انتشار پیدا ہوا، تو والد صاحب مدظلہ نے اپنے چند رفقاء کے ساتھ آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی بہت کوشش کی۔ اس

کا کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آیا، تو اللہ تعالیٰ نے والد صاحب کے دل میں ڈالا کہ دینی تعلیم کی کمی اس کا سبب ہے۔ اسلئے والد صاحب نے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دو الگ الگ مدرسہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اپنے دوستوں سے مسلسل ملتے رہے، اور ذہن سازی کرتے رہے۔ اور حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، اور حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوری قاسمیؒ سے بذریعہ خطوط رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ مولانا عبدالماجد صاحب نے فوراً مدرسہ قائم کرنے کا مشورہ دیا، اور حضرت شاہ وصی اللہ صاحب نے کتابی تعلیم شروع کرنے کا مشورہ دیا۔ تو والد صاحب نے شاہد علی مسجد بھٹکل اور جامع مسجد بھٹکل میں کتابی تعلیم کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آٹھ سال کی مسلسل محنت کے بعد لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دو الگ الگ مدرسہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

بانیان جامعہ: سطور بالا کی تحریر کے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔ صاحب کی ایک تحریر مولانا عبدالحمید صاحب ندوی حیات وخدمات میں نظر سے گزری۔ صفحہ ۱۹ میں لکھتے ہیں۔

”روداد اجلاس اول کے مطابق ۱۷/ مارچ ۱۹۶۲ء قیام جامعہ کا فیصلہ ہونے سے پیشتر جامعہ کے قیام کے مشوروں میں مولانا شریک رہے اور ۲۰/ اگست ۱۹۶۲ء با قاعدہ افتتاح سے قبل ہی مولانا تحریک جامعہ سے وابستہ رہے اور قرارداد جامعہ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۶۳ء کے مطابق مولانا جامعہ کے مختار کل قرار پائے، روداد

اجلاس اول میں ثبت ان شواہد کے بعد یہ بحث کہ مولانا جامعہ کے بانیان میں شمار ہو سکتے ہیں نہیں بے معنی ہو کر رہ گئی ہے۔“

اس سلسلہ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ صاحب کی غلط فہمی کو دور کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جامعہ ۱۷/ مارچ اور ۲۶/ مارچ صرف دو ہی دنوں میں اچانک قائم نہیں ہوا، بلکہ والد صاحب نے ۱۹۵۴ء سے آٹھ سال مسلسل اس سلسلہ میں محنت کی، اس کے بعد مدرسہ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ پھر مولانا عبدالحمید ندویؒ کو خط لکھا گیا، اور مولانا فروری ۱۹۶۲ء میں بھٹکل تشریف لائے۔

(خط بنام مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)

اگر مشوروں میں شامل ہونے ہی سے بانی شمار کئے جائیں تو بے شمار حضرات کو بانی شمار کیا جانا چاہئے۔ جامعہ کے افتتاح سے پہلے بھٹکل میں جناب سعد محمد جفری صاحب مرحوم، جناب دامدا ابو (ڈی، اے) اسماعیل صاحب مرحوم، دامدا ابو (ڈی، اے) ابوبکر صاحب مرحوم، جناب جوباپو ماسٹر عثمان حسن صاحب مرحوم، جناب شاہ بندری پٹیل شمس الدین باشاہ صاحب مرحوم، جناب ارمار زین العابدین صاحب بدلی مرحوم، جناب شاہ بندری محمد علی صائبو صاحب (ہبار)، جناب ملا حسن صاحب، جناب قاضیا محمد مولیٰ صاحب مرحوم، جناب قاضیا محمد حسن باپا صاحب مرحوم، جناب صدیقا محمد ہندو صاحب مرحوم، جناب سید کاظمی موسیٰ صاحب مرحوم، جناب کاڈلی عبدالقادر صاحب مرحوم، جناب پیشمام محمد صاحب مرحوم، و جناب شنگیری ابوبکر

صاحب مرحوم وغیرہم اور ممبئی میں متعدد حضرات مشوروں میں شریک رہے۔

ابتداء میں جامعہ کے بانی ممبران میں صرف چار ہی حضرات شمار کئے جاتے تھے۔

(۱) جناب ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ (۲) جناب سعد احمد جفری صاحبؒ (۳) جناب ڈی، اے، اسماعیل صاحبؒ (۴) جناب جو باپو ماسٹر عثمان حسن صاحبؒ

ماسٹر عثمان صاحب بعد میں جامعہ سے دوری اختیار کرلی، اسلئے ان کا نام بانی ممبران سے حذف کیا گیا۔

اسی لئے ۱۹۶۷ء میں حضرت مولانا علی میاںؒ پہلی مرتبہ جب بھٹکل تشریف لائے، تو اس وقت مولانا عبدالحمید ندویؒ نے ایک عربی تقریر جامعہ کے متعلق مجھے دی تھی، اس میں صرف تین بانی ممبران کا ذکر تھا۔ (۱) جناب ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ (۲) جناب سعد احمد جفری صاحبؒ (۳) جناب ڈی، اے، اسماعیل صاحبؒ۔ اس پر بعض لوگوں کو اعتراض ہوا۔ اور کچھ لوگ بانی ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ جب مولانا کو اس کی اطلاع ہوئی، تو مولانا بہت ناراض ہوئے، اور کسی طرح کسی نام کے اضافہ پر راضی نہیں ہوئے۔ جب مولانا پر بہت دباؤ پڑا، تو مولانا نے بانی کے بجائے ”ومن المعاونین“ لکھ کر کچھ ناموں کا اضافہ فرمایا۔ اس سے تلخی بڑھی، پھر مولانا عبدالحمید ندویؒ نے مولانا علی میاںؒ کی موجودگی میں ایک جذباتی تقریر کی جس میں بعضوں کو تنقید کا نشانہ بنایا، یہی مولانا کے جانے کا سبب بنا۔ مولانا کے جانے کے بعد ۱۹۷۰ عیسوی میں دستور کی ترتیب کے

وقت بانی ممبران میں دو (۲) ناموں کا اضافہ کیا گیا۔

(۱) جناب ڈی، اے، ابوبکر صاحبؒ (۲) جناب محی الدین منیری صاحبؒ

۱۷/ مارچ ۱۹۶۲ء کو ابو محل میں مدرسہ کے افتتاح وغیرہ کا رسمی فیصلہ کیا گیا تھا، اسلئے کہ مولانا عبدالحمید ندویؒ فروری ۱۹۶۲ء ہی میں مدرسہ کے قیام کے فیصلہ کے بعد والد صاحب مدظلہ کی دعوت پر بھٹکل تشریف لا چکے تھے۔

(حوالہ خط بنام مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)

اس وضاحت کے بعد یہ بحث بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے کہ کون بانی ہے اور کون نہیں ہے۔

جامعہ کے قیام میں سب سے اہم کردار غیر بھٹکلیوں میں حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ (مسترشد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)، اور حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب فتحپوری قاسمیؒ (خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) کا رہا ہے۔ تاسیس جامعہ سے پہلے اور تاسیس کے وقت والد صاحب نے جن حضرات سے مسلسل مشورہ کرتے رہے، اور جنہوں نے جامعہ کے قیام کی تائید وتوثیق کی، افسوس کہ ان کی خدمات کو فراموش کیا گیا اور جامعہ کے کسی تعارف نامہ میں انکا تذکرہ نہیں ملتا۔

جامعہ کے بعض تعارف ناموں میں مولانا عبدالحمید ندویؒ کیلیے بانی تعلیم کی اصطلاح ایجاد کی گئی ہے۔ یہ اصطلاح کب اور کس نے ایجاد کی، معلوم نہیں ہے۔

اگر پہلے استاد کو بانی تعلیم کہا جائے تو دارالعلوم دیوبند، اوردارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لئے بانی تعلیم کو تلاش کرنا پڑیگا، اور اداروں کے ہر شعبہ کو قائم کرنے والے کو بانی کہنا پڑیگا، جیسا کہ کچھ دنوں پہلے جامعہ کے سابق استاد کو "اللجنة العربية" کا بانی لکھا گیا۔ **یاللعجب**

اگر کسی کو زبردستی بانی قرار دینا ہے تو سب سے زیادہ حق دار حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ اور حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوریؒ ہیں۔ اسلئے کہ ان کی کئی سالوں کی رہنمائی اور مشوروں سے جامعہ وجود میں آیا۔

افتتاح جامعہ: ۱۸/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰/اگست ۱۹۶۲ء کو گوائی (بورنڈا) محمد میراں صاحب کے مکان کے بالائی منزل پر (نزد فاروقی مسجد بھٹکل) جامعہ اسلامیہ بھٹکل کا افتتاح حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب فیض آبادی قاسمیؒ مبلغ دارالعلوم دیوبند کے ذریعہ عمل میں آیا۔ مولانا کی دعا کی برکت سے جامعہ پچاس سالہ مدت میں خوب ترقی کی، مگر افسوس کہ جامعہ کے تعارف ناموں میں افتتاحی تقریب میں مولانا ارشاد صاحبؒ کا ذکر ہی نہیں کیا جاتا، بلکہ مولانا کے نام کو حذف کر کے مولانا عبدالحمید ندویؒ کا نام لکھ کر حقائق کو مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ قدیم تعارف نامہ میں مدرسہ کا قیام کے عنوان سے اس طرح لکھا ہے: "بفضلہٖ تعالیٰ اس مدرسہ کا افتتاح حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند کے ہاتھوں ۱۸/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰/اگست ۱۹۶۲ء کو عمل میں آیا جس کا نام "جامعہ اسلامیہ" رکھا گیا۔" (تعارف نامہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل، ص ۵)

اس کے بعد کے تمام تعارف ناموں اور دیگر کتابچوں میں اس طرح لکھا ہے۔

"۱۸/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰/اگست ۱۹۶۲ء کو شہر بھٹکل میں گوائی محمد میراں صاحب کے مکان واقع فاروقی محلّہ میں حضرت مولانا عبدالحمید صاحب ندوی کے ذریعہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل کا قیام عمل میں آیا"۔

(تعارف نامہ جدید جامعہ اسلامیہ بھٹکل، ص ۴)

اس کو تاریخی خیانت ہی کہا جائے گا۔

مدرسۃ البنات کا قیام: ۲۲/ڈسمبر ۱۹۶۳ء کو لڑکیوں کیلئے ایک مدرسہ قائم کیا گیا، ایک عرب صاحب (عبداللہ مدنی) کو بھٹکل بلایا گیا، وہ لڑکوں کو قرات و تجوید پڑھاتے تھے، اور انکی بیوی لڑکیوں کو تعلیم دیا کرتی تھی۔ کچھ مدت کے بعد یہ مدرسہ بند ہو گیا۔

جامعہ میں چھ سال کیسے گزارے

۱۸/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰/اگست ۱۹۶۲ء بروز پیر جامعہ کا افتتاح کا دن تھا۔ کھیلتے کھیلتے بچوں کے ساتھ افتتاح کے مقام تک اللہ تعالیٰ نے پہنچایا۔ رَبِّی یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ کی صدائیں ابھی تک کان میں گونج رہی ہیں۔

۲۳/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۵/اگست ۱۹۶۲ء سے ۱۵/شعبان ۱۳۸۸ھ مطابق ۷/نومبر ۱۹۶۸ء تک جامعہ اسلامیہ میں گزارے۔ کیا کیا دیکھا،

اس کے لئے دفتر چاہئے۔ ابتداء میں مولانا عبدالحمید ندویؒ استاد اور ہم تین طلبہ عبداللہ کوبٹے، سعدا نذیرا اور راقم محمد شفیع قاسمی تھے۔ بعد میں ہمارے ساتھ زبیر خطیبی، عبدالرحمٰن حافظ، محسن محتشم، مولوی ایوب برماور شریک ہوئے۔ جامعہ کے افتتاح کے بعد جناب ڈی، اے، اسماعیل صاحبؒ نے اپنے خاندان کے چند بچوں کو جامعہ میں داخل کیا۔ جن میں سے چند نام یہ ہے۔ محمد اقبال بن محمد غوث دامدا، محمد صلاح الدین بن محمد غوث دامدا، عبدالمطلب بن محمد سائب دامدا، قاسم بن محمد سکری دامدا، اقبال بن حسن شبر دامدا، محمد صالح بن ابوبکر دامدا وغیرھم

بعد نماز فجر استاذ گرامی مولانا عبدالحمید ندویؒ قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے، اس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے تھے، انجمن ہائی اسکول کے طلبہ بھی شوق سے درس میں آیا کرتے تھے۔ ان میں سے بہت سے طلبہ کو دینی تعلیم کا شوق پیدا ہوا، اور وہ جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کرنے لگے۔ بعض ذمہ داران انجمن کو خطرہ محسوس ہوا، تو انجمن کے طلبہ کو درس میں شرکت سے روکا گیا۔ صرف مولانا اقبال صاحب ملا ندوی، مولانا صادق صاحب اکرمی ندوی، اور جناب جلال الدین صاحب رکن الدین محمد باپورہ گئے۔ بعد میں مولانا غزالی صاحب خطیبی ندوی بھی شریک ہوئے۔ اسی طرح تین جماعتیں تیار ہوئیں۔

۱) مولانا اقبال صاحب ملا ندوی، مولانا غزالی صاحب خطیبی ندوی

ان دونوں کو مولانا عبدالحمید ندویؒ نے بڑی محنت سے پڑھایا، تین سال تک

جامعہ میں پڑھکر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ چلے گئے، تو انکا داخلہ درجہ عالمیت میں ہوا۔ عالمیت کی تعلیم مکمل کرکے دونوں واپس آئے۔ الحمدللہ ابھی تک دینی وقومی خدمت میں مشغول ہیں۔

۲) مولانا صادق صاحب اکرمی ندوی، وجلال الدین رکن الدین

یہ دونوں جامعہ کی تعلیم مکمل کرکے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا، مولانا صادق صاحب اکرمی عالمیت وفضیلت کی تعلیم مکمل کی، پھر جامعہ اسلامیہ بھٹکل، سلطانی مسجد بھٹکل، انجمن ہائی اسکول بھٹکل میں اپنی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔ مولوی جلال الدین صاحب عالمیت تک کی تعلیم مکمل کرنہ سکے۔

۳) عبداللہ کوبٹے، سعدانذیر، راقم محمد شفیع، زبیر خطیبی، عبدالرحمٰن حافظ، محسن محتشم، مولوی ایوب برماور۔

راقم محمد شفیع قاسمی، مولانا ایوب صاحب برماور ندوی، مولانا محسن صاحب محتشم ندوی کے علاوہ باقی ساتھی درمیان میں تعلیم کو خیرباد کیا۔ جناب محسن صاحب درمیان میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ چلے گئے، اور تعلیم مکمل کی۔ راقم محمد شفیع قاسمی اور مولانا ایوب صاحب ندوی کو اللہ تعالیٰ نے عالم وفاضل بننے کی توفیق عطا فرمائی، اور جامعہ کی خدمت کا موقعہ عنایت فرمایا۔ اللّٰھم لک الحمدو لک الشکر.

ابتداء میں مولانا عبدالحمید ندویؒ ایک ہی استاد تھے، اور تین جماعتیں تھیں۔ اسلئے مولانا عبدالحمید ندویؒ زیادہ وقت بڑے لڑکوں پر صرف کرتے، اور صرف

دو گھنٹہ ہم لوگوں کو پڑھاتے، پانچ مہینہ پنجم مکتب کی تعلیم مکمل کر کے دوسرے سال درجہ اعدادیہ قائم کیا گیا، اس وقت جناب محی الدین ماسٹر ہاویری کا تقرر عمل میں آیا۔ یہ جامعہ کے دوسرے استاد تھے۔ اس کے بعد جامعہ گوائی میراں صاحب کے مکان سے سوداگر بخار، واقع مین روڈ منتقل ہوا۔

جامعہ کا پہلا سالانہ اجلاس: ۷؍اکتوبر ۱۹۶۳ء بروز پیر کو جامعہ کا پہلا سالانہ اجلاس، زیر صدارت جناب ایس، ایم، سید محی الدین صاحب انباری مرحوم منعقد ہوا۔ اور جامعہ کو مستقل طور پر جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اب ماسٹر محی الدین کارواری (جو ماسٹر محی الدین ہاویری کے علاوہ ہیں)، و استاذ محترم مولانا حافظ محمد اقبال صاحب موٹیا ندویؒ، و مولانا حافظ محمد رمضان صاحب ندوی، و جناب ماسٹر کافشی احمد ابن عبدالرزاق صاحب شرویؒ اساتذہ کے قافلہ میں شریک ہو چکے تھے۔ مکتب قائم ہو چکا تھا۔ الحمدللہ جامعہ ایک مدرسہ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

جامعہ کا دوسرا عظیم الشان سالانہ اجلاس: بتاریخ ۱۶؍۱۷؍رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۱؍۲۲؍نومبر ۱۹۶۴ء، بمقام مولانا ہال، مین روڈ بھٹکل منعقد ہوا۔ جس میں جناب پروفیسر جلال صاحب کڑپویؒ، مولانا ریاض احمد صاحب فیض آبادی قاسمیؒ، مولانا تاج الدین صاحب ترپوریؒ، مولانا یوسف صاحب منگلوری، مولانا محمد اسماعیل صاحب اکرمی بھٹکلیؒ (عرف دھکلو بھاؤ خلفو، ولادت ۱۳۲۱ھ، متوفی ۱۳۸۶ھ)، مولانا خواجہ بہاء الدین اکرمی بھٹکلیؒ وغیرہم نے شرکت فرمائی۔

پورا شہر دینی فضاؤں سے سرشار رہا، اور گھر گھر جامعہ کا چرچا ہونے لگا۔ پہلی مرتبہ جامعہ کے طلبہ کی تقریریں ہوئیں، خوب انعامات ملے۔ میری بھی تقریر ہوئی، اور انعام ملا۔ یہ میری زندگی کی پہلی تقریر تھی۔ جامعہ کی کارکردگی کو دیکھ کر حاضرین میں سے جناب ایس، ایم، سید احمد صاحب مرحوم نے اپنے والد جناب ایس، ایم، سید میراں صاحب مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے بارہ (۱۲) ایکڑ زمین وقف کرنے کا اعلان کیا۔ اسکے بعد جامعہ سوداگر بخار سے جامع مسجد بھٹکل منتقل ہوا۔

اسی طرح ۱۹۶۵ء، ۱۹۶۶ء بحسن خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس دوران جامعہ نے بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کی۔ پہلی مرتبہ جامعہ کے طلبہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہو چکے تھے۔ ۱۹۶۷ء میں جامعہ اسلامیہ کے پانچ سال مکمل ہوئے، اس خوشی کے موقعہ پر جامعہ اسلامیہ کا پانچواں سالانہ اجلاس بتاریخ ۲؍۳؍رجب المرجب ۱۳۸۷ھ مطابق ۷؍۸؍اکتوبر ۱۹۶۷ء منعقد ہوا۔ اس موقع پر مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا منظور نعمانی قاسمیؒ، و حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ کو دعوت دی گئی تھی، لیکن مولانا منظور نعمانیؒ کا پروگرام منسوخ ہوا، مولانا علی میاںؒ، قاضی اطہر مبارکپوریؒ، و مولانا محمد حسنیؒ تشریف لائے۔ یہ حضرت مولانا علی میاںؒ کی پہلی مرتبہ بھٹکل تشریف آوری تھی۔ جلسہ کی صدارت فرمائی، اور ایک تاریخی خطاب بھی فرمایا۔ جو ''نشان منزل'' اور ''مسلمانان بھٹکل سے صاف صاف باتیں'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اسی موقعہ پر حضرت

مولانا نے جامعہ کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا، اور رقت آمیز دعا فرمائی، اور اس علاقہ کا نام ''جامعہ آباد'' تجویز فرمایا۔ پانچ سال میں جامعہ کی ترقی شیطان کو پسند نہیں آئی، استاذ محترم مولانا عبدالحمید ندویؒ نے مولانا علی میاںؒ کی موجودگی میں ایک جذباتی تقریر کی۔ جس میں انہوں نے بعض ذمہ داروں کو تنقید کا نشانہ بنایا، اور والد صاحب کے متعلق کہا کہ: ''یہ بھٹکل کے علی میاں جو یہاں بیٹھے ہیں، یہ سب انہیں کی محنت کا نتیجہ ہے۔'' اس سے کچھ لوگ ناراض ہوئے، اور اسی کی پاداش میں مولانا کو بھٹکل سے جانا پڑا۔ رمضان کی چھٹیوں میں مولانا گھر تشریف لے گئے، تو انکو واپس نہ آنے کا خط لکھا گیا۔ بہت سے طلبہ مولانا کے چلے جانے سے جامعہ کی تعلیم ترک کردی۔ یہ جامعہ کے لئے بہت بڑا خسارہ تھا۔

مولانا عبدالحمید ندویؒ کے جانے کے بعد جامعہ اسلامیہ کے مہتمم مولانا یعقوب صاحب ندویؒ منتخب ہوئے۔ کچھ مہینوں کے بعد مولانا یعقوب صاحب واپس گئے۔ اس وقت ماسٹر ابوالحسن قاضیا مرحوم کو انچارج مہتمم بنایا گیا۔ ۱۵/ شعبان ۱۳۸۸؁ھ مطابق ۷/ نومبر ۱۹۶۸؁ء بروز جمعرات، ہماری جامعہ کی تعلیم مکمل ہوئی، تو والد صاحب نے حضرت مولانا شاہ ابررالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں داخل کرنے کا فیصلہ کیا۔

سفر لکھنؤ و ہردوئی برائے تعلیم

۱۰/ شوال ۱۳۸۸؁ھ مطابق ۳۱/ ڈسمبر ۱۹۶۸؁ء بروز منگل بھٹکل سے بذریعہ پانی جہاز، راقم اور مولانا ایوب صاحب برماور ممبئی کے لئے روانہ ہوئے۔ ممبئی میں کچھ دن رہنا پڑا۔ بانیان جامعہ اسلامیہ بھٹکل جناب ڈی، اے، اسماعیل صاحب، وجناب ڈی، اے، ابوبکر صاحب کے فلیٹ نل بازار ممبئی میں قیام رہا۔ جناب محی الدین منیری صاحب وجناب شنگیری ابوبکر صاحب، وچچازاد بھائی و بہنوئی جناب ملپا محمد اسلم صاحب کی وجہ سے بڑی راحت ملی۔

وہاں سے بذریعہ ریل لکھنؤ روانگی ہوئی، سردی کا زمانہ تھا، ناقابل برداشت سردی تھی، رات کے وقت ندوۃ العلماء لکھنؤ پہنچے۔ ندوہ میں ایک دو دن قیام کر کے میرے چچازاد بھائی و بہنوئی مولانا عبدالمجید صاحب بھٹکلی ندوی کے ہمراہ ہردوئی روانگی ہوئی، دوپہر کے وقت ہردوئی پہنچے۔ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ موجود نہیں تھے۔ میرا امتحان ہوا، اور داخلہ ہوا۔ میری تعلیم چونکہ ندوہ کے نصاب کے مطابق تھی، اور میرے اکثر اساتذہ ندوی تھے، اسلئے میرا جی نہیں لگا۔ رات قیام کر کے دوسرے دن صبح لکھنؤ واپس ہوا۔

۱۹۶۹؁ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ

جنوری ۱۹۶۹؁ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں پنجم عربی میں داخلہ ہوا۔

مولانا محمد رابع صاحب ندوی مدظلہ اور مولانا ناصر صاحبؒ نے میرا امتحان لیا۔ اور ندوہ میں تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ ندوہ کے داخلہ کے بعد اس کی اطلاع والد صاحب کے سرپرست حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندویؒ (خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) کو ملی، تو وہ بہت ناراض ہوئے، اور مجھے دوبارہ ہردوئی لے جانے کا حکم دیا۔ میں کچھ مدت ندوہ میں پڑھا۔ پھر والد صاحب مدظلہ بھٹکل سے تشریف لائے، اور مجھے ہردوئی واپس جانے پر اصرار کیا۔ جب میں راضی نہیں ہوا، تو والد صاحب بہت ناراض ہوئے۔ اس کی اطلاع حضرت مولانا علی میاںؒ کو ہوئی، تو مولانا نے مجھے مہمان خانہ بلایا، تنہائی میں مجھ سے فرمایا: ’’میاں! ہردوئی کا مدرسہ بھی ہمارا مدرسہ ہے، تم ہردوئی چلے جاؤ، والد صاحب کی ناراضگی کے ساتھ یہاں رہنا صحیح نہیں ہے۔‘‘ حضرت مولانا کے اس مشورہ کے بعد میں ہردوئی جانے کے لئے تیار ہوگیا۔

مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں تعلیمی سلسلہ

والد صاحب مدظلہ، ومولانا صادق صاحب اکرمی (جو اس وقت ندوہ میں پڑھ رہے تھے)، اور راقم، تینوں ہردوئی کے لئے روانہ ہوئے۔ عصر کے وقت ہردوئی پہنچے، حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ کی مجلس ہو رہی تھی، مصافحہ ومعانقہ ہوا۔ پہلی ملاقات میں میری دل کی حالت تبدیل ہوگئی، وحشت، انس میں تبدیل ہوگئی، دوسرے دن میری تعلیم شروع ہوئی۔ والد صاحب مدظلہ نے حضرت مولانا کو بھٹکل آنے کی دعوت دی، اور ساتھ لے جانے پر آمادہ کیا۔ پھر والد صاحب اور حضرت مولانا ممبئی کے لئے روانہ ہوئے۔ ممبئی سے بذریعہ پانی جہاز بھٹکل روانگی ہوئی، یہ حضرت مولانا کا پہلا سفر بھٹکل تھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت وسرپرستی میں چار سال مکمل کئے۔ کیا کیا دیکھا، کیا کیا سنا، تحریر کے لئے دفتر چاہیے۔ سفر وحضر میں حضرت کو دیکھا، خوشی وغمی ہر طرح کے مواقع دیکھے۔ بہرحال اتباع سنت کے کامل نمونہ تھے۔ حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ اور حضرت قاری امیر حسن صاحب مدظلہ کی زیرنگرانی تعلیمی سفر جاری رہا، اسی دوران حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمیؒ، حضرت مولانا محمد احمد پرتاپگڑھیؒ، حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب شاہجہان پوریؒ (خلیفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)، حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ، حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب قاسمیؒ (مبلغ دارالعلوم دیوبند)، وغیرہم سے ملاقات وزیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور کچھ خدمت کا موقعہ بھی ملا۔ اسی دوران حضرت مولانا کے اکلوتا فرزند اشرف الحق کا انتقال ہوا، اور حضرت کی اکلوتی بیٹی کا عقد بھی ہوا، حضرتؒ نے دوران قیام میری دلجوئی کا جتنا خیال رکھا، اس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ میری والدہ کی کمی کا احساس ہونے نہ دیا۔ ۱۹۷۱ء میں جب میں بیمار ہوا، حضرتؒ خود میری تیمارداری فرماتے تھے، اور کئی ڈاکٹروں سے علاج فرمایا۔ جب افاقہ نہیں ہوا، تو خود مجھے ممبئی لے آئے، اور والد صاحب کے حوالہ کیا۔ کن کن یادوں کو لکھوں؟ جب

میرے چار سال مکمل ہوئے، اور ہردوئی کی تعلیم مکمل ہوئی، تو آئندہ تعلیم کے لئے مظاہر علوم سہارنپور جانے کی تیاری شروع ہوئی، میں نے حضرت سے کہا: میرا دل دارالعلوم دیوبند جانے کو چاہتا ہے، تو حضرت نے فوراً منظور فرمایا، اور خطوط تحریر فرمائے، جب میں رخصت ہونے لگا، مجھے نصیحت کی کہ داخلہ کے وقت ہرگز جھوٹ نہ بولنا۔

۱۹۷۲ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

جب میں دیوبند پہنچا، اور داخلہ کا فارم پر (Fill) کیا، تو حسب ہدایت حضرت رحمۃ اللہ علیہ صحیح صحیح کتابوں کا نام لکھا۔ تو میرا داخلہ پنجم عربی میں ہوا، میری عمر کے لحاظ سے مجھے پنجم عربی کا داخلہ پسند نہیں آیا، اسلئے کہ میرے جامعہ کے ساتھی درجہ ہشتم میں پڑھ رہے تھے، تو میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمیؒ سے مشورہ کیا، تو انہوں نے مرادآباد جانے کا مشورہ دیا۔

جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد میں داخلہ

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ اور آپ کے خط کو لے کر مرادآباد روانہ ہوا۔ اور ہفتم عربی میں داخلہ لیا۔ وہاں مولانا عبدالجبار صاحب اعظمیؒ، مولانا انصار الحق صاحب، مولانا منظور احمد صاحب، مفتی عبدالرحمٰن صاحب، مولانا ارشد مدنی صاحب، مولانا اختر صاحب، مولانا عبدالہادی صاحب وغیرھم سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ ایک سال مکمل کر کے چھٹیوں میں ہردوئی چلا گیا۔

۱۳۹۳ھ کا رمضان حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ کی خدمت میں

شعبان ۱۳۹۳ھ مطابق ستمبر ۱۹۷۳ء میں جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد گھر جانے کے بجائے پورا رمضان حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہردوئی گزارا۔ پھر حصول تعلیم کے لئے دیوبند کا سفر ہوا۔ دیوبند جاتے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ گرم لباس اور جوتے عنایت فرمائے۔ غرض حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند کی طرح میرے ساتھ محبت وشفقت کا برتاؤ کیا۔ جزاہ اللہ عنا

۱۹۷۳ء میں عالم اسلام کی مشہور درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور فراغت

شوال ۱۳۹۳ھ مطابق نومبر ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث میں داخلہ امتحان دیا اور کامیابی حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث میں داخلہ ہوا۔ دیوبند میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ دیوبند میں طالب علمی کے دوران حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے کمرہ میں میرا قیام تھا۔ صحیح بخاری جلد اول حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ اور حضرت مولانا شریف حسن

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی ۔ بخاری کی ابتداء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ نے کی، اور کچھ عرصہ تک خود پڑھایا، عجیب درس تھا، منظر کشی کے لئے الفاظ نہیں ہیں، حسین چہرہ، اور حسین عمامہ کے ساتھ، جب حضرت تخت پر بیٹھتے، ایسا لگتا کہ واقعی وارث رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہیں، جب بولتے، موتی ہی بکھرتے، معارف وحقائق کا دریا بہاتے، اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔

صحیح بخاری جلد ثانی مکمل حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ دیگر کتابیں حضرت مولانا فخر الحسن صاحب قاسمیؒ، مولانا عبدالاحد صاحب قاسمیؒ، مولانا محمد حسین بہاری قاسمیؒ، مولانا معراج صاحب قاسمیؒ، مولانا نصیر خان صاحب قاسمیؒ، مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مدظلہ، مولانا انظر شاہ کشمیریؒ، وغیرھم سے پڑھیں۔ درس کے علاوہ بھی حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمیؒ کے پاس فقہ شافعی کی کتاب عمدۃ السالک اور دوسری کتابیں پڑھنے کا بھی موقعہ ملا۔ اسی دوران سہارنپور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی مظاہری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی، اور مسلسلات پڑھنے کا بھی موقعہ ملا، اسطرح حضرت کی شاگردی کا بھی شرف حاصل ہوا۔ شعبان ۱۳۹۴ھ ۱۹۷۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت ہوئی۔ اور مسلسلات حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اور جملہ کتب حدیث کی اجازت بھی حضرت قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمائی۔

دارالعلوم دیوبند پر ایک نظر

دارالعلوم دیوبند جامع ازہر مصر کے بعد عالم اسلام کی سب سے بڑی اسلامی درسگاہ ہے۔ ۱۸۶۶ء میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ برصغیر کے مسلمانوں پر دارالعلوم دیوبند کا بہت ہی گہرا اثر قائم ہوا۔ تعلیم وتعلم، دعوت وتبلیغ، اصلاح عقائد، سیاست، ہر محاذ پر دارالعلوم دیوبند نے مسلمانوں کی رہنمائی کی۔ سو(۱۰۰) سالہ مدت میں ہزاروں راسخ علماء دارالعلوم دیوبند سے پیدا ہوئے، جنہوں نے قرآن، حدیث، فقہ کی بہت ہی خدمت انجام دیں۔ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے میں دارالعلوم دیوبند کا بہت اہم رول رہا۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، افریقہ وغیرہم کے اکثر مدارس دارالعلوم دیوبند ہی کے فیض کا نتیجہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے نظام ونصاب سے ایسی شخصیات پیدا ہوئیں، جس کی نظیر دوسرے نظام ونصاب میں ملنی مشکل ہے۔

ذیل میں چند فرزندان دارالعلوم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ دارالعلوم نے کس طرح کی عظیم شخصیات کو جنم دیا۔

۱) مولانا محمود حسن دیوبندیؒ۔ (ولادت ۱۲۶۸ھ، وفات ۱۳۳۹ھ) پہلے طالب علم وشیخ الحدیث وسرپرست دارالعلوم دیوبند ومجاہد آزادی ہند، وبانی تحریک ریشمی رومال واولین صدر جمعیۃ العلماء ہند، وبانی ممبر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، وخلیفہ

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ وخلیفہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، وسابق سرپرست مظاہر علوم سہارنپور

(۲) مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (ولادت ۱۲۶۹ھ، وفات ۱۳۴۶ھ)۔ خلیفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ وخلیفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، سابق شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور، **بذل المجهود** آپ کی مشہور تصنیف ہے۔

(۳) مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ۔ (ولادت ۱۲۷۵ھ، وفات ۱۳۴۷ھ) اولین صدر مفتی ومرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند، وخلیفہ مولانا شاہ رفیع الدین دیوبندیؒ

(۴) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ (ولادت ۱۲۸۰ھ، وفات ۱۳۶۲ھ) سابق سرپرست دارالعلوم دیوبند وخلیفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، وبانی مجلس دعوۃ الحق، وسرپرست مظاہر علوم سہارنپور، ومربی مشاہر علماء، ومفسر قرآن، ومصنف کتب کثیرہ۔ بیان القرآن، بہشتی زیور، امداد الفتاوی آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

(۵) علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ۔ (ولادت ۱۲۹۲ھ، وفات ۱۳۵۲ھ) سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، وخلیفہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، **فیض الباری** آپ کے درس بخاری کا نمونہ ہے۔

(۶) مفتی کفایت اللہ دہلویؒ۔ (ولادت ۱۲۹۲ھ، وفات ۱۳۷۲ھ) سابق صدر جمعیۃ علماء ہند، وخلیفہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، ومصنف کتب کثیرہ، تعلیم الاسلام، کفایت المفتی آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

(۷) مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ (ولادت ۱۲۹۴ھ، وفات ۱۳۶۴ھ)۔ استاذ دارالعلوم دیوبند، وخلیفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، وحضرت شاہ عبداللہ عرف مناشاہ صاحبؒ

(۸) حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ۔ (ولادت ۱۲۹۶ھ، وفات ۱۳۷۷ھ) سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند ومجاہد آزادی، و سابق صدر جمعیۃ العلماء ہند، وخلیفہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(۹) مولانا اعزاز علی امروہیؒ۔ (ولادت ۱۲۹۹ھ، وفات ۱۳۷۴ھ) سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

(۱۰) مولانا الیاس کاندھلویؒ۔ (ولادت ۱۳۰۳ھ، وفات ۱۳۶۳ھ) خلیفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، وبانی تبلیغی جماعت، وسابق سرپرست مظاہر علوم سہارنپور

(۱۱) علامہ ابراہیم بلیاویؒ۔ (ولادت ۱۳۰۴ھ، وفات ۱۳۸۷ھ) سابق صدر مدرس وناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند، وخلیفہ مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوریؒ

(۱۲) مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔ (ولادت ۱۳۰۵ھ، وفات ۱۳۶۹ھ) سابق صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند، ومجاہد آزادی، وبانی وصدر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان (پاکستان کے قیام کے وقت انہی کی ہاتھوں پاکستان کا جھنڈا لہرایا گیا)۔ **فتح الملهم** آپ کی مشہور شرح مسلم ہے۔

(۱۳) مولانا فخر الدین احمد مرادآبادیؒ۔ (ولادت ۱۳۰۷ھ، وفات ۱۳۹۲ھ)

سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیو بند، وسابق صدر جمیعۃ علماء ہند

(۱۴) مولانا ظفر احمد عثمانیؒ۔ (ولادت ۱۳۱۰؁ھ، وفات ۱۳۹۴؁ھ) مصنف اعلاء السنن، وخلیفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، وسابق استاذ حدیث مظاہر علوم سہارنپور، ومجاہد آزادی، وسابق نائب صدر جمیعۃ علماء اسلام پاکستان

(۱۵) مولانا مناظر احسن گیلانیؒ۔ (ولادت ۱۳۱۰؁ھ، وفات ۱۳۷۵؁ھ) مشہور ادیب ومورخ، مصنف سوانح قاسمی، تدوین حدیث وغیرہما، وسابق استاد وصدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد

(۱۶) مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوریؒ۔ (ولادت ۱۳۱۰؁ھ، وفات ۱۳۸۷؁ھ) شیخ طریقت و مصلح وقت، وخلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۱۷) مولانا ڈاکٹر عبد العلی حسنیؒ (ولادت ۱۳۱۱؁ھ، وفات ۱۳۸۰؁ھ) سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(۱۸) مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ۔ (ولادت ۱۳۱۵؁ھ، وفات ۱۴۰۳؁ھ) سابق مہتمم دارالعلوم دیو بند، وبانی واولین صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، وخلیفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ، ومصنف کتب کثیرہ

(۱۹) مفتی محمد شفیع صاحبؒ۔ (ولادت ۱۳۱۴؁ھ، وفات ۱۳۹۶؁ھ) خلیفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ، وسابق صدر مفتی دارالعلوم دیو بند، ومفتی اعظم پاکستان، وسابق صدر جمیعۃ علماء اسلام پاکستان، وبانی دارالعلوم کراچی، مصنف کتب کثیرہ، معارف القرآن آپ کی شاہکار تفسیر ہے۔

(۲۰) مولانا بدر عالم میرٹھیؒ۔ (ولادت ۱۳۱۶؁ھ، وفات ۱۳۸۵؁ھ) سابق استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات، ومصنف ترجمان السنۃ، وخلیفہ حضرت مولانا قاری محمد اسحاق میرٹھیؒ خلیفہ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

(۲۱) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ۔ (ولادت ۱۳۱۸؁ھ، وفات ۱۳۸۲؁ھ) مجاہد آزادی، وسابق ممبر پارلیمنٹ، وسابق ناظم عمومی جمیعۃ العلماء ہند

(۲۲) مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ۔ (ولادت ۱۳۱۹؁ھ، وفات ۱۴۰۴؁ھ) سابق نائب مفتی دارالعلوم دیو بند، وسابق صدر جمعیت علماء ہند، بانی ندوۃ المصنفین دہلی، وبانی مجلس مشاورت

(۲۳) مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ۔ (ولادت ۱۳۱۹؁ھ، وفات ۱۴۱۲؁ھ) سابق شیخ الحدیث مدرسہ مفتاح العلوم مئو، وسابق رکن شوریٰ دارالعلوم دیو بند وندوۃ العلماء لکھنؤ، صاحب تحقیق وتخریج کتب کثیرہ

(۲۴) مولانا محمد میاں دیو بندیؒ۔ (ولادت ۱۳۲۱؁ھ، وفات ۱۳۹۵؁ھ) سابق ناظم عمومی جمیعۃ العلماء ہند، وسابق رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیو بند، ومصنف کتب کثیرہ

(۲۵) مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔ (ولادت ۱۳۲۳؁ھ، وفات ۱۴۱۷؁ھ) سابق ایڈیٹر رسالہ الفرقان لکھنؤ، واستاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، وخلیفہ مولانا عبد القادر رائپوریؒ، ومصنف معارف الحدیث وغیرہ، وسابق رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیو بند

(۲۶) مفتی محمود حسن گنگوہیؒ۔ (ولادت ۱۳۲۵ھ، وفات ۱۴۱۷ھ) سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند و مظاہر علوم سہارنپور، وخلیفہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ، فتاوی محمودیہ آپ کے فتاوی کا مجموعہ ہے۔

(۲۷) مولانا یوسف بنوریؒ۔ (ولادت ۱۳۲۶ھ، وفات ۱۳۹۷ھ) محدث وقت، بانی مدرسہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن، وبانی مجلس دعوت وتحقیق اسلامی پاکستان، بانی مجلس ختم تحفظ نبوت پاکستان، وبانی وفاق المدارس پاکستان، مصنف معارف السنن، ومجاز مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۲۸) مولانا مسیح اللہ جلال آبادیؒ۔ (ولادت ۱۳۳۰ھ، وفات ۱۴۱۳ھ) خلیفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ، وبانی واستاذ حدیث جامعہ مفتاح العلوم جلال آباد

(۲۹) مولانا منت اللہ رحمانیؒ۔ (ولادت ۱۳۳۲ھ، وفات ۱۴۱۱ھ) سابق امیر شریعت بہار واڑیسہ، وبانی واولین جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، وسابق رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

(۳۰) مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ۔ (ولادت ۱۳۳۳ھ، وفات ۱۴۲۰ھ) سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، وسابق رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند، وسابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ، وخلیفہ مولانا عبدالقادر رائپوریؒ، ومولانا احمد علی لاہوریؒ، ومصنف کتب کثیرہ عربی واردو

(۳۱) مولانا مرغوب الرحمٰن بجنوریؒ (ولادت ۱۳۳۳ھ، وفات ۱۴۳۲ھ) مہتمم دارالعلوم دیوبند

(۳۲) مفتی محمود صاحب پاکستانیؒ۔ (ولادت ۱۳۳۷ھ، وفات ۱۴۰۰ھ) سابق وزیر اعلیٰ پنجاب پاکستان

(۳۳) مولانا ارشاد احمد فیض آبادی۔ رئیس المبلغین دارالعلوم دیوبند، وخلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوریؒ، جن کے ہاتھوں ۱۹۶۲ء میں جامعہ اسلامیہ بھٹکل کا افتتاح عمل میں آیا۔

(۳۴) مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ العالی۔ (ولادت ۱۳۴۴ھ)
مہتمم (وقف) دارالعلوم دیوبند، ونائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ، ورکن شوری ندوۃ العلماء لکھنؤ

(۳۵) مولانا سید اسعد مدنیؒ۔ (ولادت ۱۳۴۶ھ، وفات ۱۴۲۷ھ)
سابق ناظم عمومی وصدر جمیعۃ العلماء ہند

(۳۶) مولانا انظر شاہ کشمیریؒ۔ (ولادت ۱۳۴۷ھ، وفات ۱۴۲۹ھ)
سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند (وقف)، وبانی جامعہ امام محمد انور شاہ کشمیریؒ

(۳۷) مولانا وحید الزماں کیرانویؒ۔ (ولادت ۱۳۴۸ھ، وفات ۱۴۱۵ھ) سابق استاذ عربی ادب دارالعلوم دیوبند، ومصنف القاموس الجدید (عربی واردو)

(۳۸) مولانا عمر پالن پوریؒ (ولادت ۱۳۴۸ھ، وفات ۱۴۱۸ھ) خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ترجمان تبلیغی جماعت، جن کے مواعظ حسنہ سے

ہزاروں انسانوں کی زندگی میں تبدیلی آئی۔

(۳۹) مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ۔ (ولادت ۱۳۵۵؁ھ، وفات ۱۴۲۳؁ھ) سابق نائب امیر شریعت وقاضی القضاۃ بہار واڑیسہ، وسابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ، وبانی ال انڈیا ملی کونسل، وبانی اسلامک فقہ اکیدمی انڈیا

(۴۰) مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ العالی۔ (ولادت ۱۳۶۰؁ھ) استاذ دارالعلوم دیوبند، وصدر جمعۃ العلماء ہند،

(۴۱) مولانا مفتی اشرف علی باقوی قاسمیؒ، مہتمم دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور، وامیر شریعت کرناٹک

(۴۲) مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مدظلہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند، وخلیفہ مجاز مفتی محمود حسن گنگوہیؒ

وغیرہم دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ مایہ ناز فرزندان ہیں، جو خود اپنی جگہ ایک ایک دارالعلوم ہیں۔ جن کی دینی، علمی وسیاسی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں، اور دنیا کے کونہ کونہ میں انکا فیض عام ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی خدمات کو قبول فرمائے، آمین۔

مسلمانان بھٹکل کا دارالعلوم دیوبند سے تعلق

۱۸۶۶؁ عیسوی میں دارالعلوم دیوبند قائم ہوا۔ آہستہ آہستہ دارالعلوم کی شہرت دنیا کے مختلف حصوں میں ہونے لگی، بھٹکل جیسے دور دراز علاقہ میں بھی ۱۸۰۰؁ عیسوی کے اواخر ہی میں دارالعلوم دیوبند کا تعارف ہوا، اور مسلمانان بھٹکل اس تحریک سے متاثر ہونے لگے۔

(۱) ۱۹۰۰؁ عیسوی کے اوائل میں بھٹکل کے ایک طالب علم (مولانا) سید میراں بن سید اسماعیل بافقیہ حصول تعلیم کی غرض سے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا اور دارالعلوم دیوبند سے فیض یاب ہوئے۔

(۲) ۱۹۰۰؁ عیسوی کے اوائل میں بھٹکل کے ایک نامور عالم دین حضرت مولانا محمد امین بن حاجی احمد اکرمیؒ نے علماء دیوبند کے سلسلہ کے شیخ سے بیعت واصلاح کا تعلق قائم کیا۔

(۳) ۱۹۰۰؁ عیسوی کے اوائل میں فخر نوایت محترم اسماعیل حسن صدیقا صاحبؒ (I.H.SIDDIQ) ودیگر بھٹکلی حضرات کا علماء دیوبند سے ربط وتعلق قائم ہوا، اور بہت سے بھٹکلی حضرات آزادی کی مختلف تحریکات میں شامل ہوئے، پھر محترم اسماعیل حسن صدیقاؒ کا اصلاحی تعلق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے قائم ہوا۔

(۴) ۱۹۱۹؁ء یا ۱۹۲۰؁ء میں مولانا محمد امین اکرمیؒ (قاضی خلیفا جماعت بھٹکل، متوفی ۱۹۴۷؁ء) نے اپنے فرزند (مولانا) شریف محی الدین اکرمیؒ (سابق قاضی بھٹکل) کو حصول تعلیم کے لئے دیوبند بھیجا۔

(۵) تحریک آزادی ہند، وتحریک خلافت کے ساتھ بھٹکلی حضرات کا بہت ہی گہرا

تعلق رہا۔ بہت سے بھٹکلی حضرات مسلم لیگ (Muslim League) میں شامل تھے۔ اسلئے مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا شبیراحمد عثمانیؒ، مولانا ظفراحمد عثمانیؒ، مفتی محمد شفیع عثمانیؒ سے بھٹکلی حضرات کے روابط تھے۔ اسی وجہ سے محسن قوم محترم اسماعیل حسن صدیقا بھٹکلیؒ (I.H.Siddiqa) ۱۹۳۶ء میں، اور محترم شمس الدین جوکاکو بھٹکلی مرحوم ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کی ٹکٹ پر کامیاب ہوئے۔

(۶) ۱۹۳۵ عیسوی میں حضرت مولانا محمد اسماعیل بن ابوبکر اکرمیؒ (سابق قاضی خلیفا جماعت بھٹکل) حج کے سفر پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کی تقاریر سے بے حد متاثر ہوئے، اوران کے گرویدہ بن گئے۔

(۷) ۱۹۳۶ عیسوی میں حضرت مولانا محمد اسماعیل اکرمیؒ شمالی ہند کا سفر کیا، اور دارالعلوم دیوبند میں حاضر ہوکر علماء کرام سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

(۸) ۱۹۴۳ء سے والد محترم حضرت الحاج ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ کا تعلق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلفاء اور علماء دیوبند سے رہا۔

(۹) ۱۹۴۳ء میں محترم محی الدین منیری صاحب حضرت مولانا الیاس صاحب کاندھلویؒ بانی تبلیغی جماعت کی ملاقات کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ ۱۹۴۳ء سے محترم الحاج محی الدین منیریؒ کا علماء دیوبند خصوصاً مولانا عبدالقادر رائپوریؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ سے بہت گہرا تعلق رہا۔ آخر میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے بیعت واصلاحی تعلق بھی

قائم فرمایا۔

(۱۰) ۱۹۴۷ء سے قبل آزادی ہند کے سلسلہ میں بھٹکلی حضرات کا علماء دیوبند سے تعلق رہا، خصوصاً بھٹکل کے ایک سیاسی رہنماء جناب عبدالقادر باشاہ صاحب حافظکا مرحوم کا حضرت مولانا شبیراحمد عثمانیؒ سے گہرا تعلق تھا۔

(۱۱) ۱۹۵۲ء میں مہتمم دارالعلوم دیوبند حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ بھٹکل تشریف لائے۔ دوتین دن بھٹکل میں قیام رہا۔ حضرت مولانا کے بیانات ہوئے، اورکئی حضرات بیعت بھی ہوئے۔

(۱۲) محترم ابوعبدالرحمٰن دامودی (سابق جنرل سکریٹری انجمن حامی مسلمین بھٹکل)، محترم شمس الدین جوکاکو صاحب (سابق وزیر کرناٹک)، محترم اسماعیل کوبٹے صاحب وغیرہم کا حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمی مدظلہ سے بیعت کا تعلق تھا۔

(۱۳) ۱۹۵۲ء میں حضرت قاری صاحبؒ کے ساتھ جناب صدیقا برہان الدین باشاہ صاحبؒ دیوبند پڑھنے کیلئے گئے۔

(۱۴) ۱۹۵۵ء میں دارالعلوم دیوبند کے ایک مایہ ناز فرزند حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ (ممبر پارلیمنٹ وناظم عمومی جمیعت علماء ہند) بھٹکل تشریف لائے۔

(۱۵) ۱۹۵۸ عیسوی کے بعد خطیب جامع مسجد بھٹکل محترم عبدالقادر باشاہ اکرمیؒ نے

مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوریؒ کی ملاقات کے لئے متعدد بار الہ آباد وکرلا کا سفر فرمایا، اور بیعت بھی ہوئے۔

(۱۶) جب ۱۹۶۲ء میں جامعہ اسلامیہ بھٹکل کا افتتاح کا موقع آیا تو دارالعلوم دیوبند کی ایک بزرگ شخصیت حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب قاسمیؒ (مبلغ دارالعلوم دیوبند وخلیفہ مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوریؒ) ہی کو منتخب کیا گیا۔ اور انہی کی دعا سے جامعہ اسلامیہ بھٹکل کا افتتاح ہوا۔

(۱۷) اس کے علاوہ علماء دیوبند میں حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ، حضرت مولانا منظور نعمانیؒ، مولانا ارشار احمد صاحب فیض آبادی قاسمیؒ، مولانا ریاض احمد صاحب فیض آبادیؒ (ہبلی)، مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ، مولانا انظر شاہ کشمیریؒ، مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ، وغیرہم بھٹکل تشریف لائے۔ اسی قدیم تعلق کی وجہ سے اہلیان بھٹکل کو بدعت ورسوم سے دوری کا جذبہ پیدا ہوا۔

(۱۸) ۱۹۷۲ء میں جب متبنیٰ بل کے خلاف تحریک چلی تو اس سلسلہ میں بیداری پیدا کرنے کیلئے ممبئ میں ایک اجلاس عام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس وقت مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کی نظر محترم عبدالقادر حافظکا صاحب بھٹکلی مرحوم پر گئی، جناب حافظکا صاحب، وجناب عبدالستار شیخ ودیگر رفقاء کے تعاون سے عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اور اسی جلسہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔

(۱۹) ابتداً دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ رہا۔ مولانا عمر صاحب خطیبی، مولانا قاضی شبیر صاحب منکوی، مولانا عبدالعلیم صاحب قاسمی، راقم محمد شفیع قاسمی، مولوی شبر منکوی، مولوی حفظ الرحمٰن رکن الدین نواب، مولوی زاہد احمد، مولوی محمد وصی الحق قاسمی دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے۔ جامعہ اسلامیہ بھٹکل کا دارالعلوم ندوہ العلماء لکھنؤ سے الحاق کے بعد دارالعلوم دیوبند کے اس تعلق میں کمی آتی گئی۔

۱۳۹۴ھ کا رمضان شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ کی خدمت میں

شعبان ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مولانا ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رمضان گزارنے کا مشورہ دیا۔ اور وہاں پر رہنے کا سفارشی خط لکھ کر عنایت فرمایا۔ پھر میں سہارنپور کا سفر کیا۔ پورا رمضان وہاں پر گزارا۔ میرے ساتھی مولانا ایوب صاحب برماور ندوی بھٹکلی بھی اس رمضان وہاں مقیم رہے۔ عجیب روحانی ونورانی منظر تھا، سینکڑوں علماء وصلحاء معتکف تھے، اور سینکڑوں مہمان روزانہ آتے رہتے تھے، سب کا کھانہ حضرت کی طرف سے تھا، سحری سے قبل تہجد کیلئے اٹھایا جاتا تھا، پھر سحری، پھر صبح کی نماز، نماز کے بعد تلاوت، تلاوت کے بعد آرام، آرام کے بعد اشراق، پھر کسی ایک عالم کا بیان،

پھر نہانے اور کپڑے دھونے کا سلسلہ، دوپہر سے قبل تلاوت، پھر ظہر کی نماز، نماز کے بعد تلاوت، پھر قیلولہ، پھر عصر کی نماز، بعد نماز عصر ذکر بالجہر، پھر افطاری کی تیاری، اجتماعی افطاری، نماز مغرب، بعد نماز مغرب اوابین، پھر کھانا، کھانے کے بعد عشاء کی نماز وتراویح، تراویح میں دو پارے پڑھے جاتے تھے، تراویح کے بعد کتابی تعلیم، پھر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ومصافحہ۔ یہ عجیب منظر پھر کبھی دیکھنے کو نہیں ملا۔ ۲۸ روزوں کے بعد عید ہوئی، عید کے بعد ہردوئی روانہ ہوا۔

مدرسہ اشرف المدارس میں عارضی مدرس

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج پر جاتے وقت مجھے مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں استاذ مقرر فرما کر تشریف لے گئے۔ شوال ۱۳۹۴ھ تا ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ تک ہردوئی قیام رہا، اور مدرسہ اشرف المدارس میں عارضی مدرس رہا۔

محرم ۱۳۹۵ھ تا رجب ۱۳۹۵ھ تک دیوبند میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمیؒ کی خدمت میں

دیوبند میں طالب علمی کے زمانے میں حضرت مفتی صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا تھا۔ پھر ایک بار حضرت کا فیض حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں رہنے کی وجہ سے بہت ہی علمی فائدہ ہوا۔ دیوبند میں قیام کے دوران کتب خانہ کی بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا موقعہ

ملا۔ رجب المرجب ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء کو بھٹکل واپس ہوا۔

۱۳۹۵ھ میں بحیثیت استاد جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں تقرر

۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء کو جامعہ اسلامیہ، جامعہ آباد بھٹکل بحیثیت مدرس تقرر ہوا۔ اسی سال رمضان کے آخیری عشرہ کا اعتکاف جامعہ آباد مسجد میں مولانا غزالی خطیبی کی معیت میں ہوا۔ شوال ۱۳۹۵ھ سے درس وتدرس کا سلسلہ شروع ہوا۔ بعض لوگوں کو میرا تقرر بہت ہی ناگوار رہا۔

جامعہ آباد کے چار سال

پہلا سال : شوال ۱۳۹۵ھ تا شعبان ۱۳۹۶ھ

اکتوبر ۱۹۷۵ء تا اگست ۱۹۷۶ء

جس وقت میں جامعہ اسلامیہ میں مدرس ہوا۔ اس وقت مولانا شہباز اصلاحیؒ جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے مہتمم تھے۔ جو جامعہ اسلامیہ کا زرین دور تھا۔ اسی دور میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور جامعہ اسلامیہ کے سرپرستان مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ، اور محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مظاہری رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری ہوئی۔ اس سال درجہ اول عربی سے سوم عربی تک کی کتابیں میرے ذمہ رہیں۔ شعبان کو امتحان کے بعد تعطیلات کا زمانہ اور رمضان ۱۳۹۶ھ جامعہ آباد

بھٹکل میں گزارا۔

دوسرا سال : شوال ۱۳۹۶ھ تا شعبان ۱۳۹۷ھ
اکتوبر ۱۹۷۶ء تا جولائی ۱۹۷۷ء

جامعہ اسلامیہ کی ترقی عروج پر تھی، جامعہ پھل پھول رہا تھا۔ مولانا شہباز اصلاحیؒ جیسا ذی استعداد مہتمم مل چکا تھا، مولانا کی زیر سرپرستی جامعہ کا نظام اچھی طرح چل رہا تھا۔ جامعہ کو پھلتا پھولتا دیکھ کر شیطان کو پریشانی شروع ہوئی، اور جامعہ کو کمزور کرنے کی تدبیر شروع کی، اور مولانا شہباز اصلاحیؒ کے خلاف ہنگامہ شروع ہوا۔ بالآخیر مولانا شہباز صاحبؒ کو بھٹکل سے جانا پڑا۔ اس دور کے واقعات کو۔۔۔۔۔۔صاحب نے مولانا عبدالحمید صاحب ندوی حیات وخدمات صفحہ ۱۷ پر غلط انداز سے پیش کرتے ہوئے قصہ پارینہ کو پھر زندہ کیا ہے۔ اسلئے اس سلسلہ کے حقائق کو تفصیل سے لکھنا اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صاحب کی بعض باتوں کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صاحب لکھتے ہیں۔

”۱۹۷۷ء میں جامعہ اپنی تاریخ کے بدترین بحران سے دوچار ہوا اور اپنے عظیم القدر مہتمم کے ساتھ ساتھ قربانی دینے والے چند قیمتی اساتذہ کی تدریسی خدمات سے بھی محروم ہوگیا، ان اساتذہ میں وہ بھی شامل تھے جن کے ہاتھوں میں آئندہ کی باگ ڈور دینے کی غرض سے مولانا نے خصوصی تربیت کی تھی، ان ہی ایام

میں مولانا کی شریک حیات داغ مفارقت دے گئی، مولانا کی تنہائی دور کرنے اور جامعہ میں ایک سرپرست بزرگ کی موجودگی کا احساس جگانے کی غرض سے منیری صاحب نے مولانا کو بھٹکل آنے کی دعوت دی۔

(مولانا عبدالحمید ندوی حیات وخدمات، ص ۱۷)

۔۔۔۔۔۔۔۔۔صاحب کا یہ تاثر سراسر غلط ہے کہ

۱)”اپنے عظیم القدر مہتمم کے ساتھ ساتھ قربانی دینے والے چند قیمتی اساتذہ کی تدریسی خدمات سے بھی محروم ہوگیا۔“

حقیقت یہ ہے کہ عظیم القدر مہتمم کو بدنام کر کے جامعہ کی شبیہ خراب کرنے والے چند اساتذہ کو جامعہ سے جانا پڑا تھا۔

۲)ان واقعات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ناظم جامعہ جناب ڈی، اے، اسماعیل صاحب مرحوم، اور نائب ناظم جناب ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ کو پریشان کرنے کی غرض سے مولانا عبدالحمید ندوی کو دعوت دے کر بلایا گیا تھا۔ مولانا عبدالحمید ندویؒ اس وقت جامعہ کے سرپرست نہیں تھے، بلکہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور مولانا ابرارالحق صاحب ہردوئیؒ جامعہ کے سرپرست تھے۔ دونوں اس وقت مولانا عبدالحمید ندویؒ کے بھٹکل آنے سے خوش نہیں تھے۔

اس وقت کے حقائق اس طرح ہیں۔ شیطان جامعہ کے بعض اساتذہ کو بھکا کر مولانا شہباز اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ کو جامعہ سے نکالنے کی چال چلی۔ جامعہ کے بعض

اساتذہ شیطان کے اس چکر میں آکر مہتمم جامعہ مولانا شہباز اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا شروع کیا، اور مولانا کو ڈرایا گیا۔ اور ناظم اور مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے بغیر خفیہ طور پر مولانا کا ٹکٹ کر کے مولانا کو لکھنؤ روانہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ بالآخیر مولانا شہباز صاحبؒ اہتمام کی ذمہ داری مولانا اقبال صاحب ملا ندوی کو سونپ کر اپریل ۱۹۷۷ء کو نم آنکھوں کے ساتھ بھٹکل سے روانہ ہوئے۔ منگلور ریلوے اسٹیشن تک مجھے ساتھ جانے کا موقعہ ملا۔ اس موقع پر مولانا نے مفید مشورے اور نصائح سے نوازا۔ جو ہمیشہ کے لئے راہ عمل ثابت ہوئے۔ اس سلسلہ کی ایک تحریر مولانا ہی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

مکتوب مولانا شہباز صاحب

مطالعہ گرامی: جناب مولانا محمد شفیع قاسمی،
جامعہ آباد، بھٹکل

(۱) عزیز گرامی ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی بہترین نوازشوں سے شاد فرمائے
السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

آپ سے رخصت ہو کر جمعہ کے دن شام کو ندوۃ پہونچا۔ معلوم ہوا کہ حضرت مولانا ۲۲؍ کو پہنچیں گے۔ اس لئے پروگرام بنایا کہ ابھی گھر ہو کر آؤں، چنانچہ سنیچر کی شام کو روانہ ہو کر اتوار کو دس بجے کے قریب گھر پہونچ گیا۔ بھائی صاحب الحمدللہ ۱۹ ماہ کی قید وبند سے آزاد ہو کر گھر آگئے تھے، ملاقات ہوگئی۔ پھر

جمعہ کی شام کو روانہ ہو کر سنیچر کی صبح کو ندوۃ پہونچا۔ حضرت مولانا سے ملاقات ہوئی۔ ادھر سب خیریت ہے۔ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ آپ نے بغیر کسی غرض کے جس طرح میری عزت کی اور میرے احساسات کا خیال رکھا۔ دلجوئی کی۔ وہ ناقابل فراموش ہے۔ اس کا اجر انسان نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ اور انشاء اللہ ضرور دے گا۔ ڈاکٹر (علی ملپا) صاحب کو سلام کہئے۔ اور تمام اساتذہ وطلبہ ودیگر پرسان حال کو بھی سلام پہونچائیے۔ والسلام

شہباز

مولانا شہباز اصلاحیؒ کا دوسرا خط:

(۱) برادر عزیز ومحترم! اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط ملا۔ مختلف ذرائع سے حالات معلوم ہوتے رہتے تھے۔ برادرم مولانا ایوب صاحب کا خط بھی آیا تھا۔ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔ ہم لوگ ہر جگہ آپس ہی میں لڑ رہے ہیں۔ کیا سیاست، کیا مدرسہ، کیا خانقاہ، کیا مسجد کوئی جگہ آپس کی لڑائی سے خالی نہیں۔ کہیں سرد جنگ ہے کہیں گرم۔ بہرحال! نہ دینی خدمت کسی ایک جگہ پر منحصر ہے۔ نہ روزی کسی ایک ذریعہ کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ گھبرانے اور دل چھوٹا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دنیا میں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے بھی بہت سے مخلصین کے ساتھ اس طرح کے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ آپ نے جو کچھ کیا اللہ کے

لئے کیا۔ خلوص سے کیا۔ انشاء اللہ آپ کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اجر دے گا۔ باقی جامعہ کی فکر چھوڑ دیئے۔

یہ چمن یونہی رہے گا اور سارے جانور   اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

ہر مدرسہ کو ان مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ شیطان آسانی سے تو مدارس کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا۔ وہ اپنی پوری کوشش اسی محاذ پر صرف کرتا ہے۔ اس لئے بہت کامیاب ہے۔ آپ صبر کیجئے اور کر سکیں تو سب کو معاف کر دیجئے۔ سب سے تعلقات بحال کر لیجئے۔ پتہ نہیں شادی میں اقبال صاحب اور صادق صاحب کو اور جامعہ کے اساتذہ کو آپ نے دعوت دی یا نہیں اور وہ لوگ آئے یا نہیں۔ میرا دل یہ چاہتا تھا کہ آپ نے سب کو خود دعوت دی ہوتی اور سب خوشی خوشی آئے ہوتے۔

ہم سب اس دنیا میں ابتلاء کے لئے لائے گئے ہیں۔ ہم بھی، آپ بھی، اقبال صاحب بھی، صادق صاحب بھی، عبدالمتین صاحب بھی، ارشاد صاحب بھی، خالد صاحب بھی، یوسف صاحب بھی اور یہ صاحب بھی اور وہ صاحب بھی۔ شیطان اور نفس امارہ سب کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ کوئی پاکبازی اور معصومیت کی ڈینگ نہیں مار سکتا، شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا۔

لاف سرپنجگی و دعوی مردی بگذار   عاجز نفس فرمایہ چہ مردے، چہ زنے
گرت از دست برآید دہنے شریں کن   مردی آں نیست کہ شتے بزنی بر دہنے

یعنی پہلوانی کی ڈینگ اور مردانگی کا دعوی چھوڑ دو۔ کمینہ نفس کے سامنے سبھی بے بس ہیں۔ کیا مرد کیا عورت۔ اگر ہو سکے تو کوئی منہ مٹھا کراؤ۔ مردانگی یہ نہیں ہے کہ کسی کے منہ پر ایک مکا رسید کر دو۔

برادرم ! آپ نے جس طرح محنت کی۔ جیسے وقت میں جامعہ کو سنبھالا۔ اپنی صحت، اپنی عزت، اپنے تعلقات دیرینہ، اپنے آرام سب کو بالائے طاق رکھ کر جی جان سے جامعہ کی خدمت میں لگ گئے۔ اب اللہ سے یہی دعا کیجئے کہ ان سب کو قبول فرمالے۔ ان سب کا اجر آپ کو عنایت فرمائے۔ دنیا نے اگر ان کی قدر نہیں کی تو پروا کیا۔ دنیا کے لئے یہ سب کیا ہی کب گیا تھا۔ جس کے لئے کیا گیا تھا وہ شکور ہے۔ وہ غفور ہے۔ وہ معمولی سے معمولی نیکی کو بھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ اگر کچھ کوتاہیاں بھی ہوئی ہونگی تو معاف فرمائے گا۔ بس یہ خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے جب تک کام لینا تھا لیا۔ اب اوروں سے کام لینا چاہتا ہے۔ اس کے فیصلہ میں چون و چرا کا حق کس کو پہونچتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے دل میں اتنی وسعت ہو کہ آپ دعا کریں کہ آپ کی جگہ پر اب جو لوگ جامعہ کے ذمہ دار بنے ہیں، وہ پوری محنت کر سکیں۔ پوری طرح کامیاب ہوں۔ جامعہ پھولے پھلے۔ لڑکے ترقی کریں۔ نیک بنیں۔ باصلاحیت بنیں۔

ہم لوگ خوش سن کے یہ چرچے جہاں بھی ہیں
رونق پہ گلستاں ہے ہمارے بغیر بھی

میرے عزیز بھائی ! میں نہیں جانتا کہ میری یہ باتیں آپ کو کیسی لگ رہی ہیں۔ لیکن یقین مانئے کہ میں یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں اور اس حال میں کہہ رہا ہوں

کہ مجھے جامعہ سے اپنا وقت رخصت یاد ہے۔ پوری طرح یاد ہے۔ ایک ایک بات یاد ہے، آپ کی عنایتیں یاد ہیں۔ آپ کی دلجوئیاں یاد ہیں۔ آپ کی ہمدردیاں یاد ہیں۔ آپ کا ہر وقت کا ساتھ یاد ہے۔ آپ کا بس میں ساتھ منگلور جانا یاد ہے۔ بس اسٹینڈ پر اترنا یاد ہے۔ عبدالقادر کاڈلی صاحب کا آنا یاد ہے۔ ان کی بظاہر کچھ بے اعتنائی سی یاد ہے۔ ان کے ساتھ ان کے گھر جانا یاد ہے۔ پھر عبداللہ صاحب کے یہاں جانا یاد ہے۔ پھر اسٹیشن سے ڈبڈباتی آنکھوں اور امنڈتے ہوئے دل کے ساتھ ٹرین کے ساتھ روانہ ہو جانا یاد ہے۔ سب کچھ یاد ہے۔ اور رواں دواں آپ کے لئے احسان شناسی اور سپاس گزاری کے جذبات میں ڈوبا ہوا ہے۔ اللہ آپ کو ایک ایک نیکی کا، ہمدردی کے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف کا، ایک ایک قدم کا دس گنا، سو گنا، ہزار گنا، لاکھ گنا، کڑوڑ گنا اجر دے۔ یقین مانئے اگر مجھے ذرہ برابر امید ہوتی کہ اس وقت جامعہ میں جو لوگ آپ کے مخالف ہیں، ان کو بد دعا دینے سے، ان کو برا بھلا کہنے سے، ان کے خلاف جلے پھپھولے پھوڑنے سے آپ کو تھوڑا بھی نفع ہوگا اور ملت کا اور جامعہ کا تھوڑا بھی بھلا ہوگا، تو میں دن رات ان لوگوں کو بد دعائیں دیتا۔ ان لوگوں کو گالیاں دے دے کر کئی صفحے سیاہ کر دیتا، لیکن جانتا ہوں کہ اس کا کوئی حاصل نہیں، میرا دل سیاہ ہوگا۔ میری زبان گندی ہوگی، آپ کا غصہ بڑھے گا اور کوئی حاصل نہیں ہوگا۔ سب لوگ مسلمان ہیں۔ سب انسان ہیں۔ سب عالم ہیں۔ دین کے نمائندے ہیں۔ دنیا کے سامنے ان کی برائی آئے گی تو دنیا سب علماء کو انھیں پر قیاس کرے گی۔ وہ برے ہوں گے تو جامعہ برباد ہوگا۔ لڑکے خراب ہوں گے۔ ہمیں جامعہ عزیز ہے۔ ہمیں طلبہ عزیز ہیں۔ ہمیں جامعہ کی عزت آبرو عزیز ہے۔ ہمیں طلبہ کی تربیت و ترقی عزیز ہے۔ جامعہ پھلے پھولے۔ طلبہ پروان چڑھیں۔ اللہ مولانا رمضان صاحب کے دل و دماغ کو نور و حکمت سے مالا مال کر دے۔ اللہ مولانا ارشاد صاحب کو بہترین صلاحتوں سے نواز دے۔ اللہ خالد صاحب کی زبان میں جادو کا اثر دے۔ اللہ یوسف صاحب کی تعلیم میں بجلی کی تاثیر دے۔ اللہ ایوب صاحب کو صبر ایوب دے۔ متین صاحب کو متانت کی دولت دے۔ ناصر اکرمی سلمہ کو اپنی نصرت خاص سے نوازے۔ تاکہ ان سب کے دم سے جامعہ ترقی کرے۔ طلبہ ترقی کریں۔ اسلام کا نام روشن ہو۔ مولانا حالی نے لکھا تھا

اگر گوش دل سے سنیں اہل عبرت   تو سینوں سے تا بہ کشمیر و تبت
زمیں، روکھ، بن پھول، ریت اور پریت   یہ آواز سب دے رہے ہیں بجرت
کہ کل فخر تھا جن پہ اہل جہاں کو   لگا آج عیب ان سے ہندوستان کو

آج ہم مسلمان دنیا میں اسلام کی اور مسلمانوں کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ ہم سب اچھے ہو جائیں تو اسلام کا نام روشن ہو۔ قرآن کا بول بالا۔ رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا چرچا ہو۔ علامہ اقبال نے دعا کی تھی۔

مشکلیں امت مرحوم کی آساں کر دے   مور بے مایہ کو ہم دوش سلیماں کر دے

جنس نایاب محبت کو پھر ارزاں کر دے   یعنی ہم دیر نشینوں کو مسلماں کو دے

ہم بھی آمین کہتے ہیں۔ آپ بھی آمین کہے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

مستقبل کے سلسلہ میں کیا سوچ رہے ہیں۔ اتنی دور سے میں کیا مشورہ دے سکتا ہوں۔ بس اتنا عرض کروں گا کہ دل چھوٹا نہ کیجئے۔ اللہ رازق ہے۔ جب دیا اسی نے دیا۔ جب دے گا وہی دے گا۔ بچپن سے آج تک اسی نے دیا ہے۔ جب آپ کی والدہ محترمہ زندہ تھیں (اللہ ان کو کڑوٹ کڑوٹ جنت نصیب کرے) تب بھی وہی دیتا تھا۔ جب وہ جنت الفردوس سدھاریں بھی وہی دیتا رہا۔ آپ ہردوئی میں رہے، تب بھی وہی دیتا تھا۔ مرادآباد میں وہی دیتا تھا۔ دیوبند میں وہی دیتا تھا۔ جامعہ آباد میں وہی دیتا تھا۔ یہ محض اس کی حکمت ہے کہ جامعہ چھڑوا کر آپ کے کندھے پر ایک بوجھ ڈالا۔ یقیناً اس کے نزدیک کوئی اسکیم ہوگی۔

دیکھیں ہجوم غم میں وہ لے کس طرح خبر   یہ اس کا امتحان ہے مرا امتحان نہیں

صبر کیجئے۔ اور اس کی قدرت کا تماشہ دیکھئے۔ روزانہ کم از کم ایک بار سورہ واقعہ کی تلاوت ضرور کیجئے۔ اور اپنے والد محترم کو سلام کہئے۔ اور میرے تمام جاننے والوں کو بھی۔

والسلام

شہباز

مولانا شہباز صاحب کی روانگی کے بعد مجلس شوریٰ کا ردعمل

بات مجلس شوریٰ اور سرپرستان جامعہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ تک پہنچ گئی۔ حالات جب بہت سنگین ہوئے تو مجلس شوریٰ نے مشورہ کے لئے سرپرست جامعہ حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ کو مدعو کیا۔ حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ کی موجودگی میں مجلس شوریٰ نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ جن اساتذہ نے مہتمم صاحب کے خلاف جو طرز اختیار کیا، وہ غلط ہے اور ان کے فرائض منصبی کے خلاف ہے۔ اسلئے ان کے خلاف تادیبی کاروائی کرنی ضروری ہے۔ جو اپنی غلطی کا اعتراف کر کے معافی طلب کریں، انکی خدمات جاری رہیں گی، ورنہ ان کو معطل کیا جائے گا۔ اس فیصلہ کے بعد بعض حضرات نے استعفیٰ دیا، اور بعض رجوع ہوئے، اور بعض کو معطل کیا گیا، اور مولانا ارشاد علی ندوی کو مہتمم بنایا گیا۔ اس وقت دفتر نظامت اور دفتر اہتمام میں عجیب بحرانی کیفیت پیدا ہوگئی۔ نہ محرر، نہ اساتذہ۔ ناظم جامعہ محترم جناب ڈی، اے، اسماعیل صاحبؒ کی فراست وتدبر سے اس بحران پر قابو پالیا گیا۔ مجھے دفتر نظامت اور دفتر اہتمام دونوں ذمہ داری دی گئی۔ اس وقت مولانا ارشاد علی صاحب ندوی، مولانا ایوب صاحب برماور ندوی کے تعاون ومحنت سے جامعہ بند ہونے سے بچ گیا۔ دیگر اساتذہ نے بڑی محنت سے اساتذہ کی کمی کو محسوس ہونے نہ دیا۔ کئی کئی گھنٹہ زیادہ پڑھا کر درجہ عالمیت تک کے نصاب کو مکمل کیا۔ الحمدللہ یہ تعلیمی سال

بحسن خوبی گزر گیا۔ یہ سال جامعہ کے لئے بڑا ہنگامی اور بڑا تاریخی بھی تھا۔ پہلی مرتبہ جامعہ سے تین طالب علم مولوی عبد العظیم قاضیا، مولوی حفظ الرحمٰن نواب، مولوی محمد ناصر اکرمی فارغ ہو رہے تھے۔ اس موقع پر شعبان ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء میں بہت بڑا سالانہ جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں بطور مہمان خصوصی پروفیسر جلال کڑپویؒ کو مدعو کیا گیا۔ اس جلسہ میں شرکت کے بعد پروفیسر جلال کڑپویؒ نے ایک خط تحریر کیا تھا، ملاحظہ فرمائیں۔

بنگلور ۱۸/شعبان ۱۳۹۷ھ — از: احقر جلال کڑپوی
۶/اگست ۱۹۷۷ء — دارالعلوم سبل السلام

مجی ومکرمی جناب مولوی محمد شفیع صاحب زادلطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ! آپ کے مسجد سے واپس ہونے سے پہلے گاڑی نکل گئی۔ اور مکمل ۱۲/ گھنٹہ بس کے اور ۴/گھنٹہ ریل کے گزرے تو گھر عین تہجد کے وقت پہنچا، اور سب کو بخیر پایا۔

آپ کے رفاقت اور فرقت سے ایک ہوک سی دل میں لگی ہوئی تھی اور بے حد مضمحل سا رہا۔ شاید نیند نے کچھ تلافی اضطراب کا سامان پیدا کیا۔

مجی! آپ سے اور بھائی عبدالمتین مولوی منیری سے جو قرب ہوا، اسے

ایک نعمت غیر مترقبہ متصور کرتا ہوں۔

اے ڈاکٹر ملپا علی صاحب کے چشم چراغ! آپ کی خلوصیت نے اتنا گہرا نقش دل پر مرتسم کیا کہ یہ شعر بے ساختہ زبان پر آ گیا۔

شنیدہ کے بود، نذر دیدہ
ترا دیدہ کہ یوسف راشنیدہ

اللہ آپ مخلصین کو ہمیشہ شادماں رکھے اور دین کے طلباء کی ضرورت کے لئے بھر پور قبول فرمائے۔

جہاں مجھے استفادہ کی صورت فراہم نہ ہو سکی، وہاں میری اصلاح کی بھی کوئی سبیل نکل نہ سکی۔ اے کاش کچھ بھٹکل کے قریب ہوتا اور آپ میرے قریب تر رہتے۔

انشاء اللہ انگریزی استاذ جامعہ کے لئے، آپ کا تفصیلات والا کرم نامہ مل جائے تو جلال نہیں تو جلال زادہ کو آپ کی صحبتوں سے مالا مال ہونے کے لئے آمادہ کرونگا۔ محترم مولوی ارشاد علی قبلہ اور حضرت (سعدا) جعفری صاحب قبلہ کو سلام و نیاز عرض کر دیں۔ غالباً میرے ترشحات قلم نظر سے گزرے ہونگے۔ وہ آپ مخلصین کی خطرناک خوش فہمی تھی کہ مجھے کتاب الرایہ میں جگہ دی، ورنہ یہ تو ایک مور بے مایہ کو ہم دوش سلیمانی کرنے سے کچھ کم نہیں۔

حضرت ڈاکٹر ملپا علی صاحب قبلہ کو تسلیمات عرض کر دیں اور دیگر بزرگان

شوریٰ کو بھی۔ آپ کے طلباء عزیز میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیئے، میری سلام و دعا پہنچایئے۔ خصوصاً محمد حسین مڑدیشوری کو۔

آپ کا مخلص

محمد جلال کڑپوی

سفر شیموگہ برائے ملاقات حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب جلال آبادیؒ

حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب جلال آبادیؒ (خلیفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ) اکثر اپنے متعلقین کی دعوت پر شیموگہ آیا کرتے تھے۔ اس سال بھی مولانا شیموگہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ اطلاع ملنے پر راقم الحروف اور مولوی عبد المتین منیری شیموگہ گئے، اور حضرت مولانا سے ملاقات کی، اور بھٹکل آنے کی دعوت بھی دی۔ شیموگہ میں مدرسہ حاضری دی، مدرسہ کا معائنہ کیا، اور بچوں سے خطاب بھی کیا۔ دوسرے دن بھٹکل واپسی ہوئی۔

اساتذہ کی فراہمی کے سلسلہ میں لکھنؤ کا سفر

رمضان بھٹکل ہی میں گزارا۔ عید کے بعد اساتذہ کی فراہمی کے سلسلہ میں لکھنؤ روانہ ہوا۔ الحمد للہ تین دن کے سفر کے بعد لکھنؤ پہنچا۔ وہاں مولانا عبد العزیز صاحب ندوی بھٹکلی سے ملاقات ہوئی، تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ مولانا شہباز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ سے بہت ناراض ہیں۔ اور جامعہ کے لئے اساتذہ کی فراہمی پر آمادہ نہیں ہیں۔ دو تین دن تک حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ ہم سے بات کرنے کو پسند تک نہیں فرمایا۔ بہت ہی منت

سماجت، معافی و تلافی کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ راضی ہوئے، اور مولانا معین اللہ صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رابع صاحب مدظلہ کو اساتذہ کی فراہمی کی ہدایت فرمائی۔ پھر حضرت مولانا معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے بہت ہی فکر و جستجو کے بعد مولوی خالد غازی پوری ندوی اور مولوی تفضیل قاسمی ندوی اور مولوی یوسف کو منتخب فرمایا۔ اساتذہ کے ہمراہ، میں بھٹکل کے لئے بذریعہ ریل منگلور کے راستہ روانہ ہوا، اور ۱۶/شوال ۱۳۹۷ھ مطابق یکم/اکتوبر ۱۹۷۷ء سینیچر کی رات کو جامعہ آباد بھٹکل پہنچا۔ جب جامعہ پہونچا، تو جامعہ کی سیاست میں اچانک تبدیلی آچکی تھی۔

تیسرا سال : شوال ۱۳۹۷ھ تا شعبان ۱۳۹۸ھ

اکتوبر ۱۹۷۷ء تا جولائی ۱۹۷۸ء

جناب محی الدین منیری صاحب مرحوم کے خط پر مولانا عبد الحمید ندویؒ بھٹکل تشریف لا چکے تھے اور مجلس شوریٰ کی منظوری کے بغیر مولانا ارشاد ندویؒ کو ہٹا کر مولانا کو مہتمم بنانے کی کوشش کی گئی، جس سے انتشار پیدا ہوا۔ لہٰذا ناموافق حالات کی وجہ سے مجلس شوریٰ نے مولانا عبد الحمید ندویؒ کو واپس جانے کا مشورہ دیا۔ مولانا واپس تشریف لے گئے۔ اس وقت ناچیز کو اہتمام کی ذمہ داری دی گئی۔ میرے کرم فرما (جو مولانا شہباز صاحبؒ کا ساتھ دینے کی وجہ سے مجھ سے ناراض تھے)، میرے خلاف محاذ کھول ہی رکھا تھا، جب مجھے اہتمام کی ذمہ داری

سونپی گئی، تو مختلف قسم کی سازشیں کرتے ہی رہے۔ الحمدللہ یہ بھی سال بحسن خوبی اختتام پزیر ہوا۔

اس واقعہ کو۔۔۔۔۔۔۔ صاحب نے ''مولانا عبدالحمید صاحب ندوی حیات وخدمات'' میں غلط انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور پرانی باتوں کو پھر زندہ کیا ہے۔ بعضوں کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا ہے۔ لہذا اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں، تاکہ صحیح صورت حال سامنے آجائے۔ مولانا عبدالحمید صاحب ندوی حیات وخدمات کے صفحہ ۷۱ پر لکھا ہے۔

''اپنے ان شاگردان عزیز کو بلایا اور نصیحت کی کہ میں نے تمہیں جامعہ کا نظام سنبھالنے کے لئے تیار کیا تھا، جامعہ کی مسند تدریس پر واپس لوٹ آؤ، یہاں آنے سے پیشتر جامعہ کے سرپرست حضرت مولانا علی میاں صاحب سے بات ہوچکی ہے اور مولانا ابرارالحق صاحب سے بھی رابطہ قائم کررہا ہوں، وہاں سے بھی اس تنازعہ کو ختم ہونے کی امید ہے، ان ایام میں مولانا کے چہرے پر رنج والم کے اثرات نمایاں تھے، ذمہ داران جامعہ سے بھی وہ ان اساتذہ کی جامعہ میں دوبارہ واپسی کی بات کرتے رہے کہ میں نے اتنی محنت سے انھیں تیار کیا، تم نے انھیں کیسے جانے دیا؟ کچھ روز بعد مولانا نے ہم اساتذہ کو خبردی کہ مولانا ابرارالحق صاحب کی جانب سے بھی ان اساتذہ کی واپسی سے متعلق مخالفت ختم ہوچکی ہے، مولانا چندروز اور جامعہ میں رہتے تو شاید جامعہ کی تقدیر بدل جاتی لیکن قدرت کو

کچھ اور ہی منظور تھا، اپنے بعض شاگردوں کے رویہ سے مولانا دلگیر ہوئے اور تنہائی کے غار میں واپس لوٹ گئے۔'' (مولانا عبدالحمید صاحب ندوی حیات وخدمات، ص۷۱)

۔۔۔۔۔۔ صاحب کی یہ تحریر بانیان جامعہ وسرپرستان جامعہ اسلامیہ مولانا علی میاںؒ ومولانا ابرارالحق صاحبؒ اور مجلس شوری جامعہ اسلامیہ کی ترجمانی نہیں کرتی، بلکہ جامعہ سے علیحدہ ہونے والوں کی ترجمانی کرتی ہے۔ اسلئے کہ مولانا عبدالحمید ندویؒ جب منیری صاحب کی دعوت پر اپنے گھر سے بھٹکل کے لئے روانہ ہوئے تو لکھنؤ میں مولوی عبدالعزیز صاحب کے کمرہ میں میری مولانا سے ملاقات ہوئی۔ (میں اسی دن بھٹکل سے لکھنؤ پہنچا تھا) تو مولانا نے جس انداز سے مجھ سے گفتگو کی، اور مجھے خطوط دکھائے، جو انکو بھٹکل سے موصول ہوئے تھے، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ مولانا ایک طرفہ بات سن کر ایک طرفہ ذہن بنا چکے ہیں۔ میرے اور والد صاحب مدظلہ کے خلاف بہت سخت باتیں بھی کیں۔ اس کی اطلاع جب مولانا معین اللہ صاحب ندویؒ (نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کو ہوئی، جن کو جامعہ سے بہت لگاؤ تھا، اور مولانا شہباز صاحب کے بعد کے حالات کا پورا علم تھا، مولانا عبدالحمید ندویؒ سے ملاقات کرکے بھٹکل کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے انکو بھٹکل کے سفر سے روکنے کی بہت کوشش کی، مگر مولانا نہیں مانے اور بھٹکل کا سفر فرمایا، اور بھٹکل میں جامعہ اور مجلس شوریٰ کے منشا کے خلاف کام کرنا شروع کیا، تو مجلس شوریٰ نے مولانا کو واپس جانے کا مشورہ دیا۔

رہا مولانا علی میاںؒ اور مولانا ابرارالحق صاحبؒ سے رابطہ، اور تنازعہ کے ختم ہونے کا اشارہ۔ ہمیں یقین راسخ ہے کہ اس طرح کا کوئی رابطہ ان دونوں سے نہیں ہوا تھا۔ اسلئے کہ میں اس وقت لکھنؤ میں تھا، مولانا علی میاںؒ اور مولانا ابرارالحق صاحبؒ دونوں سے میری ملاقات ہوئی۔ مولانا علی میاںؒ مولانا شہباز صاحب کے واقعہ سے بہت سخت ناراض تھے، اور مولانا ابرارالحق صاحبؒ سے کسی قسم کے رابطہ کے بجائے مولانا کو گمنام خطوط لکھے گئے، جس میں علیحدہ ہونے والوں کی حمایت میں حضرت مولانا کی شان میں گستاخیاں کی گئی تھیں۔ جس کی وجہ سے مولانا سولہ (۱۶) سال تک بھٹکل تشریف نہیں لائے ۔۔۔۔۔۔۔۔ صاحب نے لکھا ہے کہ ’’بعض شاگردوں کے رویہ سے مولانا دلگیر ہوئے اور تنہائی کے غار میں واپس لوٹ گئے۔‘‘ ۔۔۔۔۔۔۔۔ صاحب نے یہاں بعض شاگردوں کی وضاحت نہیں کی ہے، ورنہ مزید حقیقت کشائی کی جا سکتی تھی۔ یہاں صرف میں اتنا عرض کرونگا کہ مولانا کے بعض شاگرد مولانا کی آڑ میں جامعہ کے فیصلہ کو تبدیل کرنا چاہتے تھے، مگر سرپرستان جامعہ مولانا علی میاںؒ اور مولانا ابرارالحق صاحبؒ و مجلس شوریٰ کے اپنے فیصلہ پر اٹل رہنے کی وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہوئے، اور مولانا کی شبیہ خراب ہوئی۔ غالباً مولانا جامعہ اور بھٹکل کے حالات کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکے۔ صحیح بات یہ ہے کہ دونوں مرتبہ مولانا عبدالحمید ندویؒ اپنے شاگرد رشید کے غیر دانشمندانہ رویہ ہی سے بھٹکل سے واپس گئے، اور تنہائی کے غار میں

لوٹ گئے۔ اسلئے کہ پہلی مرتبہ ۱۹۶۷ء میں شاگرد رشید ہی سے مولانا کے اختلافات ہوئے، اور شاگرد رشید ہی کے قلم سے سبکدوشی کا مضمون لکھا گیا۔ اور دوسری مرتبہ ۱۹۷۷ء میں بھی شاگرد رشید ہی نے مولانا کو ذاتی خط لکھ کر بھٹکل آنے کی دعوت دی، اور مولانا کو تنہاء چھوڑ کر خود بھٹکل سے ۔۔۔ تشریف لے گئے۔ اے کاش! اس نازک موقع پر مولانا کو دعوت نہ دی جاتی تو مولانا کی شبیہ خراب نہ ہوتی۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس نازک موقع پر مجھے اور مولانا ایوب صاحب و دیگر رفقاء کو جامعہ کے بند ہونے سے روکنے کا ذریعہ بنایا۔ **اللّٰھم لک الحمد و لک الشکر**

سفر لکھنؤ، وہردوئی ورائے بریلی

جامعہ کی مالیاتی فراہمی کے سلسلہ میں ایک وفد جناب ڈی اے ابوبکر صاحب و والد محترم جناب ڈاکٹر علی صاحب ملپا پر مشتمل دبئی جانے والا تھا۔ اس سلسلہ میں عربی اردو تعارف نامہ کے سلسلہ میں لکھنؤ کا سفر کرنا پڑا۔ لکھنؤ سے مولانا عبدالعزیز صاحب ندوی بھٹکلی کے ہمراہ ہردوئی روانہ ہوا۔ اس رمضان میں استاذ مکرم مولانا عبدالحمید ندویؒ بھی رمضان گزارنے کے لئے ہردوئی تشریف لائے تھے۔ ہردوئی میں مولانا عبدالحمید ندویؒ کی ملاقات ہوئی۔ رات گزار کر ۱۷؍ اگست ۱۹۷۸ء کو مولانا عبدالعزیز صاحب کے ہمراہ رائے بریلی روانہ ہوا۔ رات گزار کر صبح لکھنؤ جانے کا پروگرام تھا۔ مولانا عبدالعزیز صاحب رائے بریلی سے ساتھ آنے پر آمادہ

نہیں تھے۔ ہم نے اس کا تذکرہ حضرت مولانا علی میاںؒ سے کیا۔ تو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالعزیز صاحب کو ساتھ جانے کا حکم دیا۔ حضرت کے حکم پر مولانا عبدالعزیز صاحب بادل ناخواستہ تیار ہوئے۔

استاذ محترم مولانا عبدالحمید ندویؒ کا سانحہ ارتحال

میں، مولانا عبدالعزیز صاحب کے ہمراہ ۱۳؍رمضان ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۸؍اگست ۱۹۷۸ء جمعہ کی صبح رائے بریلی سے لکھنؤ کیلئے روانہ ہوا۔ اسی دن صبح مولانا عبدالحمید ندوی رحمۃ اللہ علیہ بھی صحت کی ناسازگی کی وجہ سے ہردوئی سے لکھنؤ روانہ ہوئے۔ لکھنؤ پہنچنے پر معلوم ہوا مولانا عبدالحمید ندوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہردوئی سے لکھنؤ پہنچ چکے ہیں۔ اس وقت مولانا پر دل کا دورہ پڑ چکا تھا۔ میں اور مولانا عبدالعزیز صاحب، مولانا کو ہسپتال لے گئے۔ ٹھیک اذان جمعہ کے وقت مولانا کی روح پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (مولانا عبدالحمید ندویؒ کے متعلق جو کتابچہ مولانا ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل کی طرف سے شائع ہوا ہے، اس کے ص ۴۰، ۴۱ میں مولانا عبدالعزیز صاحب کا کمرہ جائے وفات لکھا ہے، یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ وفات VIVEKANANDA ہسپتال لکھنؤ ہوئی، میرے پاس وفات کی DEATH CERTIFICATE موجود ہے۔)

میت ہسپتال سے دارالعلوم لائی گئی۔ وہاں پر غسل دیا گیا، اور وہاں پر موجود طلبہ کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ پھر امبولنس پر میت کو لے کر جے سکھ پور روانہ

ہوئے۔ پھر امبولنس ہی پر لکھنؤ واپس ہوئے۔ لکھنؤ تک مولانا عبدالعزیز صاحب ساتھ رہے۔ پھر بھٹکل واپسی ہوئی۔

نوٹ: جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے تعارف نامہ میں مولانا عبدالحمید ندویؒ کا سن وفات ۱۹۷۹ء لکھا ہے، صحیح نہیں ہے۔

چوتھا سال : شوال ۱۳۹۸ھ تا ربیع الاول ۱۳۹۹ھ
ستمبر ۱۹۷۸ء تا فروری ۱۹۷۹ء

شوال سے تعلیمی سال کا آغاز ہوا۔ میرے کرم فرما جو مولانا شہباز صاحب کے قصہ میں جامعہ چھوڑ کر چلے گئے تھے، ان کی انتقامی کاروائیاں تیز ہونے لگی۔ اساتذہ اور طلبہ کو میرے خلاف اکسایا گیا۔ اور بعض طلبہ کو مدرسہ آنے سے روکا گیا، اسی لئے ایک ساتھ طلبہ نے رخصت کی درخواست دی۔

نقل درخواست رخصت

بخدمت جناب مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ کسی کام کی بناء پر مدرسہ حاضر نہیں ہوسکتا۔ لہذا میری غیر حاضری کو معاف کیجئے، امید ہے کہ آپ میری اس غلطی کو درگذر فرمائیں گے۔ فقط

(۱) ع، الف، الف، (۲) ع، ق، ش، (۳) ر، ش، (۴) س، ز،

بعد میں بعض طلبہ نے اپنی گستاخیوں کو تسلیم کرتے ہوئے معافی کیلئے خطوط لکھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے معافی مانگنے اور نہ مانگنے والوں کو دین دنیا کی ترقیات

سے نوازے، اور انکی تمام لغزشات کو معاف کرے، بطور نمونہ دو خطوط ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) محترم مولانا شفیع صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یاد آرہی ہے وہ گستاخی جو اس ناکارہ نے آپ کے حق میں کی تھی، اب وہ قرض معافی کا باقی ہی ہے، لہذا خدمت اقدس میں منت گذارش ہے کہ اس ناکارہ کی چھوٹی بڑی دانستہ و نادانستہ تمام زلات کو للہ عفو فرمائیں، امید بھی ذات عالی سے اسی کی رکھتا ہوں۔

تہہ دل سے آپ کا ممنون ومشکور ہوں گا۔ ایک عالم دین سے گستاخی کیا بعید ہے کہ علم دین سے محرومی کا باعث بنے۔ نفس شر تو برائیوں اور کوتاہیوں کے باعث تحریک کرتا ہی رہتا ہے کون کب اس سے ماوراء و مستثنٰی رہا ہے اور فرمایا بھی یہی گیا ہے کہ

إن النفس لامارة بالسوء.

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو عالم باعمل بنائے اور اخلاق حمیدہ اور عالی صفات سے متصف فرمائے، آمین۔

فقط

والسلام، دستخط

(۲) استاذی المحترم جناب مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم

امید کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے۔ میں تقریباً ایک سال سے دبئ ۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ صدیقی العزیز مختار احمد سعدا بھی شارجہ میں برسر روزگار ہیں۔ ٹیلفون پر اکثر گفتگو ہوتی رہتی ہے اور کبھی کبھار آمنا سامنا بھی ہوتا ہے۔ دوران گفتگو جب

کبھی آپ کا ذکر خیر ہوتا ہے تو میں کسی گہرے سوچ میں غرق ہو جاتا ہوں۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کے ساتھ کی گئی گستاخیاں یاد آجاتی ہیں اور سر حسرت وندامت سے جھک جاتا ہے۔ اے کاش! میں شیطان کے مکر وفریب میں نہ آتا۔

یقین مانئے استاذ مکرم! میں تب سے لے کر اب تک موقع کی تلاش میں رہا کہ کسی طرح سے اس گناہ عظیم کا بوجھ میرے سر سے ٹل جائے اور میں محشر کے میدان میں اللہ جل شانہ کے روبرو ذلیل ورسواء ہونے سے بچ جاؤں۔ کئی بار بھٹکل شریف میں دور سے آپ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا مگر قریب آکر آپ سے آنکھیں چار کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ ابھی حال ہی میں آپ دوبئ بھی تشریف لائے تھے، مگر اس وقت بھی جرأت نہ ہوئی۔ آخر کار آج میں نے دل تھام کے قلم اٹھایا ہے اور اس وسیلہ سے آپ کے دربار میں کاسۂ گدائی لے کر حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ اس میں عفو درگذر کی بھیک ڈال دیں۔ جی ہاں! مجھے دنیا کی رسوائی پسند ہے۔ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے کروڑہا درجہ بلکہ کئی گنا زیادہ بہتر ہے۔

مجھے پسند ہے دنیا میں اپنی ناکامی
کہ ہر ذلیل یہاں کامیاب ہے ساقی

آپ سے بصد ادب واحترام التجا ہے کہ مجھے صدق دل سے معاف فرمائیں۔ خدارا! معاف فرمائیں۔ ماضی میں کی گئی تمام گستاخیوں کو اسی ماضی کے کفن میں دفن کر دیں اور بہتر حال اور شاندار مستقبل کیلئے دعا فرمائیں کیونکہ آپ حضرات

کی (یعنی اساتذہ کی) دعائیں ہی ہماری (شاگردوں کی) زندگی کا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔

آپ کی ذات کریم سے امید ہی نہیں بلکہ یقین کامل ہے کہ ضرور ضرور میری لغزشوں کو دامن عفو سے ڈھانپیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند کرے اور دونوں جہاں کی سرخروئی آپ کو نصیب ہو۔ آمین۔ خط کا بے چینی سے انتظار کروں گا۔

فقط

آپ کا بدنصیب شاگرد، دستخط

عزیزان گرامی! پہلے ہی معاف کر دیا تھا۔ اب بھی معافی کا اعلان کرتا ہوں، اور دنیا آخرت کی ترقیات کیلئے دعا کرتا ہوں، اور میرے لئے حسن خاتمہ، مغفرت فی الآخرۃ کی دعا کا خواستگار رہوں۔ مسلمان اپنے کو بدنصیب کہنا صحیح نہیں ہے۔

جامعہ اسلامیہ بھٹکل سے مستعفی

میرے کرم فرماؤں نے میرے خلاف مہم تیز کر دی، بعض اساتذہ اور بعض طلبہ مجھ سے دور ہوئے۔ افسوس کہ جن اساتذہ کو میں لکھنؤ سے لایا تھا، وہ بھی مخالفین میں شامل ہوگئے۔ بالآخر کرم فرماؤں کی محنت رنگ لائی۔ ان حالات میں راقم مولانا شہباز صاحبؒ کے مشورہ، جس میں انہوں نے جامعہ سے خاموشی سے علیحدہ ہونے کا مشورہ دیا تھا۔ اور میرے بڑے چچا اور والد صاحب مدظلہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ بھٹکل سے تدریسی اور اہتمام کی خدمات سے مستعفی

ہونے کا فیصلہ کیا۔ اور ربیع الاول ۱۳۹۹ھ مطابق فروری ۱۹۷۹ء کو جامعہ کے اہتمام اور تدریسی خدمات سے علیحدہ ہوا۔

سرپرستان جامعہ حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ وحضرت مولانا علی میاںؒ کی بھٹکل آمد

مولانا شہباز صاحبؒ کے واقعہ کے بعد جامعہ میں ظاہری طور پر دو گروپ نظر آنے لگے، اور دونوں سرپرستوں کے درمیان دوری پیدا کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی، اسی لئے ایک ہی ہفتہ میں دونوں کو بھٹکل آنے کی دعوت دی گئی۔ ۲۵ر فروری ۱۹۷۹ء کو مولانا ابرارالحق صاحبؒ کی بھٹکل سے واپسی ہوئی، اور اسی دن، اسی ہوائی جہاز سے مولانا علی میاںؒ کی بھٹکل آمد ہوئی۔ رخصت کرنے والے اور استقبال کیلئے جانے والے چہرے الگ الگ تھے۔ مولانا ابرارالحق صاحبؒ کی اہمیت گھٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ حضرت مولانا نے اس کو محسوس کیا، پھر گمنام خطوط بھی لکھے گئے۔ اسلئے سولہ (۱۶) سال تک حضرت مولانا بھٹکل تشریف نہیں لائے۔

تقریب نکاح اور حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ کی شرکت

چند ماہ قبل میری نسبت طے ہوگئی تھی۔ میری دلی خواہش تھی کہ حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ میری شادی میں شرکت فرمائیں اور میرا نکاح پڑھائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری اس خواہش کو پورا فرمایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سفر بھٹکل کا

پروگرام بنا۔ اور حضرت بھٹکل تشریف لائے۔ ۲۵؍ربیع الاول ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۳؍فروری ۱۹۷۹ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء بمقام سلطانی مسجد بھٹکل، حضرت مولانا ابرارالحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ نے میرا نکاح پڑھایا۔ اور قاضی بھٹکل حضرت مولانا محمد احمد خطیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اجاب وقبول ودعا کے فرائض انجام دئے۔ اس خوشی کے موقع پر اللہ کی طرف سے ازمائش کی گھڑی بھی آئی کہ دوسرے دن بتاریخ ۲۶؍ربیع الاول ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۴؍فروری بروز سنیچر دوپہر کے وقت میری مشفق ومہربان نانی آماں اس دنیا سے رحلت فرماگئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. تجہیز وتکفین کے بعد، بعد نماز عشاء تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ اوران کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

اللھم اغفرلھا وارحمھا وأدخلھا الجنة وأعذھا من عذاب القبر ومن عذاب النار

سفر ترپور

جامعہ اسلامیہ سے علیحدگی کے بعد میری شادی ہوئی، شادی کے چند ماہ بعد میری پھوپھی زاد بہن کے شوہر جناب پیشمام محمد صاحب بن محی الدین ناخوا صاحب مرحوم نے اپنے ہوٹل ترپور میں جانے کا مشورہ دیا۔ ان کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے اپریل ۱۹۷۹ء کو ترپور روانہ ہوا۔ اس وقت وہاں چچا شبیر بن شہاب الدین صاحب ملپا، وچچازاد بھائی اشرف علی بن شبیر صاحب ملپا، وپیشمام علی بدر بن محی الدین ناخوا صاحب مرحوم وغیرھم موجود تھے۔ چند ماہ وہاں قیام رہا۔ پھر بھٹکل واپس ہوا۔ آواخر شعبان ۱۳۹۹ھ کو مولوی ناصر بن سعید اکرمی جامعی کے ہمراہ مدراس کے راستہ لکھنؤ روانہ ہوا۔ پھر لکھنؤ سے ہردوئی کا سفر ہوا۔ رمضان کا پہلا عشرہ ہردوئی میں حضرت مولانا ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارا، دوسرا عشرہ رائے بریلی میں حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارا۔ اس وقت ممبئ سے جاکٹی شبر صاحب کا تار آیا کہ مسقط کا ویزا آچکا ہے۔ اسلئے وہاں سے روانہ ہوا۔ تیسرا عشرہ کے کچھ دن تبلیغی مرکز دہلی گزار کر پھر ممبئ واپسی ہوئی۔ عید ممبئ میں ہوئی۔ بعد العید بھٹکل واپسی ہوئی۔ ایک ماہ قیام کر کے ممبئ روانہ ہوا۔ ایرپورٹ جلنے کی وجہ سے ممبئ میں رکنا پڑا۔ ۱۷؍ذی القعدہ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۰؍اکتوبر ۱۹۷۹ء بروز بدھ کی رات کو مسقط روانگی ہوئی۔ جب مسقط پہنچا تو ائیرپورٹ پر جناب جاکٹی زبیر صاحب، وصدیقا عبدالغفور صاحب مرحوم موجود تھے۔

مسقط میں تجارتی زندگی کا آغاز

بچپن سے ابھی تعلیم وتعلم کا سلسلہ رہا، زندگی میں پہلی مرتبہ تجارتی زندگی کا آغاز ہوا، جناب فقیہ احمد امحی الدین حاجی باپا جاکٹی مرحوم (والد بزرگوار مولوی الیاس ندوی بھٹکلی) جو رشتہ میں میرے ہم زلف ہوتے (یعنی انکی اہلیہ اور میری اہلیہ ماموں زاد و پھوپھی زاد بہن ہوتی ہیں) انکا مسقط (روی) میں نیا نیا کاروبار شروع ہوا تھا، انہوں نے سب سے پہلے میرا ویزا نکالا، اور مجھے اپنی دوکان پر اپنے معاون کی حیثیت سے رکھا۔ جب تک میں وہاں رہا، انہوں نے بڑی محبت

وشفقت، عزت واحترام کا معاملہ کیا۔ انہوں نے اورانکی دوکان میں کام کرنے والے عزیزی مرحوم عبدالغفور صدیقا نے کپڑے کی تجارت کا طریقہ وسلیقہ سکھایا، اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمائے اورانکو جنت کے اعلی مقام میں جگہ عطا فرمائے۔

مسقط میں جماعتی زندگی سے وابستگی

جب میں مسقط پہنچا تو اس وقت بھٹکلی حضرات کی کافی تعداد مقیم تھی، ''بھٹکل مسلم جماعت مسقط'' کا قیام ہو چکا تھا، بھٹکلی جماعتوں میں مسقط جماعت کی بڑی شہرت بھی تھی، جب میں مسقط پہنچا تو اس وقت جماعت کی انتظامیہ کا انتخاب قریب تھا، لوگوں نے مجھے زبردستی جماعت کا عام ممبر بنایا، زندگی میں پہلی مرتبہ میں کسی ادارہ کا ممبر بنا، یہیں سے میری اجتماعی زندگی کا آغاز ہوا، مسقط میں لوگوں نے بڑی عزت واحترام کا معاملہ کیا، جماعت کے ہر معاملہ میں مجھے آگے بڑھایا، جماعت ہی کے توسط سے مجھے تقریر سیکھنے کا موقع ملا، قومی اداروں سے روابط قائم ہوئے، ناچیز کو دینی خدمت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے موقع عنایت فرمایا۔ رمضان المبارک میں تراویح پڑھانے، اور عید کی نماز وخطبہ دینے کا موقع ملا۔ وہاں کے مفتی شیخ احمد بن حمد خلیلی حفظہ اللہ سے بھی تعلق قائم ہوا۔ عرصہ تک مجلس انتظامیہ کے رکن اور پھر صدر جماعت کی حیثیت سے خوب خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ بہر حال مسقط میں دوست واحباب نے جتنی محبت، عزت واحترام کا معاملہ کیا، وہ ناقابل فراموش ہے۔ مہدی اسٹور کے اسٹاف اورلونا ابوبکر وبرادران، ومولوی حفظ الرحمٰن

نواب قاسمی کی مہمان نوازی ہمیشہ یادرہے گی۔

سلطنت عمان

جب میں مسقط پہنچا، وہاں سلطان قابوس بن سعید کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ وہ اپنے والد سعید بن تیمور کی جگہ نئے حکمران بن چکے تھے۔ سلطان قابوس کے زمانہ میں ملک نے بڑی ترقی کی، نئے نئے کشادہ راستہ بنائے گئے۔ پورے ملک میں اسکول اور ہسپتال قائم ہوئے۔ کئی ائیر پورٹ تعمیر ہوئے۔ سیب اور صلالہ کا ائیر پورٹ بین الاقوامی (International) ائیر پورٹ ہیں۔ عالیشان مساجد تعمیر کی گئیں۔ ہر شہر میں ایک مسجد حکومت کی طرف سے تعمیر کی گئیں، جس میں جامع قابوس روئی، جامع قابوس سیب، جامع قابوس صحار، جامع قابوس نزویٰ قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے تاجروں نے اپنے خرچہ سے مساجد تعمیر کی ہیں۔ جس میں مسجد زواوی، مسجد ابوبکر صدیق، ومسجد موسیٰ عبدالرحمٰن سیب قابل ذکر ہیں۔ اب یہ شہر دنیا کا ترقی یافتہ شہروں میں شمار کئے جانے لگا۔ سمائل میں صحابی رسول حضرت مازن بن غضوبہ رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ دومرتبہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں جامع مسجد روئی کے خطیب ومفتی عام شیخ احمد بن حمد الخلیلی حفظہ اللہ ہیں۔ بہت ہی متقی وپرہیز گار انسان ہیں۔ ان کے گھر دوتین بار کھانے کا موقع نصیب ہوا۔

بھٹکل مسلم جماعت مسقط کی خصوصیات

بھٹکلی مسلمان دنیا کے کسی کونہ میں جاتا ہے، چند افراد کے جمع ہوتے ہی جماعت قائم کرتا ہے، اور اپنا ایک امیر مقرر کرتا ہے۔ جس سے بہت سے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسلئے کہ اسلامی تعلیمات میں اجتماعیت، اور امیر کی بڑی اہمیت ہے۔ مسقط میں جب تلاش معاش کے سلسلہ میں بھٹکلی مسلمان پہنچے، تو اسی وقت بھٹکل مسلم جماعت مسقط کے نام سے ایک جماعت قائم کی، چونکہ پہلے جانے والوں میں بہت سے حضرات مقامی اداروں سے منسلک تھے اور اجتماعیت کا ذوق رکھتے تھے، مثلاً ڈاکٹر اویس خواجہ صاحب، جناب انجینیر رکن الدین عثمان صاحب مرحوم، جناب جوکاکو ابوبکر صاحب مرحوم، جناب ملا حسن صاحب، جناب ائیکری اقبال صاحب کیمیا، جناب لونا ابوبکر صاحب، جناب سوداگر فاروق صاحب مرحوم، جناب سید حسینا سید ابوبکر صاحب، جناب صوبیدار سعید صاحب، وجناب محتشم حسن شبر صاحب وانیا وغیرہم تھے، اسلئے جماعت نے بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کی۔ پھر بعد میں آنے والوں میں بھی جناب شاہ بندری پٹیل ماسٹر شفیع صاحب، جناب رکن الدین (عرب) حسن کوچوباپا صاحب مرحوم، جناب شینگری عبدالمطلب صاحب، وراقم محمد شفیع قاسمی نے جماعت کی ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔ ان تجربہ کار لوگوں کی وجہ سے یہ جماعت مثالی جماعت تھی، ہر ایک کی خدمت کے لئے ہمیشہ تیار، جب کسی فرد یا ادارہ کو کسی طرح کی مدد درکار ہوتی تو مسقط جماعت ہمیشہ پیش پیش رہتی، اپنے ممبران کے لئے فنڈ قائم کیا، جس سے ہر ماہ حسب ضوابط ممبر کو قرض دیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ شادی، بیماری، وغیرہما کے سلسلہ میں مدد بھی دی جاتی تھی۔ بھٹکل میں جب ٹیمپو سروس کا آغاز ہوا، تو مالی فراہمی کے سلسلہ میں مسقط جماعت پیش پیش تھی۔ قومی اداروں میں انجمن حامی مسلمین بھٹکل کے پرائمری اسکول کی عمارت کا ایک حصہ، اور مکتب جامعہ اسلامیہ، نوائط کالونی بھٹکل کی عمارت کا نچلا حصہ بھٹکل مسلم جماعت مسقط کا تعمیر کردہ ہے۔ نیز قلب بھٹکل میں سلمان آباد سے متصل مسقط کالونی کے نام سے ممبران کے لئے آسان قسطوں میں مکان کی تعمیر کے لئے پلاٹ کی فراہمی بھٹکل مسلم جماعت مسقط کی ایک یادگار خدمت ہے۔ جماعت کے تمام ممبران اپنے تمام مفاداد سے بالاتر ہوکر صرف جماعت کے مفاد کے لئے اپنا وقت اور اپنی توانائی صرف کرتے تھے۔

میرے دو مخلصین کا انتقال

۱) جناب پیشمام محمد صاحب مرحوم: یہ میری پھوپی زاد بہن کے شوہر ہیں۔ زندہ دل انسان تھے۔ پورے خاندان میں ان کا دبدبہ تھا۔ شہر سے باہر گٹ مکی میں ان کا گھر، کھیت اور باغات تھے۔ تاملناڈو، ترپور میں ان کا ہوٹل تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا، ان کا جینا صرف اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے نہیں تھا، بلکہ پورے خاندان اور علاقہ کے لوگوں کے لئے جینے والوں میں تھے۔ جب بھی خاندان والوں یا دوسروں کی کسی ضرورت کا علم ہوتا، تو اس کو پورا

کرنے کی کوشش کرتے، بہتوں کے لئے بہت بڑا سہارا تھے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ، اور مجھ سے بڑی محبت کرتے۔ میری شادی کا جب موقع آیا، تو خود شادی کے انتظامات کی ذمہ داری سنبھالی۔ شادی کے کچھ عرصہ کے بعد جب میں مسقط گیا تو ان کا وقت موعود آیا اور وہ ۱۲؍مئی ۱۹۸۰؁ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔ انـا للہ وانا الیہ راجعون. ان کی وفات میری لئے ایک ذاتی خسارہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، اور جملہ سیئات کو معاف فرمائے۔ آمین

۲)جناب شینگیری ابوبکر صاحب مرحوم: جب میں مسقط گیا تو میرے لئے اور ایک حادثہ انتقال پیش آیا کہ جناب شنگیری ابوبکر صاحب کا انتقال ہوا۔ جناب ابوبکر صاحب بہت مخلص انسان تھے۔ والد صاحب سے بہت محبت وعقیدت کا معاملہ کرتے تھے، والد صاحب کے توسط سے مجھ سے بھی بڑی محبت وشفقت کا معاملہ کرتے۔ جب میں تعلیم کی غرض سے ہردوئی جاتا، تو ممبئ کے راستہ جانا ہوتا۔ ممبئ میں جناب شنگیری ابوبکر صاحب کے یہاں قیام ہوتا۔ اپنے بچہ کی طرح کھلاتے، پلاتے، سیر وتفریح کراتے، غرض میری ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔ انکی وفات بھی میرے لئے ایک ذاتی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی بال بال مغفرت فرمائے، اور جملہ سیئات کو معاف فرمائے۔ آمین

نومبر ۱۹۸۰؁ء میں چھٹی پر بھٹکل روانگی

محرم ۱۴۰۱؁ھ مطابق ۱۸؍نومبر ۱۹۸۰؁ء کو پہلی مرتبہ چھٹی پر مسقط سے ممبئ ہوتے ہوئے بھٹکل کے لئے روانہ ہوا۔ جب بھٹکل پہنچا تو معلوم ہوا کہ جامعہ الصالحات کی عمارت کا افتتاح ہے، اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ بھٹکل تشریف لا رہے ہیں۔ بھٹکل میں خوب چہل پہل تھی، جلسہ اور مولانا کی آمد کا خوب چرچا تھا۔ مولانا کا قیام محتشم طلحہ صاحب کے مکان نوائط کالونی پر تھا، اسلئے مجھے بھی ساتھ رہنے کا خوب موقع ملا۔ حضرت مولانا کو بہت ہی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

دارالعلم بھٹکل کا قیام

نومبر ۱۹۸۰؁ء میں چھٹی پر مسقط سے بھٹکل آیا، تو رفیق مکرم مولانا عبدالعزیز صاحب لکھنؤ سے بھٹکل آئے ہوئے تھے، ان سے مختلف موضوع پر گفتگو ہوتی رہتی، مولانا موصوف کو دینی کتب کی اشاعت کا بڑا شوق تھا، مولانا نے مجھے احساس دلایا کہ بھٹکل میں کتابوں کی اشاعت کے لئے ایک مکتبہ قائم کرنے کی ضرورت ہے، اسی احساس کے پیش نظر ''دارالعلم'' کے نام سے ایک مکتبہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا ایوب صاحب ندوی اور مولوی برماور اقبال ندوی مرحوم کو شریک بنایا گیا۔ اولاً یہ مکتبہ محمد علی روڈ بھٹکل، جناب کولا عمر صاحب مرحوم کی دکان کے بالائی حصہ میں قائم ہوا، اس موقع پر حضرت مولانا شہباز صاحب اصلاحیؒ (سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل) نے اس دارالعلم کے دس مقاصد تحریر فرما کر دئے تھے۔

دارالعلم بھٹکل کے اغراض ومقاصد

۱)ایک جدیدترین علمی ودینی مکتبہ(۲)معیاری اخبارورسائل کاایک اسٹال (۳)صاحب ذوق حضرات کے لئے ایک دارالمطالعہ(۴)ہندوبیرون ہند کے علماء ومفکرین سے ربط کا ایک واسطہ(۵)قوم کے قدیم وجدیدعلمی اثاثوں کی حفاظت وطباعت کاایک مرکز (۶) وقت کے تقاضوں کےتحت پیداشدہ مسائل میں قوم وملت کے اکابر سے رہنمائی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ(۷) بھٹکل اور اطراف میں دینی وملی شعور پیداکرنے کاایک نظام (۸)قوم کےمختلف اداروں اوردینی خادموں میں باہمی تعاون اورخیرخواہی کاجذبہ پیدا کرنے کی ایک راہ (۹)قوم کے باصلاحیت اورحوصلہ مندنوجوانوں کی علمی، تصنیفی ودعوتی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کیلئے ایک تربیت گاہ(۱۰)باہمی اتحادواتفاق حسن وظن اوراعتماد پیداکرنے کی ایک آرزو۔

مولاناعبدالعزیزصاحب بہت ہی محنت سےلکھنؤسے کتابیں بھیجتے تھے،اور کتابوں کی خوب اشاعت ہوئی۔مولاناایوب صاحب اورمولوی اقبال صاحب برماورمرحوم اس مکتبہ کی نگرانی کیا کرتے تھے، کچھ عرصہ کے بعدان دونوں نے ہم دونوں کومکتبہ سےالگ کردیا۔

کتب کی خریدی کے لئےلکھنؤوغیرہ کاسفر

دارالعلم کاجب افتتاح ہوا،توکتب کی خریداری کے لئے مولوی عبدالعزیز کے ہمراہ کیرالہ ہوتے ہوئےلکھنؤ کاسفرکرناپڑا۔حضرت مولاناابوالحسن علی ندویؒ وحضرت مولاناشاہ ابرارالحق صاحبؒ اورحضرت مولاناشہبازاصلاحیؒ وغیرہم سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔چنددن لکھنؤ، ہردوئی میں قیام کے بعدکتب کے ساتھ بھٹکل واپسی ہوئی۔پھرچھٹی کی مدت ختم ہونے کے بعداپریل ۱۹۸۱ء میں مسقط روانگی ہوئی۔

صحارمیں تجارت کاآغاز

مسقط پہنچنے کے بعدجناب دامدا(بوڑیئے)عبدالقادرصاحب (جوپہلے سے صحارمیں مقیم تھے) کے اصرار پر صحارجانے کافیصلہ کیا۔(صحار،مسقط اوردبئ کے درمیان ایک قصبہ کانام ہے) صحارمیں ایک مسجدمیں امامت کے فرائض انجام دئے، پھرچنددوستوں کے مشورہ سے کپڑے کی ایک دکان لگانے کافیصلہ کیا۔کچھ دن کاروباراچھارہا، چونکہ اپناسرمایہ نہ تھا، ادھار سے مال خریدکیاگیاتھا، بروقت بل کی ادائیگی میں دقت پیش آنے لگی،توفوراً کاروبار بندکرنے کافیصلہ کیاگیا۔جس سےقرض کابوجھ بھی اٹھاناپڑا۔اس کے بعددکانوں میں ملازمت کاسلسلہ رہا، مسقط سے صحارکافی دوری پر واقع ہے،اسلئے جماعتی نظم سے دور رہناپڑا۔بعض احباب کواس کابہت احساس ہواکہ میرامسقط رہناہی بہتر ہے،اسلئے چندسال کے

بعد صحار سے مسقط منتقل ہوا۔ اس دوران مسقط جماعت کے توسط سے خدمت کا موقع ملا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی وفات

یکم/شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۴/مئی ۱۹۸۲ء پیر کا دن میرے لئے حزن وملال کا دن تھا، جس میں شیخ المشائخ، ابدال وقت حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون.

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے مجھے مسلسلات کی کتاب پڑھنے کا موقع ملا تھا، اور پورا رمضان حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اعتکاف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ تعلق مع اللہ، عشق رسول، حضرت شیخ کا بہت بڑا وصف تھا۔ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ اسی لئے مرجع خلائق تھے۔ علماء ومشائخ کا ایک بڑا طبقہ حضرت شیخ کو اپنا سرپرست سمجھتا تھا۔ لہذا حضرت کی رحلت امت مسلمہ کے لئے ایک بڑا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

دسمبر ۱۹۸۲ء میں چھٹی پر بھٹکل روانگی

۲۹/دسمبر ۱۹۸۲ء کو مسقط سے بذریعہ ہوائی جہاز ممبئی پہنچا۔ ممبئی سے بذریعہ بس بھٹکل روانگی ہوئی۔ جب بھٹکل پہنچا تو معلوم ہوا کہ مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ بھٹکل تشریف لائے ہوئے ہیں، اور وزیر اعظم ہندوستان اندرا گاندھی، جناب ایس، ایم، یحییٰ صاحب (مرحوم) کے الیکشن کی مہم کے سلسلہ میں بھٹکل آئی ہوئی تھیں، اور ابھی ابھی انکی واپسی ہوئی۔ میری خوش قسمتی کہ اس سفر بھٹکل میں بھی مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔

ان ایام تعطیلات میں گھر والوں کے ساتھ منگلور، کالیکٹ، پرنٹیل منا، پالگھاٹ، کوئمبتور، ترپور، اوٹی، کوچین، ائیرناکولم کا سفر ہوا۔ پرنٹیل منا میں بھٹکلی حضرات کا کاروبار تھا، لوگوں نے بہت ہی اکرام کا معاملہ کیا۔ اسی طرح پالگھاٹ میں جناب سید ابوالقاسم وبرادران نے خوب مہمان نوازی کی۔ کوئمبتور میں جناب سید موسیٰ صاحب کاظمی مرحوم کا ہوٹل تھا، انہی کے ہوٹل میں قیام وطعام کا نظم رہا۔ موسیٰ صاحب کی مہمان نوازی بہت ہی مشہور تھی، دل وجان سے مہمانوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ بھی بہت ہی اکرام کا معاملہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بال بال انکی مغفرت فرمائے۔ ترپور میں بھی سید موسیٰ صاحب، اور ہمارے بہنوی جناب پیشمام محمد سائب مرحوم کا ہوٹل تھا۔ جب وہاں پہنچے تو اپنے گھر ہی کی طرح محسوس ہوا، محترم چچا شبیر صاحب، جناب علی بدر بن محی الدین ناخوا پیشمام مرحوم، عزیزی منور حسین بن حسن شبر پیشمام، وعزیزی مرحوم نثار احمد بن محمد صاحب پیشمام وغیرہم وہیں مقیم تھے، خوب سیر وتفریح کرائی، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ وہاں سے ائیرناکولم وکوچین کیلئے روانگی ہوئی، ائیرناکولم میں جناب شاہ بندری پٹیل حبیب اللہ صاحب مرحوم کے گھر قیام رہا، میاں بیوی نے بہت ہی اکرام کا معاملہ

کیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

کوچین میں چچازاد بھائی فضل الرحمٰن بن محی الدین ملپا، واسماعیل بن حسین شبیر ملپا کاروبار کے سلسلہ میں مقیم تھے، انہوں نے ہمارے قیام کا انتظام جناب رکن الدین شیکرے عبدالستار صاحب کے مکان میں کیا تھا۔ انکی بیوی (جو کیرالہ ہی کی ہیں) نے خوب مہمان نوازی کی۔ ان تمام حضرات کی وجہ سے، خوب راحت ملی۔

سفر لکھنؤ و ہردوئی

مسقط سے چھٹیوں پر جب بھی گھر آتا، تو حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ، وحضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی ملاقات و مادر علمی کی زیارت کے لئے لکھنؤ، ہردوئی وغیرہ کا سفر کرتا۔ اس مرتبہ بھی لکھنؤ، ہردوئی، وغیرہ کا سفر ہوا، اور دونوں اکابر وحضرت مولانا شہباز اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ بھٹکلی طلبہ نے بڑی محبت وخلوص کے ساتھ مہمان نوازی کی، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ چھٹی گزار کر ۲۷/اپریل ۱۹۸۳ء کو ممبئ سے بذریعہ ہوائی جہاز مسقط روانگی ہوئی۔

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ کا سانحہ ارتحال

۶/شوال ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۷/جولائی ۱۹۸۳ء، اتوار کا دن میرے لئے رنج والم کا دن تھا جس میں میرے استاد اور عالم اسلام کی مشہور شخصیت، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ اس دنیا سے رخصت

ہوکر اللہ سے جا ملے۔ انا للہ وإنا الیہ راجعون . حضرت قاری صاحب کا انتقال ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم خسارہ ہے، اللہ تعالیٰ انکا نعم البدل عطاء فرمائے۔ آمین

حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ کی شخصیت اس صدی کی عبقری شخصیت تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جامع الکمالات بنایا تھا۔ معتدل قد، خوب صورت ونورانی چہرہ، شریں زبان، حسین آواز، عاجزی وانکساری کے پیکر، علم کا دریا یعنی محدث، مفسر، فقیہ، حافظ، قاری، شاعر، مورخ، علم کلام وفلسفہ کے ماہر، شیخ طریقت، مقرر، مصنف، قائد ملت، منتظم، ہرفن مولیٰ تھے۔ حضرت قاری صاحبؒ حلم وتواضع کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

چچا محی الدین باپو صاحب کا انتقال

اکتوبر ۱۹۸۴ء کو چھٹی پر مسقط سے جب میں بھٹکل آیا تو چچا محی الدین بن شہاب الدین بن محی الدین کی طبیعت علیل تھی۔ والد صاحب مدظلہ کے حکم سے زیادہ سے زیادہ وقت انہی کے پاس گزارتا، بالآخیر ۲۸/صفر المظفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۱/نومبر ۱۹۸۴ء بروز بدھ، شام کے وقت اپنے زندگی کے ایام مکمل کرکے اللہ کو پیارے ہوئے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون. مرحوم والد صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ اسلئے خاندان کے سرپرست تھے۔ گویا ہم لوگ ایک سرپرست سے محروم ہوگئے۔ مرحوم بہت ہی ملنسار، بااخلاق، اور محنتی انسان تھے۔ بچپن میں انجمن اسکول میں ملازمت کرکے اپنی پڑھائی مکمل کی، پھر مدراس وغیرہ میں ہوٹل میں

ملازمت کی، پھر اللہ تعالیٰ نے انکو ترقی عطا فرمائی۔ انہوں نے لنگیوں کی تجارت شروع فرمائی۔ ایک عرصہ تک تجارت کرنے کے بعد، بعض ناگزیں حالات کی وجہ سے تجارت ختم کی، اور ہوٹل لکی کالیکٹ میں ملازمت اختیار کی، انکی خداداد صلاحیت کو دیکھ کر بعض ذمہ داران قوم نے انکو انجمن کے دفتر میں خدمت پر مامور کیا۔ کئی سالوں تک انجمن کے لئے عطیہ کی فراہمی اور دفتری امور کی خدمات انجام دیں۔ بعض ذمہ داران انجمن سے اختلاف کی بنیاد پر انجمن کی خدمت سے سبکدوش ہوئے۔ ایک کمپنی کے مالک ہونے کے باوجود نوکری کرنے میں کبھی شرم اور جھجک محسوس نہیں کی۔ اکثر ہم سے فرماتے تھے کہ حلال کمائی کیلئے کوئی بھی کام کرنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ انکی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین

سفر لکھنؤ، ہردوئی و دیوبند

جب میں چھٹیوں پر مسقط سے گھر آیا تو کچھ دن بھٹکل رہ کر حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ وحضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی ملاقات کی غرض سے لکھنؤ و ہردوئی کا سفر کیا۔ لکھنؤ میں حضرت مولانا علی میاںؒ وحضرت مولانا شہباز اصلاحیؒ ودیگر علماء کرام سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ لکھنؤ سے ہردوئی کا سفر ہوا۔ ہردوئی میں حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ، حضرت مولانا بشارت علی صاحبؒ، حضرت مولانا قاری امیر حسن صاحب مدظلہ ودیگر اساتذہ وقدیم رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ ایک دن ہردوئی قیام کرکے حضرت مولانا کی دعا کے ساتھ سہارنپور و دیوبند کے لئے روانہ ہوا۔ سہارنپور مظاہر علوم میں علماء ومشائخ سے ملاقات کر کے دیوبند کے لئے روانہ ہوا۔ دیوبند میں استاذی حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ودیگر اساتذہ کرام سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ پھر استاذی حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی قبر پر حاضر ہوکر حضرت قاری صاحبؒ ودیگر علماء مشائخ کے لئے دعاء مغفرت کا موقع نصیب ہوا۔ **اللّٰهم اغفر لهم وارحمهم.** دیوبند سے بھٹکل کے لئے روانگی ہوئی۔

حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کے ہاتھوں گھر کا سنگ بنیاد

کئی سالوں سے اپنے ذاتی مکان کی ضرورت کا احساس ہوتا رہا، اسلئے کہ اہلیہ و بچے کبھی اپنے گھر رہتے، کبھی والد صاحب کے گھر رہتے۔ اس احساس کے پیش ونظر گھر کے لئے زمین کی تلاش ہوتی رہی۔ بالآخیر ۱۹۸۵ء میں آزاد نگر مسجد طوبیٰ کے قریب ایک چھوٹی سی جگہ خریدی گئی۔ حسن اتفاق کہ اس وقت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (بانی واولین جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) بنگلور تشریف لائے ہوئے تھے، مولانا کو دعوت دینے کیلئے مجھے بنگلور جانا ہوا، مولانا کو بھٹکل آنے کی دعوت دی گئی، تو مولانا نے قبول فرمایا۔ مولانا بنگلور سے منگلور بذریعہ ہوائی جہاز تشریف لائے۔ منگلور سے بھٹکل آتے وقت راستہ میں ہم نے گھر کے سنگ بنیاد رکھنے کی درخواست کی۔ میری خوش قسمتی کہ حضرت مولاناؒ نے قبول فرمایا، اور ۲۱/ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۳/جنوری

۱۹۸۵ء بروز اتوار کو گھر کا سنگ بنیاد رکھا۔ وكفى به شرفا.

فروری ۱۹۸۵ء میں بھٹکل سے مسقط روانگی ہوئی۔ ایک سال پانچ ماہ مسقط میں گزار کر پھر چھٹی میں جولائی ۱۹۸۶ء میں بھٹکل واپسی ہوئی۔ اس موقع پر مؤرخہ ۱۴/ ذی القعدہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲/ جولائی ۱۹۸۶ء بروز منگل کو برادر عزیز محمد رفیع سلمہ کی شادی ہوئی۔

سفر گوا برائے شرکت افتتاح مدرسہ برلا

جب میں چھٹی پر مسقط سے بھٹکل آیا، تو اس وقت گوا ائیر پورٹ کے قریب برلا (Birla) نامی جگہ پر مدرسہ کا افتتاح ہونے والا تھا۔ بھٹکل کے علماء کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ مجھے بھی دعوت ملی تھی۔ سیدی بابا محمد اسلم کے ہمراہ بذریعہ کار گوا کیلئے روانگی ہوئی۔ صبح گوا پہنچے، افتتاحی جلسہ میں شرکت کی، علماء کرام کی تقاریر ہوئیں، میری بھی تقریر ہوئی۔ حکومت گوا کے وزیر حسن صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، وہ بھی جلسہ میں شریک تھے۔ عصر کو جناب اقبال شیخ کے گھر عصرانہ کا نظم تھا، عصرانہ سے فارغ ہوکر شام کو بھٹکل کیلئے واپسی ہوئی۔

گھر کا افتتاح

الحمدللہ زیر تعمیر گھر رہائش کے قابل ہو چکا تھا۔ ۹/ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۵/ اگست ۱۹۸۶ء بروز جمعہ کو والد صاحب مدظلہ کی دعا سے اس گھر کا افتتاح ہوا۔ اللہ نے اس گھر میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ومولانا عبداللہ عباس ندوی رحمۃ اللہ علیہ، ومولانا شہباز اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ ومولانا عبداللہ مغیثی مدظلہ وغیرہم اس گھر میں تشریف لائے۔

۳۰/ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو ممبئی سے مسقط روانگی۔ ایک سال دو ماہ مسقط میں رہ کر ۵/ جنوری ۱۹۸۸ء میں بھٹکل واپسی ہوئی۔

جامعہ اسلامیہ بھٹکل کی مجلس شوریٰ میں انتخاب

جناب محی الدین منیری صاحب مرحوم کے ناظم بننے کے بعد جامعہ کا ایک وفد جناب منیری صاحب اور مولانا عبدالعلیم قاسمی پر مشتمل خلیجی ممالک کے دورے پر آیا ہوا تھا۔ جب یہ وفد مسقط آیا، تو منیری صاحب نے مجھے جامعہ سے قریب لانے کی کوشش کی۔ (میں اس وقت بعض مخالفین کے پیدا کردہ حالات کی بنیاد پر جامعہ سے مستعفی ہوکر آیا تھا) اور مالیاتی فراہمی کے سلسلہ میں ساتھ دینے کیلئے مجھے آمادہ کیا۔ الحمدللہ مسقط کا منیری صاحب کا یہ دورہ کامیاب رہا۔ اس کے بعد مجلس شوریٰ کے انتخاب کے موقع پر مجھے مجلس شوریٰ میں منتخب کیا گیا۔

بھٹکل میں تاریخی و یادگار تبلیغی اجتماع

تبلیغی جماعت اپنی تاسیس کے وقت سے دینی اجتماعات منعقد کرتی رہی ہے۔ جس سے عام مسلمانوں کو بہت ہی فائدہ ہوا۔ اجتماع کے آخری دن دعا کے موقع پر ہزاروں لاکھوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ عجیب روحانی و نورانی منظر ہوتا ہے۔ بھٹکل میں بھی اسی طرح کا ایک اجتماع فروری ۱۹۸۸ء میں منعقد ہوا، جسمیں

ہزاروں مسلمان جمع ہوئے، تبلیغی مرکز دہلی سے مولانا احمد لاٹ صاحب، و بنگلور سے مولانا قاسم قریشی صاحب، ومحترم فاروق صاحب تشریف لائے تھے۔ ایمان ویقین کی تقاریر ہوئیں۔ پورا شہر اس اجتماع میں شریک ہوا، اطراف واکناف سے ہزاروں مسلمان شریک ہوئے۔ بھٹکل میں اتنا بڑا مجمع میری زندگی میں نہیں دیکھا۔

سفر حیدرآباد برائے شرکت عالمی حج سیمینار

۲۲؍۲۳؍۲۴؍رجب المرجب ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۲؍۱۳؍۱۴؍مارچ ۱۹۸۸ء کو دارالعلوم حیدرآباد میں حج سیمینار منعقد ہونے والا تھا۔ اس سیمینار میں شرکت کے لئے جامعہ اسلامیہ بھٹکل کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ جامعہ کی طرف سے جناب محی الدین منیری صاحبؒ، جناب ملاحسن صاحب، اور راقم الحروف محمد شفیع قاسمی پر مشتمل ایک وفد سیمینار میں شریک ہوا۔ یہ سیمینار بہت ہی کامیاب رہا۔ اس سیمینار میں امام حرمین شیخ عبدالرحمٰن حذیفی حفظہ اللہ اور عرب و ہندوستان کے بہت سے علماء شریک تھے۔ امام حرم کی زیارت ومصافحہ کا موقع ملا۔ امام حرم کے پیچھے لاکھوں لوگوں نے نمازیں ادا کیں۔ حضرت مولانا سالم صاحب مدظلہ، ومولانا سلمان صاحب ندوی حفظہ اللہ کی تقریریں ہوئیں۔ مولانا سلمان صاحب جب اردو میں تقریر ختم کی تو اس اجلاس کے صدر، قطر کے وزیر شیخ عبداللہ ابراہیم الانصاریؒ (متوفی ۱۵؍ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۵؍اکتوبر ۱۹۸۹ء) اس تقریر سے متاثر ہوکر مولانا کو عربی میں ترجمہ کرنے کو کہا۔ مولانا نے برجستہ فصیح وبلیغ عربی میں ترجمہ

کر کے عربوں سے داد وصول کیں۔ میرا بھی جی بہت خوش ہوا۔ دل سے دعا نکلی۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ہر طرح کے شرور وفتن سے محفوظ رکھے، اور ملت اسلامیہ کے لئے انکو مفید بنائے۔ اس سیمینار کے روح رواں بانی دارالعلوم حیدرآباد حضرت مولانا حمید الدین عاقل حُسامیؒ (ولادت ۱۹۲۸ء، وفات ۲۰۱۰ء) تھے۔ انکے اخلاص وحسن انتظام سے سیمینار بہت ہی کامیاب رہا۔ سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمانی (متوفی ۳۰؍ڈسمبر ۲۰۱۱ء) سے ملاقات ہوئی جو دارالعلوم حیدرآباد میں مقیم تھے۔ تین دن قیام کے بعد ہم لوگ وجے واڑہ کیلئے روانہ ہوئے۔ وجے واڑہ میں دو تین دن قیام رہا۔ نورنگ بیکری والوں اور دیگر بھٹکلی احباب نے خوب مہمان نوازی کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ پھر بھٹکل واپسی ہوئی۔

مسجد طوبیٰ بھٹکل کی تعمیر

آزادنگر میں جب ہمارا نیا گھر تعمیر ہوا تو اس وقت وہاں مسجد نہیں تھی، کچھ عرصہ بعد جناب بائیدہ شبیر صاحب مرحوم کی کوشش سے ایک کمرہ نماز کیلئے تعمیر کیا گیا۔ بعد میں لوگوں کو احساس پیدا ہوا کہ یہاں ایک پختہ مسجد تعمیر ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ کی ایک مشاورتی نشست جناب برماور سعداللہ صاحب کے گھر پر منعقد ہوئی۔ جس میں طے کیا گیا کہ جلد از جلد ایک مسجد تعمیر کی جانی چاہئے، اور اس کا نام مسجد طوبیٰ طے کیا گیا۔ اس سلسلہ کی مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ایک تعمیری کمیٹی

تشکیل دی گئی۔

(۱) جناب محی الدین حاجی باپا صاحب جاکٹی مرحوم، (۲) (جناب مولانا) محمد شفیع قاسمی (۳) جناب رکن الدین واگا اشرف صاحب (۴) جناب قاسمجی محسن صاحب مرحوم (۵) جناب مولوی عبدالقادر جیلانی اکرمی

۱۵؍شعبان ۱۴۰۸ھ مطابق یکم؍اپریل ۱۹۸۸ء کو قاضی شہر محترم محمد احمد خطیبیؒ، محترم محی الدین منیریؒ وغیرہما کے ہاتھوں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۱۹؍اپریل ۱۹۸۸ء کو مسقط روانگی ہوئی۔

خلیجی جماعتوں کے مشاورتی اجلاس میں شرکت کیلئے سفر دبئ

۴؍۵؍۶؍۷؍رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۱؍۱۲؍۱۳؍فروری ۱۹۸۹ء کو کالیکٹ میں بین الجماعتی کانفرنس منعقد ہونی والی تھی، جس میں پوری قوم کے ماضی وحال کا جائزہ لے کر مستقبل کا لائحہ عمل تیار کرنا تھا، اس کانفرنس کی وجہ سے پوری قوم میں بیداری پیدا ہوگئی تھی۔ چونکہ خلیجی ممالک میں بھٹکلی حضرات کثیر تعداد میں مقیم ہیں، انکو بھی اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی بڑی فکر تھی، اسلئے بھٹکل مسلم جماعت ڈبئی نے ۱۲؍جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۲؍ڈسمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعرات کو تمام خلیجی جماعتوں (ڈبئی، مسقط، ابوظبی، منطق شرقیہ سعودی عربیہ، ریاض، جدہ، ینبع، بحرین، کویت، قطر) کا ایک مشاورتی اجلاس طلب کیا۔ تاکہ کالیکٹ میں ہونے والی کانفرنس کے ایجنڈہ پر بحث کی جائے، اور متفقہ تجاویز منظور کی جاسکے۔ بھٹکل

مسلم جماعت مسقط کی طرف سے راقم الحروف محمد شفیع قاسمی، وجناب لونا ابوبکر صاحب اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ یہ اجلاس جناب ایس ایم سید خلیل الرحمٰن صاحب کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا تھا۔ یہ اجلاس میری زندگی کا کامیاب ترین اجلاس تھا۔ اس کے بعد اسطرح کا کوئی منظّم اجلاس میں نے نہیں دیکھا۔ حسن انتظام، اخلاص وایثار، محنت ولگن، دوسروں کی رائے کا احترام، تمام امور موجود تھے۔ جو کسی بھی اجلاس وکانفرنس کی کامیابی کا اہم عناصر ہوا کرتے ہیں۔ اس کانفرنس میں جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے نظام ونصاب کی تبدیلی کے متعلق ایک تجویز تھی، ہم نے اس کی سخت مخالفت کی، الحمدللہ متعلقہ جماعت نے اس تجویز کو واپس لیا۔ اس کے علاوہ بہت سی تجاویز ایسی تھیں کہ بحث ومباحثہ کے بعد متعلقہ جماعتوں نے واپس لیا۔ کسی فرد یا کسی جماعت نے اپنی رائے پر اصرار نہیں کیا۔ اس خلیجی مشاورتی اجلاس کے اثرات وبرکات کالیکٹ کی کانفرنس میں بھی ظاہر ہوئے۔ بعد میں ہونے والے اجلاس وکانفرنسوں میں یہ تمام امور نظر نہیں آئے۔ اس مشاورتی اجلاس میں بھٹکلی احباب کی بہت سی صلاحیتیں اجاگر ہوکر سامنے آئیں، خصوصاً جناب سید خلیل الرحمٰن صاحب، جناب کوبٹے صلاح الدین صاحب، جناب رکن الدین محمد باپو عبدالقادر باشاہ صاحب، جناب ایس، ایم، سید ہاشم صاحب، جناب قاضیا ابراہیم صاحب، جناب محمد میراں اسماعیل صاحب، جناب کولا مظفر صاحب وغیرہم۔ ۲۵؍ڈسمبر کو مسقط واپسی ہوئی۔

۵؍جنوری ۱۹۸۹ء کومسقط سے ممبئی پہنچا۔ ممبئی سے بھٹکل واپسی ہوئی۔ کچھ دن بھٹکل رہ کر پہلی بین الجماعتی کانفرنس میں شرکت کیلئے کالیکٹ کا سفر کرنا پڑا۔

سفر کالیکٹ برائے شرکت پہلی بین الجماعتی کانفرنس

۴/۵/۶/۷؍رجب المرجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۱/۱۲/۱۳/۱۴؍فروری ۱۹۸۹ء، بروز سنیچر، اتوار، پیر، منگل مسلمانان بھٹکل کے تمام اداروں و جماعتوں پر مشتمل ایک کانفرنس زہرہ گارڈن کالیکٹ میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے انعقاد کی تجویز بھٹکل مسلم جماعت ڈبئی نے پیش کی تھی۔ اس کے انعقاد کی ذمہ داری مجلس اصلاح وتنظیم بھٹکل اور اس کی میزبانی کی ذمہ داری بھٹکل مسلم جماعت کیرالہ نے قبول کی۔ اور اس کانفرنس کے کنوینر جناب الحاج محی الدین منیری صاحب مرحوم تھے۔ دبئی جماعت کے ایثار، مجلس اصلاح وتنظیم کی سرپرستی، بھٹکل مسلم جماعت کیرالہ کے حسن انتظام، اور مرحوم منیری صاحب کی محنت ولگن سے یہ کانفرنس بڑی حد تک کامیاب رہی۔ بعد میں ہونے والی کانفرنسیں اس معیار کو نہیں پہنچ سکی۔ راقم محمد شفیع قاسمی و جناب حسن شبر صاحب محتشم وانیا بھٹکل مسلم جماعت مسقط (عمان) کی طرف سے اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں افتتاحی نشست کے علاوہ پانچ نشستیں ہوئیں۔ جملہ نشستوں کی صدارت صدر مجلس اصلاح وتنظیم جناب مصباح احمد چڈوباپا صاحب کر رہے تھے۔ کانفرنس کا افتتاح تلاوت کلام پاک کے بعد کنوینر کانفرنس جناب محترم محی الدین منیری صاحبؒ کے خطبہ استقبالیہ سے

ہوا۔ جس میں انہوں نے بھٹکل وقومی اداروں کی مختصر تاریخ، واسلاف کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کانفرنس کو کامیاب بنانے کی گذارش کی۔ افتتاحی نشست رات نو بجے ختم ہوئی۔ دوسرے دن دوسری نشست کا آغاز سوا نو (۹:۱۵) بجے ہوا۔ اس نشست کا ایجنڈہ قوم کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کی تدابیر تھا۔ اس نشست کی نظامت راقم الحروف کے ذمہ تھی۔ جناب منیری صاحب مرحوم نے میرا مختصر سا تعارف کیا، پھر نشست کا آغاز ہوا۔ الحمدللہ اس نشست کا اختتام مغرب کی آذان کے وقت ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد تیسری نشست کا آغاز ہوا۔ اس کا ایجنڈہ قوم کی سماجی اور معاشرتی بے راہ روی پر تبصرہ اور اسکے سدھار کیلئے راہ عمل تھا۔ اس نشست کی نظامت جناب ایس ایم یحیٰی صاحب مرحوم کر رہے تھے۔ اس نشست کا اختتام ۱۳؍فروری عصر کی آذان کے وقت ہوا۔ عصر کی نماز کے بعد چوتھی نشست کا آغاز ہوا۔ اس کا ایجنڈہ شہر بھٹکل میں امن وامان قائم کرنے کے متعلق تجاویز منظور کرنا تھا۔ اس نشست کی نظامت جناب قاضیا مزمل صاحب کر رہے تھے۔ اس نشست کا اختتام رات ساڑھے نو بجے ہوا۔ پانچویں نشست کا آغاز ۱۴؍فروری صبح کو ہوا۔ اس کا ایجنڈہ وطن کے بدلتے ہوئے سیاسی حالات کے متعلق تھا۔ اس نشست کی نظامت جناب جوکاکو عبدالرحیم صاحب کر رہے تھے۔ اس نشست کا اختتام ظہر کی آذان کے وقت ہوا۔ چھٹی اور آخری نشست کا آغاز بعد ظہر ہوا۔ اس کا ایجنڈہ جماعتی فیصلوں کے نفاذ کے متعلق تھا۔ اس کی نظامت جناب

شاہ بندری (امریکن) محسن صاحب کررہے تھے۔ کانفرنس کا اختتام مولوی عبدالباری ندوی کی تقریر اور جناب محی الدین منیری صاحبؒ کی رقت آمیز دعا کے ساتھ بحسن خوبی رات آٹھ بج کر پچیس (۸۔۲۵) منٹ پر ہوا۔ اس کانفرنس میں بہت سی مفید تجاویز منظور کی گئیں، اور ان تجاویز پر عمل آواری کی نگرانی کیلئے ایک نگراں کمیٹی تشکیل دی گئی۔ راقم کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا گیا۔

(۱) مولانا ملا محمد اقبال صاحب ندوی (قائد) (بھٹکل) (۲) جناب محتشم عبدالغنی صاحب مرحوم (بھٹکل) (۳) جناب ایس ایم سید خلیل الرحمٰن صاحب (دبئ) (۴) داماد فقیہ محمد حسن صاحب مرحوم (بھٹکل) (۵) جناب ڈاکٹر بدرالحسن صاحب معلم مرحوم (بھٹکل) (۶) مولانا علی سکری صاحب اکرمی (بھٹکل) (۷) جناب محتشم عبدالرحمٰن صاحب جان (بھٹکل) (۸) جناب شاہ بندری پٹیل ماسٹر محمد شفیع صاحب (بھٹکل) (۹) مولانا محمد صادق صاحب اکرمی ندوی (بھٹکل) (۱۰) مولانا محمد شفیع صاحب قاسمی (مسقط) (۱۱) جناب قاضیا محمد مزمل صاحب (بھٹکل) (۱۲) جناب محتشم منڈے محمد صاحب (بھٹکل) (۱۳) جناب صدیقا ھندا محمد میراں صاحب (دبئ) (۱۴) جناب شاہ بندری یونس صاحب (کالیکٹ) (۱۵) مولانا عبدالباری صاحب فکردے ندوی (بھٹکل) (۱۶) جناب پلور محمد صادق صاحب (دمام) (۱۷) جناب لنکا عبدالعلیم صاحب (بھٹکل)

اس کانفرنس کے موقع پر بھٹکل مسلم جماعت کیرالہ نے جس طرح مہمان

نوازی اور خدمت کی، وہ ناقابل فراموش ہے۔ ایک ایک فرد شکریہ کا مستحق ہے۔ خصوصی طور پر جناب محترم شاہ بندری اسماعیل صاحب، جناب رکن الدین نثار احمد صاحب مرحوم، جناب شاہ بندری یونس صاحب، وجناب جوکاکو عبدالمجید صاحب، وجناب قاضیا عبدالستار صاحب قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب محی الدین منیری صاحب مرحوم اپنی علالت اور کمزوری کے باوجود کانفرنس کو کامیاب بنانے میں شب وروز جو محنت کی، وہ ایک ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور لغزشات کو معاف فرمائے، اور جملہ خدمات کا بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے۔

پھر بھٹکل واپسی ہوئی۔

کانفرنس میں منظور شدہ تجاویز کے سلسلہ میں بھٹکل میں اجلاس

کالیکٹ سے واپسی کے بعد مجلس اصلاح وتنظیم کی طرف سے سلطانی مسجد کے احاطہ میں ایک اجلاس عام منعقد کیا گیا، جس میں بین الجماعتی کانفرنس میں منظور شدہ تمام تجاویز پڑھکر سنائی گئیں۔ ذمہ داران قوم نے عوام سے خطاب فرمایا، مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع ملا۔

۵/اپریل ۱۹۸۹ء کو مسقط روانگی ہوئی۔ مسقط پہنچنے پر وہاں بھی ایک عام اجلاس بھٹکل مسلم جماعت مسقط کی طرف سے منعقد کیا گیا۔ جس میں کانفرنس میں منظور شدہ تجاویز پڑھکر سنائی گئیں۔

سفر جدہ ومکّہ برائے شرکت منی کانفرنس

دس جماعتوں پر مشتمل دبئی کے مشاورتی اجلاس اور کالیکٹ میں منعقدہ بین الجماعتی کانفرنس کے بعد جناب ایس ایم سید خلیل الرحمٰن صاحب کو احساس ہوا کہ خلیج میں قائم دس جماعتوں کا ایک متحدہ محاذ ہو تو بہت بہتر ہوتا۔ خلیل صاحب نے اس سلسلہ میں راہ ہموار کرنی شروع کی۔ بالآخیر دس خلیجی جماعتوں پر مشتمل ایک کانفرنس منعقد کرنا طے ہوا۔ چنانچہ ۲۴/۲۵/۲۶/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۱/۲۲/ ۲۳/مارچ ۱۹۹۰ء کو منیٰ میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ راقم محمد شفیع قاسمی، وجناب حسن شبر صاحب دامودی مرحوم پر مشتمل ایک وفد بھٹکل مسلم جماعت مسقط کی طرف سے شریک اجلاس ہوا۔ راقم کو پہلی مرتبہ دیار مقدسہ میں حاضری وآدائیگی عمرہ ورمضان المبارک میں حرمین میں قیام کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس سفر میں جناب الحاج محی الدین منیری صاحبؒ کی معیت سے بہت ہی فائدہ ہوا۔

اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر.

اس کانفرنس میں شریک ہونے کا میرا ارادہ نہیں تھا۔ دوسرے حضرات کا نام مقرر ہو چکا تھا۔ مگر ڈاکٹر اویس خواجہ صاحب رکن الدین، وجناب عسکری یاسین صاحب کے بار بار فون سے اصرار پر کانفرنس میں شرکت کا ارادہ کرلیا۔ یہ کانفرنس بعض اہم فیصلوں کی بنیاد پر بہت مفید رہی۔ اس کانفرنس کا ایک ایجنڈہ خلیجی جماعتوں کا اتحاد تھا۔ بعض جماعتوں کو جس میں مسقط جماعت بھی شامل تھی، اس

اتحاد پر بعض تحفظات تھے کہ بڑی جماعتیں، چھوٹی جماعتوں پر اثر انداز ہونگیں۔ اسلئے اتحاد کی تشکیل سے پہلے بعض دستوری ضوابط کا مرتب کرنا ضروری سمجھا گیا، لہذا بنیادی ضوابط کی تشکیل کیلئے جناب ڈاکٹر اویس خواجہ صاحب، وجناب رکن الدین عثمان صاحب مرحوم، وجناب قاضیا عبدالعلیم صاحب، وراقم محمد شفیع قاسمی، و جناب ایس ایم سید ہاشم صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی نے رات بھر اصول وضوابط مرتب کر کے دئے۔ کافی بحث ومباحثہ کے بعد دس خلیجی جماعتوں پر مشتمل خلیج کونسل کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس کا ایک دفتر بھٹکل میں رابطہ آفس کے نام سے قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس کے پہلے صدر جناب ڈاکٹر رکن الدین اویس خواجہ صاحب اور پہلے سکریٹری جنرل مولوی عبدالمتین منیری کو مقرر کیا گیا۔ چند دنوں کے بعد کیا کھچڑی پکی معلوم نہیں۔ مولوی عبدالمتین منیری کی جگہ جناب ایس ایم سید خلیل الرحمٰن صاحب کو سکریٹری جنرل، اور مولوی عبدالمتین منیری کو نائب مقرر کیا گیا۔ یہ کانفرنس غالباً سعودی جماعتوں کی میزبانی میں ہورہی تھی، اس کے ممبران نے مہمانوں کی خوب خدمت کی۔ خصوصی طور پر جناب برماور سید حسن صاحب، ڈاکٹر اویس خواجہ صاحب، جناب کولا امیر الدین صاحب، جناب عسکری یاسین صاحب، جناب اسحاق شاہ بندری صاحب، جناب فضل الرحمٰن منیری، جناب ایس ایم سید میراں صاحب، وجناب رکن الدین حافظ عبدالغنی صاحب وغیرہم قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ رمضان المبارک

کا ایک ہفتہ مکہ ومدینہ میں گزار کر مسقط واپسی ہوئی۔ مابقیہ رمضان مسقط میں گزار کر ۲۹/اپریل ۱۹۹۰ء کو بھٹکل کا سفر ہوا۔

رابطہ آفس کا افتتاح

منیٰ کانفرنس کے بعد بہت سے ممبران خلیج کونسل بھٹکل آئے ہوئے تھے۔ اس موقع پر رابطہ آفس کا افتتاح (کولا منصور صاحب کی دکان کے بالائی حصہ پر) عمل میں آیا۔ یہ عمارت جناب کولا مظفر صاحب کی تھی۔ اس کی بالائی منزل کو جناب کولا مظفر صاحب نے خلیج کونسل کو نصف قیمت پر فروخت کرنے کا اعلان کیا۔ بعض ممبران نے اسکی قیمت ادا کرنے کا اعلان کیا، پھر اس کی قیمت بھی ادا کی گئی۔

الحمدللہ رابطہ آفس پہلے ہی دن سے سرگرم عمل رہا۔ جناب صلاح الدین کو بٹے صاحب کو اس کا پہلا آفس انچارج مقرر کیا گیا۔ صلاح الدین صاحب نے بڑی محنت سے رابطہ آفس کے دائرہ کو وسیع کیا۔ تمام اسکول کا معائنہ کر کے انکی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیا۔ قومی اداروں سے بھی روابط قائم کئے۔ آہستہ آہستہ رابطہ آفس سے لوگوں کی اچھی امیدیں قائم ہونے لگیں۔ رابطہ آفس سے میرا پہلے دن سے تعلق رہا۔ جتنے دن بھٹکل قیام رہا، اکثر وقت رابطہ آفس میں گزارتا۔ رابطہ آفس کے اچھے اثرات ظاہر ہونے لگے۔ اسکے بعد میں مسقط گیا، پھر مسقط سے آنے کے بعد مستقل طور پر رابطہ سے وابستہ رہا۔ جس کی تفصیل حسب موقع آئیگی۔

سفر بنگلور برائے شرکت تیسرا فقہ اسلامی سیمینار

۱۴/۱۵/۱۶/۱۷/ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۸/۹/۱۰/۱۱/جون ۱۹۹۰ء، بروز جمعہ، سنیچر، اتوار، پیر، بمقام دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور میں فقہ اسلامی سیمینار ہونے والا تھا۔ اس سیمینار میں شرکت کیلئے جامعہ اسلامیہ بھٹکل کو دعوت نامہ موصول ہوا تھا۔ جامعہ سے جناب محی الدین منیری صاحب مرحوم، جناب ملا حسن صاحب، راقم محمد شفیع قاسمی پر مشتمل ایک وفد سیمینار میں شریک ہوا۔ یہ سیمینار مرابحہ واسلامی بینکنگ وغیرہ کے موضوع پر ہو رہا تھا۔ اس سیمینار میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، وحضرت مولانا مفتی رفیع عثمانیؒ پاکستان، حضرت مولانا ابوسعود صاحبؒ بنگلور، ڈاکٹر محمد المحروس المدرس عراق، حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحبؒ دیوبند وغیرہم، جملہ ایک سو اکیس علماء کرام شریک تھے۔ اس کے روح رواں اور بانی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ تھے، جو اس طرح کے سیمینار فقہ اسلامی اکیڈمی کی طرف سے ہر سال منعقد کرتے تھے، جس میں کسی ایک جدید فقہی موضوع پر بحث کرتے ہوئے فیصلہ صادر کئے جاتے ہیں۔ یہ بہت ہی مفید سلسلہ ہے، امت کو بہت ہی اس سے فائدہ ہوا۔ بہت سے جدید مسائل میں امت انتشار سے محفوظ ہوئی۔

سیمینار کی کاروائی بہت منظّم انداز سے ہوتی ہے۔ سب کی رائے سنی جاتی ہے، اور اس پر بحث کی جاتی ہے، پھر فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت

مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، اورانکی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اوراپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ **اللّٰھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واکرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد.**

یہ سیمینار دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور میں ہوا تھا۔ سبیل الرشاد کرناٹک کا مشہور دینی وتعلیمی ادارہ ہے۔ پچاس سال پہلے حضرت مولانا ابوسعود صاحبؒ نے قائم کیا تھا۔ اس کے اثرات وبرکات اس علاقہ میں جلد ہی ظاہر ہونے لگے، خصوصاً شہر بنگلور میں سبیل الرشاد کا اثر صاف نظر آتا ہے۔ اس وقت اس ادارہ کی سرپرستی مولانا ابوسعود صاحب کے فرزند مفتی اشرف علی صاحب قاسمی دامت برکاتہم کررہے ہیں۔

بنگلور سے بھٹکل واپسی کے چند دنوں کے بعد ۲۷/جون ۱۹۹۰ء کو مسقط روانگی ہوئی۔

حضرت مولانا منت اللہ رحمانی قاسمیؒ کی وفات

۳/رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۰/مارچ ۱۹۹۱ء تراویح کی ادائیگی کے دوان حضرت مولانا کا انتقال ہوا۔ مولانا منت اللہ رحمانیؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فرزند تھے۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ ودارالعلوم دیوبند دونوں جگہوں سے تعلیم حاصل کی تھی۔ اور دونوں اداروں کے رکن شوریٰ تھے۔ مولانا کی شخصیت بہت بارعب اوروزن دار تھی۔ امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کے امیر تھے۔

اسلئے اس علاقہ میں مولانا کا بہت اثر تھا۔ ۱۹۷۵ء میں جب اندرا گاندھی نے ایمرجنسی نافذ کی، اورنس بندی کو لازم قرار دیا، اور مسلمانوں کے پرسنل لاء میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی، تو مولانا حکومت کے خلاف صف آراء ہوئے، اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی رفاقت میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کی بنیاد ڈالی، اور مولانا اس کے پہلے جنرل سکریٹری منتخب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی خدمات کو قبول فرمائے، اور لغزشات کو درگذر فرمائے، اوراپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ۔ حضرت مولانا سے میرے روابط تھے۔ مجھ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ مولانا کے انتقال سے بہت ہی رنج وملال ہوا۔ **اللّٰھم اغفرله وارحمه.**

۱۸/جنوری ۱۹۹۲ء کو مسقط سے بھٹکل واپسی ہوئی۔

سفر حج بیت اللّٰہ

رمضان ۱۴۱۲ھ میں والد صاحب کی معیت میں مسجد طوبیٰ میں اعتکاف کا موقع ملا۔ اس رمضان میں، میں نے اللہ تعالیٰ سے حج کے لئے خوب دعا کی تھی، بعد رمضان والد صاحب مدظلہ کا حج کا پروگرام تھا۔ بعد رمضان میرا مسقط کا سفر طے تھا، لہٰذا والد صاحب کے ساتھ ہی ممبئی جانا طے ہوا۔ والد صاحب کے سفر کے دن خوب اللہ سے رو رو کے دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً اس دعا کو قبول فرمایا۔ ۱۷/مئی ۱۹۹۲ء کو مسقط روانگی ہوئی۔ مسقط پہنچتے ہی سفر حج کا نظم ہوا۔

ممبئی سے جب مسقط پہنچا، تو ائیر پورٹ پر عزیزم مولوی حفظ الرحمٰن

صاحب قاسمی حاضر تھے۔ ملاقات ہوتے ہی میرا پاسپورٹ مانگنا شروع کیا، اور خوش خبری سنائی کہ ہمارا ساتھ آپ کو حج کے لئے جانا ہے۔ میں حیرت سے پس وپیش میں مبتلا رہا کہ کیا ماجرا ہے۔ چار ماہ بھٹکل رہ کر کے آیا ہوں، ظاہری اسباب بالکل نہیں ہیں۔ اور مولوی موصوف حج کے لئے اصرار کررہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ سوچ کر پاسپورٹ دیتا ہوں۔ وہ بالکل نہیں مانے، اور میرا پاسپورٹ ضبط کرلیا۔ اللہ کے فیصلہ کے سامنے انسانی تدبیر کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بہر حال موصوف نے کاروائی شروع کی، اور اللہ نے حج کی سعادت نصیب فرمائی۔ ۲۵/ مئی ۱۹۹۲ء کو مسقط سے بذریعہ بس روانگی ہوئی۔ دو بسوں پر مشتمل قافلہ تھا، عزیزم مولوی حفظ الرحمٰن قاسمی اس قافلہ کے روح رواں تھے۔ مجھ ناچیز ناتواں کو امیر مقرر کیا گیا۔ ایک بس کی ڈراورنگ جناب جوکا کو اسلم صاحب کررہے تھے، دیار مقدسہ کا شوق نے سفر کو آسان بنا کر رکھ دیا۔ نماز وطعام وآرام کے لئے رکتے ہوئے، یہ قافلہ ۲۴/ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ کو مدینہ منورہ پہنچا۔ مدینہ منورہ ایک ہفتہ قیام کر کے مکہ مکرمہ روانگی ہوئی۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر سب نے غسل کیا اور عمرہ کی نیت سے احرام پہن کر قافلہ سوئے حرم روانہ ہوا۔

مکہ پہنچ کر عمرہ کی ادائیگی کے بعد چند دن مکۃ المکرّمہ میں قیام رہا۔ ۸/ ذی الحجہ کو منی روانگی ہوئی۔ منیٰ میں رات گزار کر ۹/ ذی الحجہ کی صبح عرفات کے لئے روانگی ہوئی۔ ازدحام کی وجہ سے ظہر کے وقت عرفات پہنچنا ہوا۔ اپنی اپنی استعداد کے مطابق لوگوں نے عبادت ودعائیں کیں۔ عرفات کا میدان حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا علیہا السلام کی ملاقات کی جگہ ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے حج کے موقع پر ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو اس جگہ خطاب فرمایا تھا۔ نو ذی الحجہ کو ہر حاجی کے لئے یہاں آنا ضروری ہے۔ اور اس دن یہاں پر دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے۔ اس دن حاجی کے یہاں آنے سے شیطان کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ظہر وعصر جمع کر کے شام کو مزدلفہ کیلئے روانگی ہوئی۔ رات کو مزدلفہ میں قیام ہوا۔ مزدلفہ کا عجیب منظر تھا۔ تمام حجاج اللہ کے مہمان نظر آرہے تھے۔ سب لوگ چٹائی پر آسمان کے نیچے رات گزار رہے تھے۔ اللہ اور رسول کے حکم کے سامنے سب دیوانہ نظر آرہے تھے۔ رات مزدلفہ گزار کر صبح رمی کے لئے نکلے۔ دس گیارہ بجے تک رمی سے فارغ ہوکر بکروں کی خریداری کے لئے مذبح جا کر وہیں بکروں کو ذبح کیا۔ پھر سر منڈانے کے بعد مکہ جا کر طواف سے فارغ ہوئے۔ الحمدللہ مناسک حج سے ادائیگی ہوئی۔ **اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر**

مکہ ومدینہ کی حاضری، وادائیگی مناسک حج وعمرہ ہر مسلمان کے لئے ایک بڑی سعادت مندی ہے۔ گناہوں کو مٹانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ سب کے حج کو قبول فرمائے۔ اس سال کا حج دوسرے سالوں کے مقابلہ میں اہمیت کا حامل رکھتا تھا۔ اسلئے کہ عراق کی جنگ کی وجہ سے کئی سالوں سے حاجیوں کی تعداد بہت کم رہتی تھی، اس سال اچانک حاجیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا، جس سے

رہائش، پانی، کھانے کی اشیاء میں بڑی دشواری پیش آئی۔ ٹرافک جام ہونے کی وجہ سے لاکھوں حاجی میدان عرفات پہنچ نہ سکے۔ جس سے انکا حج نہ ہوسکا۔ اس سال حضرت والد صاحب مدظلہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کیلئے آئے ہوئے تھے، ان سے بھی بمشکل ملاقات ہوئی۔ بھٹکلی حجاج میں مولانا غزالی صاحب ندوی، ایس، جے خالد صاحب، دامدا ابو (بوڑیئے) عبدالقادر صاحب قابل ذکر ہیں۔

فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد غالباً انیس یا بیس ذی الحجہ کو واپسی ہوئی۔ راستہ میں دمام میں ایک رات قیام کر کے ۲۲/ جون کو ابوظبی پہنچے۔ ابوظبی پہنچتے ہی گاڑی خراب ہوئی۔ دو تین دن ابوظبی قیام رہا، پھر چند دن دبئ قیام کر کے یکم جولائی کو مسقط واپسی ہوئی۔ پندرہ دن مسقط قیام کر کے ۱۶/ جولائی ۱۹۹۲؁ء کو مسقط سے بذریعہ ہوائی جہاز ممبئ پہنچا، ممبئ سے بذریعہ بس بھٹکل کے لئے روانگی ہوئی۔

سفر کالیکٹ برائے شرکت دوسری بین الجماعتی کانفرنس

۱۹۹۲؁ء میں کالیکٹ میں دوسری بین الجماعتی کانفرنس منعقد ہوئی، اس کانفرنس کے کنوینر جناب عبدالرحیم صاحب ارشاد تھے۔ قیام وطعام کے لحاظ سے یہ کانفرنس کامیاب رہی، مگر یہ کانفرنس اپنے مقصد اور تجاویز پر عمل کے لحاظ سے بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ ہماری معلومات کے مطابق آج تک اس کی تجاویز منظر عام پر نہیں لائی گئی۔

رابطہ آفس (سوسائٹی) سے میری وابستگی

اللہ کا شکر ہے کہ ناچیز خلیج کونسل اور رابطہ سوسائٹی بھٹکل کے تاسیسی ممبران میں رہا، اسلئے پہلے دن سے میرا خلیج کونسل اور رابطہ سوسائٹی سے تعلق رہا۔ جب میں چھٹی پر مسقط سے بھٹکل آتا، تو زیادہ وقت جامعہ اور رابطہ میں گزارتا۔

۱۹۹۰؁ء میں رابطہ آفس کا جب افتتاح ہوا تو پہلے انچارج آفس کے طور پر جناب صلاح الدین کوبٹے صاحب مقرر ہوئے۔ اس کے بعد تھوڑے عرصہ کے لئے جناب اقبال سعیدی صاحب انچارج مقرر ہوئے۔ پھر جناب صلاح الدین کوبٹے صاحب ستمبر ۱۹۹۲؁ء تک انچارج رہے۔ صلاح الدین صاحب دبئ جاتے وقت رابطہ کی ذمہ داری (۱) جناب رکن الدین عثمان صاحب مرحوم، (۲) جناب صدیقا محمد میراں صاحب، (۳) اور ناچیز محمد شفیع قاسمی کے حوالہ کر کے گئے۔ مستقل انچارج نہ ہونے کی وجہ سے کام میں دشواری ہونے لگی، تو خلیج کونسل کے ذمہ داروں نے مجھ سے اصرار کرنا شروع کیا کہ اس ذمہ داری کو میں سنبھالوں۔ چونکہ میرا مسقط کا ویزا تھا، اور مجھے مسقط جانا تھا، اس لئے میں نے انکار کر دیا۔ پھر جناب سید خلیل الرحمٰن، و جناب قاضیا ابراہیم، و جناب محمد میراں اسماعیل، و جناب عبدالباری محتشم صاحبان کے اصرار پر میں عرضی طور پر بعض شرائط کے ساتھ اس ذمہ داری کو قبول کیا۔

پھر ۲۳/ جولائی ۱۹۹۳؁ء کے بھٹکل مسلم خلیج کونسل کے مشاورتی اجلاس میں راقم کو مستقل طور پر رابطہ آفس کا انچارج مقرر کیا گیا۔ اسی دوران بھٹکل فسادات کی

وجہ سے ریلیف کام بڑے پیمانہ پر ہوا۔ نئ ٹمپو کے ذریعہ ٹمپوسروس منظّم طور پر جاری کی گئی۔ امبولنس سروس بھی شروع ہوئی۔ ہنگامی حالات میں مجلس اصلاح وتنظیم کی شراکت سے بہت سے مفیدامورانجام پائے۔ سوسائٹی ایکٹ کے تحت رابطہ سوسائٹی رجسٹر ہوئی۔ اس وقت مندرجہ ذیل عہدیداران مقرر ہوئے۔

۱)جناب ڈاکٹر رکن الدین اویس خواجہ صاحب	صدر
۲)جناب قاضیا (تمندے) یونس بن حسن باپا صاحب	نائب صدر
۳)جناب یس، یم سید خلیل الرحمٰن صاحب	جنرل سکریٹری
۴)جناب مولانا محمد شفیع قاسمی بن علی صاحب	سکریٹری
۵)جناب عسکری محمد حشمت صاحب	ممبر
۶)جناب لونا ابوبکر صاحب	ممبر
۷)جناب ایس، جے سید محمد خالد صاحب	ممبر
۸)جناب محمد میراں اسماعیل صاحب	ممبر
۹)جناب پلور محمد صادق صاحب	ممبر
۱۰)جناب شنگیری عبدالمطلب صاحب	ممبر

اللہ کے فضل وکرم سے رابطہ سوسائٹی کے توسط سے بہت خدمت کرنے کا موقع ملا۔ دل وجان سے رابطہ کی ترقی میں راقم نے حصہ لیا۔ ابتداء میں ممبران کا بھرپور ساتھ رہا۔ لیکن آخیر تک جناب رکن الدین عثمان صاحب مرحوم، جناب صدیقا محمد میراں صاحب، وجناب ڈاکٹر معلم بدرالحسن صاحب مرحوم، وعزیزی برادر محمد رفیع سلمہ، وعزیزی (بھانجہ) محمد محسن ابن ملپا محمد اسلم سلمہ کے تعاون سے

رابطہ روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن رہا۔ میری زندگی کا جتنا وقت، اور توانائی رابطہ اور جامعہ کے لئے صرف ہوا، اتنا کسی دوسرے ادارہ کے لئے صرف نہیں ہوا۔ آٹھ سال کی محنت کے بعد انجام وہی ہوا، جو عام طور پر قومی خدمت گزاروں کے ساتھ ہوتا رہاہے۔ بہت ہی بے ابرو ہوکر نکلنا پڑا۔ فصبر جمیل۔

اَللّٰھم لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی ،وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ،وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیمِ

خلیج کونسل اوررابطہ کے اکثر ذمہ داروں خصوصاً ایس، ایم، سید خلیل الرحمٰن، قاضیا ابراہیم، محمد میراں اسماعیل، قاضیا عبدالعلیم، ایس، جے، خالد، ایس، جے، ہاشم، رکن الدین محمد باپو محمد عثمان مرحوم، صدیقا محمد میراں صاحبان، وجدہ وابوظبی جماعت کے بعض ذمہ داروں نے ہمیشہ عزت اور قدر دانی کا معاملہ کیا۔ اگرچہ بعد میں بعضوں نے ساتھ چھوڑا۔ میں سب کا مشکور وممنون ہوں۔ چند حاسدین اور دوسرے خارجی عناصر کی وجہ سے رابطہ سے الگ ہونا پڑا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بھٹکل مسلم خلیج کونسل ورابطہ سوسائٹی بھٹکل پرایک نظر

اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ خلیج کونسل اور رابطہ سوسائٹی کا قیام منیٰ کانفرنس میں عمل میں آیا۔ اسکے قیام کے وقت بانیان کا جوجذبہ تھا وہ دوتین سال تک باقی رہا۔ اس دوران خلیج کونسل اور رابطہ سوسائٹی کی بہت شہرت ہوئی اور انکی خدمات کو اچھی

نظروں سے دیکھا جانے لگا، پھر آہستہ آہستہ اسکے ابتدائی کارکنان کی عدم دلچسپی سے اور کچھ نئے لوگوں کی عہدہ طلبی سے اسکی کارکردگی متاثر ہونے لگی۔ قوم کو خلیج کونسل اور رابطہ سوسائٹی سے بہت ہی امیدیں تھیں، اسکی عالیشان اور خوبصورت عمارت پر سکوت طاری ہے۔ چونکہ میرا تعلق خلیج کونسل اور رابطہ سوسائٹی سے پہلے دن سے ہے اس لیے مجھے اسکی ترقی سے خوشی ہوتی ہے، اور اسکے جمود سے تکلیف ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کوئی مخلص بندہ اٹھے، اور رابطہ سوسائٹی کو اسکی پہلی بہاروں کی طرف لوٹائے۔

سفر دبئ، قطر، و بحرین

۲۴؍فروری ۱۹۹۳؁ء ممبئی سے مولانا عبدالعلیم قاسمی کے ہمراہ روانگی ہوئی، ۲۵؍فروری کی صبح دبئ پہنچے۔ تقریباً دو ہفتہ دبئ میں قیام رہا۔ جامعہ کے سلسلہ میں محنتیں کیں گئیں، اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ تمام بھٹکلی احباب نے بھرپور تعاون کیا، خصوصی طور پر جناب محمد میراں اسماعیل صاحب، جناب قاضیا (تمندے) ابراہیم صاحب، وجناب کولا مظفر صاحب وغیرہم قابل ذکر ہیں۔ ۱۴؍ مارچ قطر روانگی ہوئی۔ جناب شاہ بندری صلاح الدین صاحب کے مکان قیام رہا، بہت خوب مہمان نوازی کی، جامعہ کے سلسلہ میں ملاقاتوں کا اہتمام کیا، عزیزی مرحوم نثار احمد پیشمام، وعتیق پیشمام، وبرکات پیشمام سے ملاقاتیں ہوئی۔ قطر میں زندگی کی سب سے لمبی تراویح اور سب سے مختصر تراویح پڑھنے

کا موقع ملا۔ جناب صلاح الدین شاہ بندری صاحب نے ایک رات ایک وزیر کی مسجد میں تراویح پڑھنے کے لئے لے گئے۔ ائیر کنڈیشن مسجد تھی، عشاء کی نماز کے بعد اعلان ہوا کہ قیام یعنی تراویح لمبی ہوگی۔ ہم نے سوچا بھی نہیں تھا کہ کتنی لمبی ہوگی، بہرحال امام صاحب سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن پڑھنا شروع کیا، ربع پارہ، نصف پارہ پڑھتے گئے، ایک پارہ مکمل ہوا۔ ہم نے سوچا کہ اب تو رکوع کریں گے، مگر وہ پڑھتے گئے۔ دو پارہ مکمل ہوئے، ہمارے ہاتھ و پیر درد کرنے لگے۔ ہم نے خروج کی نیت کی، اور اپنی دو رکعات مکمل کر کے سلام پھیرا۔ امام صاحب پڑھتے رہے۔ تین پارہ مکمل ہونے کے بعد رکوع کیا۔ پھر دوسری رکعات میں دو پارہ پڑھے۔ بعض لوگوں کو فضائل اعمال میں اسلاف کے کئی کئی پارہ پڑھنے کے ذکر کو خلاف عقل سمجھتے ہیں، اور شبہ میں مبتلاء رہتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، مگر اس زمانہ میں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ صاحب ثروت حضرات بھی دو رکعات میں پانچ پارہ پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

دوسرے دن ہم کو قطر سے واپس ہونا تھا۔ رات کی فلیٹ تھی، اسلئے صلاح الدین صاحب نے ایک ایسی مسجد تراویح پڑھنے لے گئے، جہاں بیس پچیس منٹ میں بیس رکعات تراویح مکمل ہوئی۔ اسکے بعد ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں سے بحرین کا سفر ہوا۔

۲۱؍مارچ کو بحرین پہنچے۔ بحرین میں جناب محتشم محمد اسماعیل صاحب جان

کی رہائش گاہ پر قیام ہوا۔ بہت ہی ملنسار اور خوش مزاج انسان ہیں۔ پہلی مرتبہ انکے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ جامعہ کے سلسلہ میں لوگوں سے ملاقاتوں کے ذریعہ خوب تعاون کیا۔ عید بحرین میں ہوئی۔ بحرین میں مقیم بھٹکلی احباب کے ساتھ عید منا کر بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

۲۴/ مارچ کو بحرین سے واپسی ہوئی، ۲۵/ مارچ کو دبئ پہنچے۔ اسی ایام میں بھٹکل میں فسادات کا سلسلہ شروع ہوا۔ لہذا آٹھ ۸/ اپریل ۱۹۹۳ء کو دبئ میں بھٹکل مسلم خلیج کونسل کا مشاورتی اجلاس منعقد ہوا جس میں دبئ اور ابوظبی کی جماعتوں نے حصہ لیا۔ اس اجلاس میں گیارہ رکنی ایک ریلیف کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کا کنوینر راقم کو بنایا گیا۔ ۱۰/ اپریل کو ممبئ پہنچے، پھر بھٹکل واپسی ہوئی۔

ریلیف کمیٹی

خلیج کونسل کی تشکیل کردہ اس ریلیف کمیٹی نے فسادات کے دوران اور اس کے بعد میں بڑی محنت کی۔ روزانہ مشاورتی نشست منعقد ہوتی، یہ کمیٹی لوگوں کو امداد پہنچاتی، گرفتار شدگان کی رہائی کی فکر کرتی، پولس کے تعاون سے امن قائم کرنے کی کوشش کرتی، یہی کمیٹی peace meeting میں شرکت کرتی۔ اس کمیٹی کے ذریعہ قوم کو بہت ہی فائدہ ہوا۔ متاثرہ لوگوں کو مکانات تعمیر کر کے دئے، اور کئی لوگوں کو مالی امداد اور قرض بھی مہیا کیا گیا۔

اسماء ریلیف کمیٹی:

(۱) جناب ڈی، ایف، حسن صاحب مرحوم (۲) جناب محی الدین منیری صاحب مرحوم (۳) جناب محتشم عبدالغنی صاحب مرحوم (۴) جناب صدیق محمد جعفری صاحب مرحوم (۵) جناب ڈاکٹر معلم بدرالحسن صاحب مرحوم (۶) جناب دامدا حسن شبر صاحب (۷) جناب صلاح الدین صاحب کوبے (۸) جناب عبداللہ دامودی صاحب (۹) جناب قاضیا (تمندے) محمد مزمل صاحب (۱۰) جناب ڈاکٹر ایس، ایم سید سلیم صاحب (۱۱) جناب مولانا محمد شفیع قاسمی (کنوینر)

ریلیف کمیٹی کے متعلق آئینہ بھٹکل میں جناب رکن الدین عثمان صاحب (م ۲۰۱۱ء) لکھتے ہیں۔

۱۹۹۳ء: ”فسادات پر خلیج کونسل کے تعاون سے ایک ریلیف کمیٹی قائم کی گئی جسکو بھٹکل مسلم جماعت خلیج کونسل نے قائم کیا تھا۔ مجلس اصلاح و تنظیم نے دوسری کمیٹی قائم کرنے کے بجائے اسی کو تنظیم کمیٹی کا نام دیا، اور اس کے کنوینر جناب مولانا محمد شفیع ملپا قاسمی صاحب کو کیا گیا۔ اس کمیٹی نے بھٹکل کے فسادات متاثر شدہ مقامات کا سروے کر کے حسب طاقت اور حسب نقصان افراد کی امداد کی۔ تقریباً 40 نئے مکانات تعمیر کئے، دکانوں کو برابر کرنے اور صاحب کاروبار کو کاروبار کرنے کیلئے امداد کے علاوہ قرضہ دیا۔ ان فسادات سے قوم کا جو نقصان ہوا تھا۔ اسکو کم وقت میں مالی امداد کے ذریعہ اٹھایا۔ مگر افسوس کہ بعض افراد قرض واپس

کرنے میں ٹال مٹول کررہے ہیں۔ جو امداد دی گئی ہے، شایداس ریلیف کے ذریعہ بھٹکل میں کبھی نہیں دی تھی۔ قوم کے کاروباری افراد کو کاروبار بحال کرنے کی امداد شاید اسکی نظیر مشکل ہے۔'' (آئینہ بھٹکل، ص۴۶)

سفر لکھنؤ، ہردوئی، دہلی، وجے واڑہ، ومدراس

۱۹۹۳ء کے فسادات کے دوران بعض غیر مقامی اساتذہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل بغیر رخصت کے اپنے گاؤں چلے گئے تھے، جامعہ کی مجلس شوریٰ نے اس کا سخت نوٹس لیتے ہوئے سب کو معطل کر دیا تھا۔ اس سے اساتذہ کا بحران پیدا ہوا۔ اس سلسلہ میں ساتذہ کی فراہمی وغیرہ کے سلسلہ میں سرپرستان جامعہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ وحضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ کی ملاقات اوراطلاع حالات کیلئے ناظم جامعہ محی الدین منیری صاحبؒ، ومحتشم عبدالغنی صاحب مرحوم، ورکن الدین شیکرے سائب صاحب، وراقم الحروف محمد شفیع قاسمی پر مشتمل ایک وفد جولائی ۱۹۹۳ء، لکھنؤ، ہردوئی وغیرہ کا سفر کیا۔ ممبئی سے لکھنؤ بذریعہ ہوائی جہاز سفر ہوا۔ لکھنؤ میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا معین اللہ صاحب ندویؒ، وحضرت مولانا محمد رابع ندوی مدظلہ سے ملاقات ہوئی۔ اساتذہ کے بارے میں گفتگو ہوئی، سب ہوں کی رائے ہوئی کہ مولانا اکبرعلی ندوی کے علاوہ باقی اساتذہ کو واپس لیا جائے، اس سفر میں سابق مہتمم جامعہ مولانا شہباز صاحب اصلاحیؒ ومولانا سعیدالرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ ودیگر اساتذہ کرام سے ملاقاتیں

ہوئیں۔ اس کے بعد بذریعہ کار ہردوئی کا سفر ہوا، ہردوئی پہنچ کر حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ سے اساتذہ کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی، اس گفتگو سے حضرت مولانا کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہوا۔ دوپہر کا کھانا کھا کر عصر کو ہردوئی سے واپسی ہوئی۔ رات کو لکھنؤ پہنچے، لکھنؤ ایک دن قیام کر کے دہلی کیلئے روانگی ہوئی۔ دہلی دو دن قیام کر کے بذیعہ ریل وجے واڑہ کیلئے روانگی ہوئی۔ وجے واڑہ سے مدراس ہوتے ہوئے جناب منیری صاحبؒ کی رفاقت میں منگلور پہنچے۔ منگلور سے بذریعہ کار بھٹکل پہنچے۔

سفر بلگام برائے شرکت تبلیغی اجتماع

۔۔۔۔تاریخ کو بلگام میں ایک بڑا تبلیغی اجتماع ہونے والا تھا، جس میں امیر جماعت حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ شریک ہونے والے تھے۔ اسلئے ہم نے بھی اس اجتماع میں شرکت کا ارادہ کیا۔ ہم لوگ بذریعہ کار گوا ہوتے ہوئے بلگام کیلئے نکلے، راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے غلطی سے مہاراشٹرا کی حدود میں داخل ہوئے۔ پولس نے ہماری گاڑی کو روکا، اور مہاراشٹرا کی پرمٹ نہ ہونے کی وجہ سے پانچ ہزار روپیہ جرمانہ (fine) ادا کرنے کو کہا۔ ہمارے انکار پر گاڑی کوئی گھنٹہ تک روکے رکھا۔ نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی، اور پولس افسر سے بار بار درخواست کی گئی، بالآخر اس نے ہماری گاڑی کا چھوڑا۔ اس سفر میں ہمارے ساتھ برادر محمد رفیع سلمہ، وچچازاد بھائی اشرف علی سلمہ، وخلیفا ارشاد سلمہ، وزین

العابدین صاحب کریمی سلمہ، وفرزند محمد وصی الحق قاسمی سلمہ ساتھ تھے۔ اجتماع میں لاکھوں کا مجمع تھا۔ ایمان ویقین سے لبریز تقاریر سننے کا موقع ملا۔ عصر کے بعد رقت آمیز دعا ہوئی۔ رات کو قیام کر کے صبح بھٹکل کیلئے روانہ ہوئے۔

سوتیلی ماں کا انتقال

والدہ کے انتقال کے بعد والد صاحب نے دوسری شادی کی تھی۔ وہ ہمیشہ صحت منداور مضبوط خاتون تھی۔ ایک مرتبہ کہیں جاتے ہوئے اسکوٹر نے ٹکر ماری، جس سے انکے پیر کو چوٹ لگی، کافی دنوں تک اس تکلیف میں مبتلا رہی، پھر شکر (Diabetes) کی بیماری نے اور کمزور کر دیا، بالآخر مورخہ ۱۰/ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۷/ستمبر ۱۹۹۳ء بروز پیر شب اپنے مالک حقیقی سے جاملیں۔ إنا للّٰہ وانا الیه راجعون

مسجد سلمان فارسی کی تکمیل کے سلسلہ میں ایک مشاورتی اجلاس

غالباً ۱۹۸۵ء میں جناب مرحوم رکن الدین حبیب صاحب وشرکاء نے آزادنگر سے متصل کھیت کی جگہ خرید کر مختلف پلاٹ بنا کر فروخت کیا۔ اسی وقت ایک جگہ مسجد کیلئے مختص کی، اور فوراً سنگ بنیاد رکھ کر تعمیر شروع کی گئی، اوراس کا نام ”مسجد سلمان فارسی بھٹکل“ رکھا گیا۔ دیوار وچھت کی تعمیر کے بعد کام رک گیا۔ کافی عرصہ تک وہ ڈھانچہ اسی طرح رہا۔ جب وہاں مکانات تعمیر ہونے لگے، تو بعض لوگوں کو اس مسجد کی تکمیل کا شدت سے احساس ہونے لگا۔ چونکہ میرا اور برادر محمد رفیع کا پلاٹ بھی اسی جگہ تھا، اسلئے بعض لوگوں کے اصرار پر اس مسجد کی تکمیل کے سلسلہ میں ایک مشاورتی اجلاس بتاریخ ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۹/مئی ۱۹۹۴ء بروز اتوار بعد نماز عصر بمکان جناب سید عبداللہ لنکا منعقد ہوا۔ جس میں مسجد کی تکمیل کا فیصلہ کیا گیا اور حاضرین میں سے بعض حضرات نے گراں قدر عطیہ دینے کا اعلان کیا۔ اور ایک تعمیری کمیٹی تشکیل دی گئی، اس کا کنو یز راقم الحروف کو بنایا گیا، اوراس کالونی کا نام ”سلمان آباد“ رکھنا طے پایا۔ مندرجہ ذیل حضرات شریک ہوئے۔

(۱) جناب سید عبداللہ صاحب لنکا (۲) جناب مولانا محمد شفیع صاحب قاسمی
(۳) جناب برماور صلاح الدین صاحب (۴) جناب محمد رفیع صاحب ملپا
(۵) جناب رکن الدین (حلوائی) عبدالرحیم صاحب (۶) جناب محتشم حسن شبر صاحب
(مرحوم) (۷) جناب شاہ بندری امتیاز حسین صاحب (۸) جناب اسرمتا محمد عمر
صاحب (مرحوم) (۹) جناب ایس، ایم، (گوڑانی) مسعود صاحب (مرحوم)
(۱۰) جناب مولوی قاضیا عبدالمقیت صاحب

الحاج محی الدین منیریؒ کا سانحہ ارتحال

محترم محی الدین منیری صاحب بھٹکل کے ایک ہونہار فرزند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ بڑے محنتی آدمی تھے۔ کسی کام کو ہاتھ میں لیتے، اس کے مکمل ہونے تک انکو چین نہیں آتا تھا۔ کھانے پینے کی بھی فکر نہیں کرتے۔ تقریر وتحریر میں اللہ نے تاثیر دی تھی۔ موافق ومخالف ہر ایک کی خدمت کو

اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ جب جامعہ اسلامیہ کے ناظم بنے تو مجھے جامعہ سے قریب کرنے میں ان کا بڑا دخل تھا۔ مولانا ملا اقبال صاحب، مولانا محمد صادق صاحب، ماسٹر شفیع صاحب، اور مجھے جامعہ سے دور رکھنے کو خلاف مصلحت سمجھتے تھے۔ ہم لوگ اکثر ان کی رائے سے اختلاف بھی کرتے تھے، لیکن وہ جامعہ کے ہر مشورہ میں ہم چاروں کو شریک کرتے تھے۔ مجھے جامعہ کی تعمیری کمیٹی کا کنوینر بنایا۔ جب کہیں جانے کی ضرورت ہوتی تو علی الصبح گھر تشریف لاتے۔ میرے تیار ہونے تک گھر میں بیٹھے رہتے۔ ۱۹۸۲ء سے وفات ۱۹۹۴ء تک جامعہ کے ناظم رہے۔ جامعۃ الصالحات کے بانی تھے۔ بالآخر یہ خادم قوم وملت ۲۱/ربیع الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۳۰/اگست ۱۹۹۴ء بروز منگل اپنے زندگی کے ایام مکمل کر کے اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا انتقال منگلور ہسپتال میں ہوا، شام کو جنازہ بھٹکل لایا گیا۔ دوسرے دن بروز بدھ ظہر کی نماز کے بعد مسجد ملیہ نوائط کالونی بھٹکل میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور نوائط کالونی قبرستان میں انکی تدفین عمل میں آئی۔ کثیر تعداد میں لوگ جنازہ میں شریک رہے۔ ان کا انتقال پوری قوم وملت کا بہت بڑا خسارہ تھا۔ **اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب النار**

انکی پیدائش غالباً ۱۸/ربیع الاول ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲/ڈسمبر ۱۹۱۹ء بروز جمعہ کو ہوئی۔ حیات منیری صفحہ ۲۵۰ میں ۱۳۲۸ھ لکھا ہے، صحیح نہیں ہے۔

سفر دمام برائے شرکت بھٹکل مسلم خلیج کانفرنس

مؤرخہ ۱۷/۱۸/۱۹/شعبان ۱۴۱۵ء ۱۸/۱۹/۲۰/جنوری ۱۹۹۵ء کو دمام میں بھٹکل مسلم خلیج کانفرنس طے تھی، اس کانفرنس میں شرکت کے لئے دمام کا سفر کرنا پڑا، تین دن کی کانفرنس میں خلیج کونسل اور قومی امور کے متعلق بحث ہوئی، اور مختلف تجاویز منظور کی گئیں۔ پھر عام اجلاس میں ذمہ داران خلیج کونسل نے ممبران سے خطاب کیا، مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع ملا۔ کانفرنس سے فراغت کے بعد لوگوں کی ملاقات کے لئے الخوبر، الحصاء، جبیل، ریاض وغیرہ جانا ہوا۔ ہر جگہ لوگوں نے محبت واکرام سے ملاقات کیں، خصوصی طور پر جناب قاضیا یونس صاحب، جناب ڈاکٹر ضرار صاحب، جناب رکن الدین کاڈلی زاہد صاحب، جناب ائیکری محمد اقبال صاحب، جناب سید حسینا ابوبکر صاحب، جناب پلور صادق صاحب، جناب محتشم مختار صاحب، جناب گوائی وڑاپا باشاہ صاحب، جناب قاضیا عبدالعلیم صاحب، جناب رکن الدین جلال الدین صاحب، جناب کولا عبدالسمیع صاحب وغیرھم قابل ذکر ہیں۔ روزانہ دعوت وغیرہ کا اہتمام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

رابطہ تعلیمی ایوارڈ کی تجویز کی منظوری

اس کانفرنس میں رابطہ سوسائٹی بھٹکل کی طرف سے ہم نے سب سے زیادہ

نمبرات سے کامیاب ہونے والے طلباء کیلئے دس ہزار روپیہ انعام کی تجویز پیش کی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ تجویز منظور ہوئی۔ اس تجویز کا مقصد ہمارے لڑکوں کی تعلیم سے عدم دلچسپی کی وجہ سے انکے اندر تعلیمی بیداری پیدا کرنا تھا کہ بڑے انعام کے خاطر لڑکے محنت کرنے لگیں گے۔ چند سالوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر افسوس کہ بعد میں اس ایوارڈ کی روح کو ختم کرتے ہوئے یہ انعام مختلف طلباء پر تقسیم کر دیا گیا۔

سفر برائے آدائیگی عمرہ

اس کے بعد بذریعہ کار جناب سدی باپا الیاس صاحب، ورکن الدین محمد باپو عبدالقادر باشاہ صاحب کی رفاقت میں عمرہ کی آدائیگی کیلئے مکہ مکرمہ جانا ہوا، رات ہی میں عمرہ سے فارغ ہوئے، محترمی الیاس صاحب عمرہ کے بعد ریاض واپس ہوئے، مگر میں کچھ دن مکہ و مدینہ رہ کر پھر دمام واپس ہوا۔ دمام میں کچھ دن قیام کر کے دبئ کیلئے روانگی ہوئی۔ دبئ کچھ دن قیام کر کے مسقط جانا ہوا۔ مسقط میں کچھ دن قیام رہا، لوگوں سے خوب ملاقاتیں ہوتی رہیں، پرانی یادیں تازہ ہوئیں، بعض لوگوں نے بے اعتنائی بھی کیں، مولوی حفظ الرحمٰن صاحب قاسمی نے خوب خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر دبئ واپسی ہوئی، دبئ چند دن قیام کر کے ممبئ کے راستہ بھٹکل واپس ہوا۔ آیبون تائبون عابدون لربنا حامدون.

تقسیم رابطہ ایوارڈ کا پہلا اجلاس عام

دمام کانفرنس میں رابطہ ایوارڈ کا اعلان ہوا تھا۔ اس کا پہلا اجلاس مؤرخہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۸/ جولائی ۱۹۹۵ء بروز جمعہ بعد عصر بمقام سیما لاڈج، شمس الدین سرکل بھٹکل میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت محترم عبدالرحمٰن باطن صاحب سابق استاذ اسلامیہ اینگلو اردو ہائی اسکول بھٹکل و سابق پرنسپل گورنمنٹ جونیر کالج اڈپی، و سابق استاد عالمی کالج پاکستان، الخبر، و سابق ہیڈ ماسٹر نیشنل ہائی اسکول مرڈیشور نے فرمائی۔ مہمانان خصوصی کے طور پر عالی جناب محتشم عبدالغنی صاحب مرحوم، و مولانا فضل الرحمٰن رحمانی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل، و پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب پرنسپل انجمن کالج بھٹکل، و جناب وینکٹیش صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ اینگلو اردو ہائی اسکول بھٹکل شریک ہوئے۔ نظامت کے فرائض راقم الحروف محمد شفیع قاسمی نے انجام دئے۔ مغرب سے قبل جلسہ برخواست ہوا۔

والد محترم کے ہاتھوں نیا گھر کا سنگ بنیاد و افتتاح

۱۹۹۶ء میں والد محترم حضرت الحاج ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ العالیٰ (خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوری و حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئیؒ) کے ہاتھوں نئے مکان واقع سلمان آباد بھٹکل کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ الحمدللہ اس مکان کی تکمیل کچھ مدت میں ہوئی۔ اور اس کا افتتاح بھی والد محترم کے ہاتھوں

ہوا۔ اس مکان میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا قاری امیر حسن صاحب مدظلہ، حضرت مولانا معین الدین صاحبؒ (سابق شیخ الحدیث مدرسہ امدادیہ مرادآباد وخلیفہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ)، ومولانا اسرارالحق قاسمی، ومولانا اشرف علی صاحب قاسمی بنگلورو وغیرہم تشریف لائے۔

تقسیم رابطہ ایوارڈ کا دوسرا اجلاس عام

رابطہ ایوارڈ کا دوسرا اجلاس عام مؤرخہ جولائی ۱۹۹۶ء کو منعقد ہوا۔ دارالعلوم دیوبند (وقف) کے مہتمم حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مدظلہ العالی اس اجلاس کے مہمان خصوصی تھے۔ بہت کامیاب اجلاس تھا۔ مولانا کے مختلف پروگرامات ہوئے، جس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا۔ خلیج کونسل کے ممبران نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے بہت محنت کیں۔ اس اجلاس کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے۔

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا انتقال پرملال

استاذی حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمیؒ کچھ عرصہ سے جنوبی افریقہ میں مقیم تھے۔ وہیں پر ۱۹/ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ مطابق ۲/ستمبر ۱۹۹۶ء بروز پیر کو حضرت مفتی صاحب کا انتقال ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون. حضرت مفتی صاحب کا انتقال شاگردان، وجملہ متعلقین کے لئے بہت بڑا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے، اوراپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین

مولانا علی میاںؒ کی آمد کے موقع پر پیام انسانیت کا عام اجلاس

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی بھٹکل آمد کے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے ۳۰/شوال ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۰/مارچ ۱۹۹۷ء بروز پیر بعد نماز عصر بمقام انجمن ہائی اسکول گراونڈ بھٹکل میں پیام انسانیت کا ایک عام اجلاس زیر صدارت حضرت الحاج ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ العالی (صدر جامعہ اسلامیہ بھٹکل) منعقد ہوا۔ غیر مسلم حضرات کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ غیر مسلموں کے ذمہ داروں نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس کا آغاز محترم قاری محمد قاسم صاحب مدراس کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کا کنڑ ترجمہ محمد یاسین ملپے نے کیا۔ اس کے بعد استقبالیہ تقریر راقم محمد شفیع قاسمی نے کی۔ جناب محتشم عبدالغنی صاحب مرحوم نے مہمانوں کا تعارف کیا۔ اس کے بعد اسسٹنٹ کمشنر جناب بھنڈاری صاحب نے تقریر کی، جس میں انہوں نے اس طرح کے اجلاس منعقد کرنے پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مبارکباد دی۔ اس کے بعد مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے مختصراً خطاب فرمایا، اس کا کنڑی ترجمہ جناب یاسین ملپے صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد جناب R.N.NAIK سابق وزیر کرناٹک نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد جناب ایس، ایم، سید خلیل الرحمن صاحب (صدر انجمن حامی مسلمین بھٹکل) نے اپنے تاثرات پیش کئے۔ اس کے بعد جناب K.V.PRABHU (صدر مرچنٹ اسوسی ایشن بھٹکل)، وجناب

S.M.YAHYA (سابق وزیر کرناٹک)، وجناب GUNDO RAO (ایوارڈیافتہ برائے فرقہ وارانہ ہم آہنگی) نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد محترم الحاج عبدالکریم پاریکھ صاحبؒ پیام انسانیت پر مفصل خطاب فرمایا۔ صدر مجلس کی مختصر خطاب کے بعد جلسہ بحسن خوبی اختتام پزیر ہوا۔ شکریہ اور نظامت کے فرائض راقم الحروف محمد شفیع قاسمی نے انجام دیئے۔

جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں نائب ناظم کی ذمہ داری

۱۳؍ربیع الاول ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹؍جولائی ۱۹۹۷ء کو جامعہ کی مجلس شوریٰ اور نئے عہدیداران کا انتخاب ہوا۔ جس میں مجھے نائب ناظم منتخب کیا گیا۔

تاریخ ۱۴؍ربیع الاول ۱۴۱۸ھ
20/7/1997

مکرم جناب مولانا محمد شفیع صاحب ملپا قاسمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش کہ جامعہ اسلامیہ کی مجلس شوریٰ منعقدہ مورخہ ۱۳؍ربیع الاول ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹؍جولائی ۱۹۹۷ء میں جامعہ اسلامیہ کے عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا اور آپ کو بالاتفاق جامعہ اسلامیہ کا نائب ناظم منتخب کیا گیا ہے۔ یہ انتخاب برائے ۱۴۱۸ھ تا ۱۴۲۲ھ ماہ ذی الحجہ تک ہے۔

جامعہ اسلامیہ کے اراکین کو امید ہے کہ آپ اس اعزاز کو قبول فرما کر جامعہ

کو قوم کیلئے مفید بنانے میں بھرپور تعاون فرمائیں گے۔ فقط

والسلام ملا حسن
ناظم، جامعہ اسلامیہ بھٹکل

تقسیم رابطہ ایوارڈ کا تیسرا اجلاس عام

رابطہ ایوارڈ کا تیسرا اجلاس عام جولائی ۱۹۹۷ء کو بمقام احاطہ مسجد ملیہ نوائط کالونی منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں بطور مہمان خصوصی جناب ایس، ایم یحیٰ صاحب مرحوم (سابق وزیر کرناٹک)، وجناب بی، اے، محی الدین صاحب (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم کرناٹک) مدعو تھے۔ نظامت کے فرائض راقم محمد شفیع قاسمی نے انجام دئے۔ مغرب سے قبل اجلاس ختم ہوا۔

مولانا شہباز اصلاحیؒ کی بھٹکل آمد اور جامعہ آباد میں چالیس دن قیام

بھٹکل کے بعض طلبہ جو ندوۃ العلماء میں پڑھ رہے تھے، انکی کوشش ودعوت پر مولانا شہباز اصلاحیؒ بھٹکل تشریف لائے۔ اور ذمہ داران جامعہ کی خواہش پر جامعہ آباد میں قیام فرمایا، اور اپنے تجربات ونصائح سے اساتذہ وطلبہ کو مستفیض فرمایا۔ قدیم تعلق کی بنیاد پر راقم اپنے بچوں کے ساتھ روزانہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتا، اور مولانا کی دعا ونصائح سے مستفیض ہوتا۔ بھٹکل سے واپسی پر راقم کے

نام مولانا نے جو خط لکھا وہ پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ندوہ۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

برادر محترم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آتے ہی کوئی عریضہ نہیں لکھ سکا۔ چند دن تو سفر کی بدحواسی سوار رہی۔ اس کے بعد امتحان قریب ہونے کی وجہ سے چھوٹے ہوئے اسباق میں لگ جانا پڑا۔ اب طلبہ تیاری میں لگ گئے۔ ابھی تو موقع ملا ہے۔

اس سفر میں تمام احباب اور بالخصوص آپ کی عنایات کی یاد تا عمر باقی رہے گی اور بُھلانے سے بھی نہیں بھولے گی۔ آپ سے وہاں بھی بار بار ذکر آیا۔ آپ نے جس طرح چالیس دنوں تک اپنی اور اہل خانہ کی صبح کی نیند قربان کرکے بلا ناغہ ’’پیوں‘‘ (دودھ کے ساتھ ملا ہوا حریرہ) پہونچانے کا اہتمام کیا، وہ آپ کے اخلاص وکریم النفسی کی دلیل ہے۔ میں اور تو کچھ نہیں کرسکتا بس صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بہترین اجر سے نوازے۔ دنیا وآخرت میں ہر طرح کی کامیابی عطا فرمائے۔ بال بچوں کو دنیوی اور اخروی فلاح سے ہمکنار کرے۔ آمین۔

میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ زندگی کے جو ایام رہ گئے ہیں عافیت سے گزر جائیں اور خاتمہ بالخیر ہو۔

آپ حضرات نے جس حسن ظن اور محبت واکرام کا معاملہ فرمایا اللہ تعالیٰ اس

کی لاج رکھے۔ اللّٰھم لاتاخذنی بمایقولون واجعلنی خیرا مما یظنون.

والسلام

شہباز

سفر لکھنؤ برائے شرکت تعلیمی کانفرنس

۱۰؍رجب ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۲؍نومبر ۱۹۹۷ء کو ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ایک تعلیمی کانفرنس ہونے والی تھی، جس میں شرکت کے لئے جامعہ اسلامیہ بھٹکل، اور دیگر اداروں کو دعوت نامہ موصول ہوئے تھے۔ تمام اداروں پر مشتمل ایک بہت بڑا وفد ۸؍نومبر ۱۹۹۷ء کو بھٹکل سے روانہ ہوا۔ اس کانفرنس میں امام کعبہ شیخ عبداللہ سُبَیِّل اور امام مسجد اقصیٰ شیخ محمد الصیام مہمان خصوصی تھے۔ بہت کثیر مجمع تھا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، اور امام کعبہ، اور امام مسجد اقصیٰ ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ بڑا نورانی منظر تھا۔ مولانا عبداللہ عباس ندویؒ، اور مولانا سلمان حسینی ندوی نظامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ کانفرنس میں شرکت کے باوجود اس کا ایجنڈہ ہماری سمجھ میں نہ آسکا۔

سفر ہردوئی، رامپور، مرادآباد، اجراڑہ، دیوبند، جلال آباد، تھانہ بھون، دہلی، الہ آباد، کلکتہ، وجے واڑہ، ومدراس

کانفرنس سے فراغت کے بعد ۱۶؍نومبر ۱۹۹۷ء کو حضرت مولانا شاہ

ابرارالحق صاحبؒ کی زیارت وملاقات کے لئے ہردوئی روانہ ہوئے۔ ہردوئی پہنچ کر حضرت مولاناؒ کی ملاقات ہوئی۔ ایک دن ایک رات قیام رہا۔ حضرت نے بہت ہی محبت وشفقت کا معاملہ فرمایا۔ تمام مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام فرمایا۔ حضرت کی مجلس میں بیٹھنے کا موقع نصیب ہوا۔ ہماری درخواست پر (ناسازی صحت کے باوجود) مغرب کی امامت فرمائی۔ دل کو بہت سکون ہوا۔ طالب علمانہ زندگی یاد آئی۔ اس سفر میں حضرت والد صاحب مدظلہ، جناب رکن الدین عثمان صاحب مرحوم، صدیقا محمد میراں صاحب، محتشم برنی ہاشم صاحب، لوناوسیم صاحب، شاہ بندری محمد غوث مرحوم، وبرادر محمد رفیع صاحب ساتھ تھے۔ ہردوئی سے رات کی گاڑی سے رامپور کیلئے روانہ ہوئے۔ ۱۸/نومبر کی صبح کورام پور پہنچے۔ اسٹیشن پر مولوی عبدالمقیت قاضیا بھٹکلی اورعزیزم مسعود احمد (صاحبزادہ جناب محمد فاروق منے میاں) حاضر تھے۔ انہی کے ہمراہ ان کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ محترم فاروق صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ پر اتنے لوگوں کے قیام کا انتظام کیا۔ ہرطرح کے آرام کا خیال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ رامپور میں مدرسہ جامعۃ المعارف میں حاضری دی، بچوں کے پروگرام میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ اس مدرسہ کے روح رواں مولوی عبدالمقیت صاحب قاضیا بھٹکلی ہیں۔ مدرسہ کی تعلیم، نظم ونسق بہت ہی اچھا ہے۔ شہر کے بازار جانا ہوا۔ اور جامع مسجد رامپور حاضر ہوکر دوگانہ نماز ادا کی گئی۔ بہت ہی پرشکوہ مسجد

ہے۔ اس کے بعد درسگاہ جماعت اسلامی جانا ہوا۔ چھٹی کی وجہ سے صرف عمارت اور کتب خانہ دیکھنے کا موقع ملا۔

پھر عصر کو مرداآباد کیلئے نکلے، مرادآباد میں مدرسہ شاہی (میں نے وہاں ایک سال پڑھا تھا) تھوڑی دیر کیلئے حاضر ہوئے۔ مہتمم مدرسہ حضرت مولانا رشید الدین صاحب قاسمیؒ (خلیفہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ) سے ملاقات ہوئی، مولانا نے چائے کے ساتھ مہمان نوازی کی، پھر اس کے بعد مدرسہ سے متصل مرادآباد کی ایک فعال شخصیت جناب حافظ صدیق صاحب (سابق وزیر) کی رہائش گاہ پر حاضر ہوئے۔ وہیں پر مدرسہ امدادیہ مرادآباد کے شیخ الحدیث حضرت مولانا معین الدین صاحبؒ (خلیفہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ) سے ملاقات ہوئی۔ انکو بھٹکل آنے کی دعوت دی گئی۔ مغرب سے قبل مرادآباد سے روانہ ہوکر رات کورامپور پہنچے۔

دوسرے دن ۱۹/نومبر کو بذریعہ ریل بوقت عصر ہاپور پہنچے۔ اسٹیشن پر جناب محترم مولانا گلزار صاحب، ومولانا عقیل صاحب استقبال کیلئے حاضر تھے۔ انکی معیت میں بذریعہ کار اجراڑہ کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ بہت خراب تھا۔ شام کو اجراڑہ پہنچے۔ جہاں حضرت مولانا عبداللہ مغیثی صاحب مدظلہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ قیام مولانا کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ گلزار حسینیہ اجراڑہ میں رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد دہلی سے جناب محتشم عبدالغنی صاحب ومولانا عبدالعزیز صاحب بھٹکلی ندوی

وغیرہما اجراڑہ پہنچے۔ رات کو مہمانان کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں بچوں کا پروگرام اور مہمانان کی تقریریں ہوئیں۔ مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع ملا۔ انگریزوں کے خلاف بغاوت کے عنوان سے ایک ڈرامہ پیش کیا گیا، جو بہت ہی اچھا تھا۔ اس علاقہ میں اس مدرسہ اور مولانا عبداللہ مغیثی مدظلہ کا اچھا اثر ہے۔ اور مولانا کی زیر نگرانی یہ مدرسہ ترقی کر رہا ہے۔ وسیع وخوب صورت مسجد تعمیر ہو رہی تھی، اور مسجد واسکول کے کمرہ بھی تعمیر ہو رہے تھے۔ مولانا اور انکے رفقاء نے مہمانوازی کا حق ادا کردیا۔ دوسرے دن ۲۰؍نومبر کی صبح مولانا گلزار صاحب اور مولانا عقیل قاسمی کے ہمراہ دیوبند، جلال آباد، تھانہ بھون کا سفر بذریعہ کار ہوا۔ دوپہر کو دیوبند پہنچے، دارالعلوم دیوبند، ووقف دارالعلوم دیوبند، ومدرسہ اصغریہ دیوبند میں حاضری دی۔ مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) کے اصرار پر دوپہر کا کھانہ مہمان خانہ میں کھایا گیا۔ نائب مہتمم مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی نے ہمارے لئے کھانے کا انتظام فرمایا۔ دارالعلوم کا کتب خانہ، مسجد رشید، دارالحدیث وغیرہ کی سیر کی گئی، پھر قبرستان قاسمی میں حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، اور حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ وغیرہم کے مزار پر حاضر ہوکر ان کیلئے دعا مغفرت کی گئیں۔ ہمارے تمام رفقاء دارالعلوم دیوبند کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے۔ چونکہ ہمارے پاس وقت کم تھا، اسلئے کھانے کے فوراً بعد دیوبند سے روانہ ہوئے۔ عصر کے وقت جلال آباد پہنچے، مدرسہ مفتاح العلوم پہنچ کر وہاں عصر کی نماز ادا کی گئی۔ پھر مولانا مسیح اللہ صاحبؒ کے مزار پر حاضر ہوکر دعا مغفرت کی گئی۔ پھر وہاں سے تھانہ بھون کے لئے روانہ ہوئے۔ تھانہ بھون میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ یہ خانقاہ اپنے زمانہ کی مشہور خانقاہ تھی۔ یہاں پر مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا قیام تھا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے وعظ ودرس کے ذریعہ دین اسلام کی خوب خدمت کی۔ مولانا کی زندگی میں اس جگہ پر بہت ہی چہل پہل رہتی تھی، روزانہ کتنے علماء وفضلاء، وعام الناس مولانا کی مولاقات کے لئے یہاں آتے رہتے تھے، لیکن آج یہاں سناٹا ہے۔ اس کے بعد مولانا تھانویؒ کی قبر پر حاضر ہوئے، اور وہاں دعا مغفرت کی گئی۔ یہاں پر والد صاحب مدظلہ ودیگر ساتھیوں پر رقت طاری ہوگئی۔ ماضی کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے نم آنکھوں اور شکستہ دل کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے۔ رات کو اجراڑہ پہنچے۔ رات گزار کر ۲۱؍نومبر ۱۹۹۷ء کی صبح اجراڑہ سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ دہلی میں آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ، وآل انڈیا ملی کونسل، وترجمان دارالعلوم، ومرکزی جمیعۃ العلماء کے دفتر میں حاضر ہوئے، اور وہاں کے ذمہ داروں سے ملاقاتیں کیں، خصوصاً مولانا اسرار الحق قاسمی، ومولانا فضیل احمد قاسمیؒ۔ اس کے بعد نظام الدین میں تبلیغی مرکز اور حضرت نظام الدینؒ کے مزار پر گئے۔ جمعہ کی نماز تبلیغی مرکز میں ادا کی، اور وہیں پر کھانا کھایا گیا۔ مولانا سعد

صاحب نے اپنے ہاتھوں سے کھانا تقسیم کیا، اور آخر تک مہمانوں کی ضیافت کرتے رہے۔ ابتداء ہی میں یہ رنگ ہے، تو انشاء اللہ مستقبل میں مولانا سے بہت امیدیں کی جاسکتی ہیں۔ تبلیغی مرکز مرجع خلائق ہے۔ عجیب روحانی ونورانی منظر ہوتا ہے۔ دن ورات جماعتیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا لگایا ہوا یہ پودا پھل پھول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نظر بد اور شرور وفتن سے محفوظ رکھے۔ آمین

عصر کے وقت دہلی سے الہ آباد کیلئے بذریعہ ریل روانہ ہوئے۔ ۲۲؍نومبر سنیچر کی صبح الہ آباد پہنچے۔ الہ آباد حضرت والد صاحب مدظلہ کے شیخ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب فتحپوریؒ کی قیام گاہ ہے۔ والد صاحب کی خواہش تھی کہ ایک مرتبہ الہ آباد کا سفر ہو، الہ آباد میں حضرت مولانا قمر الزماں صاحب مدظلہ کے یہاں قیام رہا۔ والد صاحب مولانا قاری مبین صاحب کی ملاقات کیلئے ان کے گھر گئے۔ پورا دن الہ آباد کی سیر کی گئیں۔ گنگا جمنا کا سنگم دیکھنے کیلئے گئے۔ بڑا عجیب منظر تھا۔ مولانا محمد احمد پرتا پگڈھیؒ کی قبر پر حاضر ہوکر دعا مغفرت کی گئی۔ رات گزار کر صبح لکھنؤ کے لئے روانگی ہوئی۔

۲۳؍نومبر بروز اتوار، صبح دس بجے لکھنؤ پہنچے۔ ایک دن ایک رات ندوۃ العلماء لکھنؤ قیام کر کے ۲۴؍نومبر کی عصر کے وقت لکھنؤ سے کلکتہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ۲۵؍نومبر بروز منگل دوپہر کے وقت کلکتہ پہنچے۔ کلکتہ میں جناب محتشم برنی ہاشم صاحب کی رہائش گاہ پر قیام رہا۔ ہاشم صاحب نے کلکتہ کی خوب سیر کرائی۔ میٹرو (اندرون زمین) ریل پر سفر کروایا۔ ہگلی کا پل، ووکٹوریہ میوزم، وسائنس سٹی وغیرہم کی خوب سیر کرائی۔ سب لوگ محظوظ ہوئے۔ رات کو بھٹکل مسلم ایسوسی ایشن کلکتہ کی طرف سے مہمانوں کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں مہمانوں کا استقبال کیا گیا۔ محترم والد صاحب مدظلہ، وجناب رکن الدین عثمان صاحب مرحوم، وراقم الحروف کی تقریریں ہوئیں۔ بھٹکل مسلم ایسوسی ایشن کلکتہ بھٹکلی مسلمانوں کی قدیم ایسوسی ایشن ہے۔ والد صاحب جب کلکتہ میں مقیم تھے، اس کے ممبر وعہدیدار تھے۔ چار دن کلکتہ میں قیام کر کے ۲۹؍نومبر سنیچر کی صبح کلکتہ سے وجے واڑہ کے لئے روانہ ہوئے۔

۳۰؍نومبر اتوار کی صبح وجے واڑہ پہنچے۔ وجے واڑہ میں نورنگ بیکری میں قیام رہا۔ یہ بیکری جناب محتشم عبدالغنی صاحب مرحوم، وجناب رکن الدین سکری صاحب، وجناب شاہ بندری (حامدا) عرفان صاحب مرحوم، وجناب کولا سکری صاحب وغیرہم نے قائم کی تھی۔ ماشاء اللہ یہ بیکری پورے وجے واڑہ میں مشہور ومعروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں خوب برکت عطا فرمائی۔ اس کی برکت سے کئی سوپر مارکٹ چل رہے ہیں۔ وجے واڑہ میں تمام شرکاء نے مہمانوں کا استقبال کیا، خوب مہمان نوازی کی۔ اپنے اسٹاف کو جمع کر کے دینی گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ وجے واڑہ سے مدراس کے لئے روانہ ہوئے۔ شاہ بندری پالیکاٹ کی رہائش گاہ پر قیام رہا۔ جناب ایس، ایم،

سیدمحی الدین مارکیٹ وغیرہ نے مہمانوں کا خوب خیال رکھا۔ جناب شاہ بندری (امریکن) محسن صاحب ومحسن صاحب مولانا ودیگر بھٹکلی حضرات نے والدصاحب مدظلہ سے ملاقاتیں کیں۔ مدراس سے بذریعہ ریل منگلور پہنچے، پھر بخیر وعافیت اللہ کی مدد ونصرت کے ساتھ بھٹکل پہنچے۔ **اللّٰھم لک الحمدولک الشکر.**

سفر پونہ برائے شرکت عالمی رابطہ ادب اسلامی کانفرنس

۱۱/۱۲/صفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۶/۷/جون ۱۹۹۸ء کو پونہ میں رابطہ ادب اسلامی کی طرف سے کانفرنس ہونے والی تھی، اس میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہوا تھا۔ جناب محتشم عبدالغنی صاحب مرحوم، ومولوی الیاس صاحب سلمہ کے اصرار پر ہم نے اس کانفرنس میں شرکت کا فیصلہ کیا۔ بھٹکل سے محتشم عبدالغنی صاحب مرحوم، مولوی الیاس صاحب سلمہ اور راقم محمد شفیع قاسمی پر مشتمل ایک وفد پونہ کیلئے بذریعہ کار روانہ ہوا۔ یہ کانفرنس حاجی غلام محمد اعظم ایجوکیشن ٹرسٹ کے زیر اہتمام ہورہی تھی۔ جناب انیس چشتی صاحب اس کے روح رواں تھے۔ پہلا سشن مخلوط تھا۔ توجہ دلانے پر باقی سشن کے لئے عورتوں کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا۔ کانفرنس کا نظم ونسق بہت ہی عمدہ تھا۔ راقم کو بھی اپنے تاثرات بیان کرنے کا موقع ملا۔ یہ کانفرنس حضرت مولانا علی میاںؒ کی صدارت میں ہورہی تھی۔

تقسیم رابطہ ایوارڈ کا چوتھا اجلاس عام

رابطہ ایوارڈ کا چوتھا اجلاس عام مؤرخہ ۱۹۹۸ء کو بمقام احاطہ مسجد ملیہ نوائط کالونی منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں بطور مہمان خصوصی حضرت مولانا عبداللہ مغیثی صاحب قاسمی مدظلہ، و جناب روشن بیگ (وزیر مملکت برائے داخلہ حکومت کرناٹک) مدعو تھے۔ مہمانوں کی تقریر کے علاوہ امتیازی نمبرات سے کامیاب ہونے والے طلباء کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ نظامت کے فرائض راقم الحروف محمد شفیع قاسمی نے انجام دئے۔ مغرب سے قبل جلسہ بحسن خوبی اختتام پزیر ہوا۔ اس کے علاوہ مولانا موصوف کے مختلف پروگرام بھی ہوئے۔

گوا میں مدرسہ کا قیام

گوا ہندوستان کا ایک مشہور سیاحتی صوبہ ہے۔ آبادی اور رقبہ کے حساب سے اگرچہ چھوٹا ہے، مگر شہرت اور سیاحت کے اعتبار سے بڑا مقام رکھتا ہے۔ ۱۹۶۰ء سے پہلے یہاں پرتگیزوں (Portugues) کی حکومت تھی۔ حکومت ہند نے فوجی کاروائی کے ذریعہ اس کو آزاد کروایا۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی بھی کم ہے، اور عسائیت کی چھاپ بھی زیادہ تھی۔ اب زعفرانی رنگ کا بھی اثر ہونے لگا ہے۔ مسلمانوں کا تشخص نہ ہونے کے برابر تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ تبلیغی جماعت کے اثرات سے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہورہی ہے، اور اسلامی رنگ بھی نظر آنے لگا ہے۔ جولائی ۱۹۹۸ء کو مولانا عبداللہ مغیثی مدظلہ کو لینے کیلئے گوا جانے کا اتفاق

ہوا۔ جب ائیر پورٹ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ جہاز (Flight) لیٹ (Late) ہے۔ دوپہر کی نماز اور کھانے کیلئے ہمیں جگہ کی ضرورت ہوئی، ہمیں اس بات کا بہت ہی شدت سے احساس ہوا کہ گوا میں ایک علمی ودینی مرکز ہونا چاہئے، جہاں پر اہل علم حضرات بلا تکلف آسکیں۔ جگہ کی تلاش کرتے کرتے برلا کی ایک مسجد نظر آئی، اندر داخل ہوئے، ظہر کی نماز ادا کی، نماز کے بعد کھانے کیلئے مدرسہ چلے گئے۔ وہاں مولوی عبدالاحد صاحب قاسمی سے ملاقات ہوئی، جو وہاں کے استاد تھے۔ انکی اجازت سے وہاں کھانا کھایا۔ دوران گفتگو ہم نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہاں پر ایک بڑا علمی ودینی مرکز ہونا چاہئے۔ کھانے کے بعد ہم لوگ ائیر پورٹ گئے، اور مولانا مغیثی صاحب کو لے کر پھر برلا کے مدرسہ میں آئے۔ مولانا نماز اور کھانے سے فارغ ہوئے، تو ہم لوگ بھٹکل کیلئے روانہ ہوئے۔ مولوی عبدالاحد صاحب نے اپنے جاننے والوں سے ہماری اس خواہش کا اظہار کیا اور اس تخیل کو آگے بڑھایا۔ کچھ عرصہ کے بعد مولوی عبدالاحد صاحب ایک وفد لے کر بھٹکل ہمارے پاس آئے، اور مدرسہ کے قیام کے سلسلہ میں گفتگو کی۔ الحمدللہ باہمی مشورے کے بعد ۱۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۰؍ ستمبر ۱۹۹۸ء کو مدرسہ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے بعد یہ وفد گوا واپس جا کر مدرسہ کی افتتاح کی تیاری میں لگ گیا، اور اللہ کے نام پر چھوٹے بچوں کو قرآن، ودعاؤں کے پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا۔ الحمدللہ یہ مدرسہ مختلف نشیب وفراز سے گزر

کر ابھی تک چل رہا۔ اس کی نئی عمارت بھی تعمیر ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو ترقی عطا فرمائے اور دین واسلام کا مینارہ بنائے۔ آمین

سفر گوا برائے شرکت پہلا سالانہ اجلاس

۲۳؍ شعبان ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۳؍ ڈسمبر ۱۹۹۸ء کو مدرسہ کا پہلا سالانہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں چھوٹے چھوٹے بچوں نے دعاء، نظم، وتقاریر کا پروگرام پیش کیا اور علماء کے بیانات بھی ہوئے۔ بھٹکل سے مندرجہ ذیل علماء شریک ہوئے۔

۱) مولانا صادق صاحب ندوی (معاون ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل)
۲) مولانا محمد شفیع صاحب قاسمی (نائب ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل)
۳) مولانا عبدالباری صاحب ندوی (نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل)
۴) مولانا عبدالرب صاحب ندوی (صدر مجلس احیاء المدارس بھٹکل)
۵) مولانا الیاس صاحب ندوی (استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل)

یہ مدرسہ ابتدائی چند سالوں میں ترقی کی راہ پر گامزن رہا۔ مگر افسوس کہ بعض تاسیسی ممبران کی علیحدگی اور بعضوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے اس کی ترقی کی رفتار سست رہی، اور جن امیدوں سے مدرسہ قائم کیا گیا تھا، اس پر پوری طرح نہیں اتر سکا۔ الحمدللہ اب اسکی شاندار وخوب صورت عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب اس کا افتتاح ہونے والا ہے۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ نئے عزم اور نئے حوصلہ کے ساتھ نئی عمارت میں یہ مدرسہ ترقی کی راہ پر چلے گا۔ وما توفیقی

الاباللہ علیہ توکلت والیہ انیب

اس کی پہلی مجلس انتظامیہ اس طرح تشکیل پائی۔

۱) سرپرست	حضرت مولانا عبداللہ مغیثی صاحب قاسمی مدظلہ، اجراڑہ، یوپی
۲) سرپرست	حضرت مولانا محمد شفیع صاحب قاسمی مدظلہ، بھٹکل، کرناٹک
۳) صدر	جناب عبدالرحیم (عبدالجلیل) صاحب شیخ، گوا
۴) نائب صدر اول	جناب محمد غوث صاحب انگیری
۵) نائب صدر دوم	جناب مولانا عبدالسمیع صاحب مظاہری
۶) ناظم	جناب مولانا عبدالاحد صاحب قاسمی
۷) نائب ناظم	جناب قاری منظور احمد صاحب
۸) خزانچی	جناب عبدالرب مومن صاحب
۹) محاسب	جناب مولانا حافظ سعید صاحب قاسمی
۱۰) ممبر	جناب مولانا مجاہد اعظم ندوی
۱۱) ممبر	جناب مولانا صلاح الدین صاحب
۱۲) ممبر	جناب منور خان صاحب
۱۳) ممبر	جناب اختر صاحب شیخ
۱۴) ممبر	جناب انجنیر شکیل احمد صاحب شیخ
۱۵) ممبر	جناب محمد الطاف صاحب شیخ
۱۶) ممبر	جناب آصف صاحب شیخ

سفر کیرالہ و کوئمبتور برائے وصولی جامعہ اسلامیہ بھٹکل

اس سال خلیج سے چندہ کی کمی کی وجہ سے جامعہ کی مالی حالت اچھی نہیں تھی، شعبان تک کہ مصارف کا پورا ہونا مشکل تھا۔ اسلئے مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ بھٹکل اور اندرون ہند میں مالی فراہمی کی کوشش کی جائے۔ اسلئے مختلف جگہ پر وفود تشکیل دئے گئے۔ اس میں سے ایک وفد کیرالہ وغیرہ کیلئے تشکیل دیا گیا۔ جس میں جناب محتشم عبدالغنی صاحب مرحوم، جناب حسن شبر صاحب دامودی مرحوم، وراقم الحروف محمد شفیع قاسمی شامل تھے۔ کارکی ڈراورنگ جناب رکن الدین بندو عبداللہ صاحب کررہے تھے۔ ہم لوگ بھٹکل سے منگلور پہنچے۔ منگلور میں چندہ کا کام کیا۔ جناب ایس، ایم، ارشد صاحب کے یہاں کھانا کھایا، پھر کالیکٹ کیلئے روانہ ہوئے۔ کالیکٹ میں دودن قیام رہا، طعام کا نظم اکثر جناب شاہ بندری پٹیل اسماعیل باپو صاحب کے یہاں رہا۔ لوگوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اللہ کے فضل سے سب نے تعاون کیا۔ پھر وہاں سے منجیری ہوتے ہوئے پالیگاٹ پہنچے، جمعہ کی نماز وہاں پڑھی، ننگے سر، چھوٹا کرتہ پہنے ہوئے امام کے پیچھے نماز پڑھ کر بڑا تکدر ہوا۔ جناب محسن صاحب میٹرو کے یہاں کھانا کھایا۔ پھر جناب ایس، ایم، شبیر صاحب سے ملاقات ہوئی، سب نے جامعہ کا تعاون کیا۔ اس کے بعد ائیرناکولم کیلئے روانہ ہوئے۔ رات کو ائیرناکولم پہنچے، مولانا کمپنی کی رہائش گاہ میں قیام رہا۔

ایک دن قیام کرکے کالیکٹ واپسی ہوئی۔ راستہ میں بارہ بجے رات کار خراب ہوئی۔ بہت ہی مشکل سے کالیکٹ پہنچے، پھر کالیکٹ سے بھٹکل کیلئے واپسی ہوئی۔

سفر بنگلور برائے شرکت رابطہ ادب اسلامی سیمینار

۹؍۱۰؍۱۱؍ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۶؍۲۷؍۲۸؍فروری ۱۹۹۹ھ، جمعہ تا اتوار کو دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور میں رابطہ ادب اسلامی کی طرف سے ایک سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں مختلف نمائندے شریک ہوئے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی صدارت میں یہ سیمینار منعقد ہوا۔ راقم الحروف محمد شفیع قاسمی بھی رابطہ کی دعوت پر اس سیمینار میں شریک ہوا۔

سفر دبئ برائے شرکت چھٹی کانفرنس بھٹکل مسلم خلیج کونسل

۲۸؍ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۵؍۱۶؍اپریل ۱۹۹۹ء کو بھٹکل مسلم خلیج کانفرنس منعقد ہونے والی تھی، اسلئے ۱۴؍اپریل ۱۹۹۹ء کو دبی کا سفر کرنا پڑا۔ یہ کانفرنس میرے لئے خلیج کونسل کی شرکت کے اعتبار سے آخری کانفرنس ثابت ہوئی۔ وہاں پہنچ کر احساس ہوا کہ اب ہماری وہاں ضرورت نہ رہی۔ ایک مضحکہ آمیز تجویز منظور ہوئی کہ رابطہ سکریٹری (رابطہ انچارج) بلاتنخواہ کے خدمت نہیں کرسکتا۔ کانفرنس سے فراغت کے بعد چند دن دبئ رہ کر ۱۲؍محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۰؍اپریل ۱۹۹۹ء بروز جمعہ علی الصبح بذریعہ ہوائی جہاز ممبئ پہنچا۔ ممبئ میں دو دن رہنا پڑا، اسلئے کہ بھٹکل جانے کیلئے ٹکٹ نہ مل سکا۔ اس سفر میں میرے ساتھ

میری ہمشیرہ اور بھانجی تھی۔ بھٹکل کے دو احباب ٹکٹ بک کرانے کے بہانہ پیسہ لے کر دھوکہ سے ریل پر بیٹھا دیا۔ پورا راستہ بہت ہی آزمائش سے گزرا۔ اللہ کے فضل و مدد سے کسی طرح بھٹکل پہنچے۔

رابطہ سوسائٹی بھٹکل کی عمارت کا سنگ بنیاد

رابطہ سوسائٹی کے قیام کے وقت سے دفتر اور ٹیمپو کے رکھنے کیلئے ایک جگہ کی ضرورت محسوس ہورہی تھی۔ مسلسل تلاش کے بعد ایک جگہ خریدی گئی۔ اور اس جگہ پر تعمیر کیلئے ایک عالی شان عمارت کا پلان تیار کیا گیا اور ۷؍ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۲؍جولائی ۱۹۹۹ء جمعرات کی صبح مولانا سلمان صاحب ندوی (استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کے ہاتھوں رابطہ سوسائٹی بھٹکل کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اب اس جگہ پر ایک عالی شان عمارت تعمیر ہوچکی ہے۔ افسوس کہ سنگ بنیاد کے بعد میرا رابطہ سے تعلق ختم ہوگیا اور افتتاحی تقریب میں شرکت کا موقع نصیب نہیں ہوا۔

تقسیم رابطہ ایوارڈ کا پانچواں اجلاس عام

رابطہ ایوارڈ کا پانچواں اجلاس عام مؤرخہ ۷؍ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۲؍جولائی ۱۹۹۹ء بروز جمعرات بعد عصر بمقام انجمن ہائی اسکول بھٹکل گراونڈ منعقد ہوا۔ مولانا سلمان صاحب حسینی ندوی حفظہ اللہ کو اس اجلاس میں بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا تھا۔ جلسہ کے علاوہ بھی مولانا کے مختلف پروگرام ہوئے۔ مولانا کی تقریر کے علاوہ انجمن ہائی اسکول، جامعہ اسلامیہ، شمس ہائی اسکول، انجمن آرٹس

سائنس اینڈ کامرس کالج، انجمن کالج فار مین، انجمن گرلس ہائی اسکول، جامعۃ الصالحات کے آخری درجہ میں سب سے زیادہ نمبرات سے کامیاب ہونے والے طلباء کو رابطہ ایوارڈ دیا گیا۔ جناب ایس، ایم سید خلیل الرحمٰن صاحب (صدر رابطہ سوسائٹی بھٹکل) نے صدارت کے فرائض انجام دئے۔ نظامت کے فرائض راقم محمد شفیع قاسمی (سکریٹری رابطہ سوسائٹی بھٹکل) نے ادا کئے۔ مغرب سے قبل جلسہ ختم ہوا۔

سفر گوا برائے شرکت دوسرا سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۱۸؍شعبان ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷؍نومبر ۱۹۹۹ء بروز سنیچر کو جامعۃ المعارف کا دوسرا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ حضرت مولانا معین الدین صاحبؒ (شیخ الحدیث مدرسہ امدادیہ مرادآباد، وخلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا تھا۔ اس موقع پر مسجد صدیق کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ مولانا کی آمد سے وہاں کے لوگوں پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ دوبارہ آنے کے وعدہ کے ساتھ مولانا واپس ہوئے تھے، مگر چند سالوں کے بعد مولانا اپنے رب سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

شیخ الحدیث مولانا معین الدین صاحبؒ کا سفر بھٹکل

گوا کے پروگرام کے بعد مولانا معین الدین صاحبؒ (شیخ الحدیث مدرسہ امدادیہ مرادآباد) ہماری دعوت پر بھٹکل تشریف لائے۔ مولانا کے قیام کا انتظام جامعہ اسلامیہ بھٹکل کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے تحت جامعہ آباد میں کیا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ جب اسٹیشن سے جب مولانا کو مہمان خانہ جامعہ آباد لے جایا گیا، تو مہمان خانہ بند تھا۔ اور مولوی مقبول کے علاوہ کوئی بھی استقبال کے لئے حاضر نہ تھا۔ اس واقعہ سے مجھے بہت شرمندگی ہوئی۔ کافی دیر انتظار کے بعد ہم نے مولانا کو اپنی رہائش گاہ واقع سلمان آباد پر قیام کا انتظام کیا۔ مولانا پر اس کا بہت برا اثر پڑا، اور مولانا کی صحت بھی متاثر ہوئی۔ اس موقع پر ڈاکٹر جمیل صاحب گوائی نے علاج کے سلسلہ میں بہت تعاون کیا۔ دو دن قیام کے بعد مولانا واپس تشریف لے گئے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا سانحہ ارتحال

مارچ ۱۹۹۹ء کو حضرت مولانا بھٹکل تشریف لائے تھے، اس وقت سے مولانا کی علالت کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ کمزوری ونقاہت بہت تھی۔ لکھنؤ پہنچنے کے بعد مولانا کی بیماری میں اضافہ ہوا۔ علاج کا سلسلہ جاری رہا۔ کبھی افاقہ ہوتا، کبھی بیماری میں اضافہ ہوتا۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر وقت موعود آپہنچا۔ مورخہ ۲۲؍رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۱؍ڈسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعہ بحالت روزہ سورہ یاسین کی تلاوت کرتے ہوئے حضرت مولانا اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا اپنے وقت کے ایک بہت بڑے عربی ادیب تھے۔ زہد وتقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ امت مسلمہ کی فکر میں بے چین و بے قرار رہتے تھے۔ مجھے بچپن سے حضرت مولانا سے محبت وعقیدت رہی،

اور جب تک جامعہ میں رہا، حضرت مولانا کی سرپرستی وشفقت حاصل رہی، مسقط جانے کے بعد اپنا ذاتی تصدیق نامہ بھی عنایت فرمایا۔ مولانا کا انتقال میرے لئے باعث رنج وملال ہوا۔

نقل تصدیق نامہ

١/٦/١٤٠٠ھ   ١٧/١٤/٨٠م

بسم الله الرحمن الرحيم

إلى من يهمه الأمر:

الحمدلله والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد، فانه يسرنى أن أقوم بالشهادة للمكرم محمد شفيع شهاب، فانه درس فى عدد من المعاهد العلمية والدينية الاسلامية، مثل المدرسة الاسلامية هردوئى، وفى مدرسة دارالعلوم ندوة العلماء، ونال شهادة الفراغ من جامعة ديوبند، واشتغل بالتدرس والادارة فى المعهد الاسلامى المدعو بالجامعة الاسلامية فى بهاتكل.

وهو شاب عالم مثقف حائز لخبرة حسنة فى مجال الدراسة والادارة وأظن أنه كف لأى عمل اسلامى يناسب بكفائته العلمية يسنده اليه فى المجال الاسلامى، ويسرنى نجاحه فى آماله،

والله ولى التوفيق.   كتبه الفقير إلى الله

أبو الحسن على الحسنى الندوى

ترجمہ: بعد حمد وثنا اور صلاۃ وتسلیم عرض ہے کہ مجھے عزیز مکرم محمد شفیع سلمہ کے لیے تصدیق نامہ تحریر کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ انہوں نے مختلف علمی، دینی واسلامی اداروں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ مثلاً مدرسہ اسلامیہ ہردوئی، ودارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، اور سند فراغت جامعہ دیوبند سے حاصل کی ہے، اور جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں تدریسی وانتظامی خدمات انجام دی ہے۔ اور وہ ایک نیک نوجوان عالم ہیں۔ انکو تدریسی اور انتظامی امور کا اچھا تجربہ ہے۔ اسلئے میرا خیال ہے کہ وہ ہر طرح کا ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں جو انکو دی جائے۔ مجھے انکی کامیابی اور ترقی پر خوشی ہے۔ واللہ ولی التوفیق   ابوالحسن علی ندوی

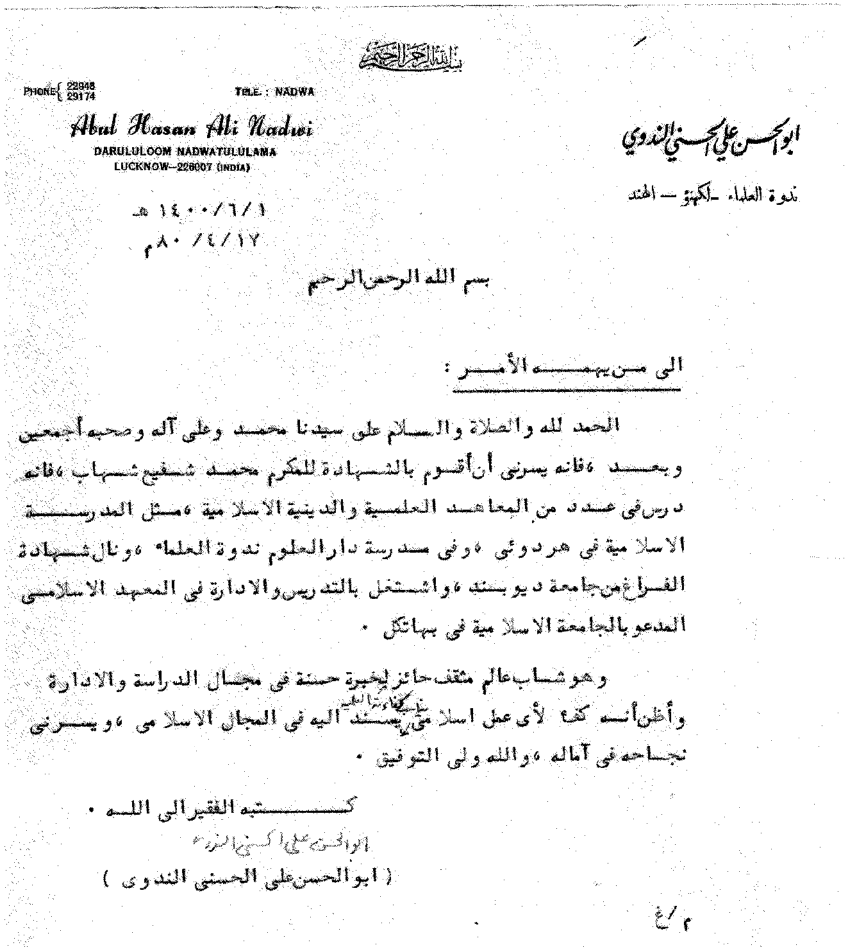

بسم اللہ الرحمن الرحیم

PHONE 22948 / 29174
TELE. : NADWA
Abul Hasan Ali Nadwi
DARULULOOM NADWATULULAMA
LUCKNOW—226007 (INDIA)

ابوالحسن علي الحسني الندوي
ندوة العلماء - لكهنؤ — الهند

١٤٠٠/٦/١ هـ
١٩٨٠/٤/١٢م

بسم الله الرحمن الرحيم

الى من يهمه الأمر :

الحمد لله والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد ، فانه يسرني أن أقوم بالشهادة للمكرم محمد شفيع شهاب ، فانه درس في عدد من المعاهد العلمية والدينية الاسلامية ، مثل المدرسة الاسلامية في هردوئي ، وفي مدرسة دار العلوم ندوة العلماء ، ونال شهادة الفراغ من جامعة ديوبند ، واشتغل بالتدريس والادارة في المعهد الاسلامي المدعو بالجامعة الاسلامية في بهاتكل .

وهو شاب عالم مثقف حائز لخبرة حسنة في مجال الدراسة والادارة وأظن أنه كفء لأي عمل اسلامي يناسب كفاءته العلمية يسند اليه في المجال الاسلامي ، ويسرني نجاحه في آماله ، والله ولي التوفيق .

كتبه الفقير الى الله .
ابوالحسن علي الحسني الندوي
(ابو الحسن علي الحسني الندوى)

م/غ

سفر شیموگہ برائے ملاقات حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ

محترم برہان الدین باشاہ صاحب مرحوم کے ذریعہ معلوم ہوا کہ استاذی حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی شیموگہ تشریف لا رہے ہیں۔ مولانا کی ملاقات

لئے شیموگہ کا سفر کرنا پڑا۔ مولانا کی ملاقات اور شادی کی تقریب میں شرکت کے بعد رات قیام کر کے صبح بھٹکل کے لئے روانگی ہوئی۔ اس سفر میں محترم برہان الدین باشاہ صاحب صدیقی مرحوم، وجناب عبدالوہاب حکیم ساتھ تھے۔

سفر دہلی برائے شرکت آل انڈیا ملی کونسل اجلاس

ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق مارچ ۲۰۰۰ء دہلی میں آل انڈیا ملی کونسل کا اجلاس منعقد ہونے والا تھا، اس میں شرکت کیلئے مجھے اور ڈاکٹر بدرالحسن صاحب معلم مرحوم کو دعوت نامہ موصول ہوا تھا۔ ہم دونوں اس اجلاس میں شرکت کیلئے بذریعہ منگلا ایکسپریس دہلی پہنچے، وہاں منتظمین کا آپس میں تال میل نظر نہیں آیا، ہم دونوں کو ایک ہوٹل میں پہنچایا گیا۔ دو دن وہاں قیام رہا۔ اجلاس میں شرکت ہوئی۔ کوئی خاص گرمی نظر نہیں آئی۔ دو دن سے کسی منتظم سے ملاقات بھی نہ ہوسکی۔ ڈاکٹر بدرالحسن صاحب وہاں سے بھٹکل واپس ہوئے، اور راقم لکھنؤ کیلئے روانہ ہوا۔ خواہش تھی کہ رائے بریلی جا کر حضرت مولانا علی میاںؒ کی قبر پر حاضر ہوتا، مگر رفیق مکرم مولانا عبدالعزیز صاحب کی بے اعتنائی کی وجہ سے فوراً لکھنؤ سے دہلی واپس ہوا۔ پھر دہلی سے بذریعہ راج دھانی ایکسپریس بھٹکل کیلئے روانہ ہوا۔ ۹/ذی الحجہ کی رات بھٹکل پہنچا۔

جامعہ اسلامیہ بھٹکل سے علیحدگی

جامعہ اسلامیہ بھٹکل سے میرا تعلق جامعہ کے قیام کے وقت سے رہا، محترم والد الحاج ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ ہی نے جامعہ کا تخیل پیش کیا، میں جامعہ کا تیسرا طالب علم، چھ سال تک جامعہ میں پڑھا، پھر تدریسی واہتمام کی خدمت انجام دیں، پھر نائب ناظم کی ذمہ داری سونپی گئی۔ مگر افسوس کہ مولانا شہباز صاحبؒ کے قصہ کے بعد کچھ لوگ ہمیشہ میری ترقی میں رکاوٹ بنتے رہے۔ میرا نائب ناظم بننا انکو پسند نہ آیا، عدم تعاون اور بے رخی کا مظاہرہ شروع ہوا۔ پھر گمنام خط کے ذریعہ مجھے دھمکی دی گئی۔

پھر اساتذہ کرام کی خواہش پر اساتذہ اور مجلس شوریٰ کی ایک مجلس رات میں جامعہ آباد میں منعقد ہوئی، جس میں دبی سے آئے ہوئے ممبران شوریٰ بھی شریک تھے۔ اس میں میرے اور مولانا صادق صاحب کے خلاف خوب بھڑاس نکالی گئی، اور ہمیں جامعہ کی ترقی میں رکاوٹ بتایا گیا۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا، بہت سے رفقاء نے منافقانہ کردار ادا کیا، سامنے کچھ کہتے اور پیچھے کچھ کرتے۔ بالآخر خلیج کونسل کے ایک خط کو ذریعہ بنا کر مجلس شوریٰ کی طرف سے جناب محمد میراں اسماعیل، وجناب شنگیری عبدالمطلب صاحب، وجناب محمد زبیر خطیبی پر مشتمل ایک وفد استعفیٰ طلبی کے لئے میرے گھر آیا۔ مجھے بہت تعجب ہوا، میری اطلاع کے بغیر یہ خط ایجنڈہ میں لایا گیا، اور اس پر ایک طرفہ کاروائی کی گئی۔ آج تک وہ خط نہ

مجھے دکھایا گیا، نہ مجھے صفائی کا موقع دیا گیا۔ اسلئے ہم نے استعفیٰ دینے سے انکار کردیا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ اکثر اساتذہ وبعض ذمہ داران میرے طریقہ کار سے خوش نہیں ہیں، اور مجھے اپنے فکر کا مخالف سمجھتے ہیں، تو میں نے جامعہ سے دور رہنے ہی کو بہتر سمجھا۔ اس کے بعد میرا جامعہ جانے کا سلسلہ ختم ہوا۔ الحمدللہ اب سکون محسوس ہوتا ہے۔ **وأفوض أمری إلى الله إن الله بصير بالعباد.**

حسبنا الله ونعم الوكيل، ونعم المولى ونعم النصير.

کرم فرماؤں نے اس پر بس نہیں کیا، مجلس شوریٰ سے ہٹانے کی فکر کرنے لگے، میری مسلسل غیر حاضری کو بہانہ بنا کر مجھے تحریری نوٹس دیا گیا۔ اس کا میں نے مفصل جواب دیا، اور میرے نہ آنے کی وجوہات بیان کیں۔ افسوس کہ جامعہ والے اس خط کا سنجیدگی سے جواب دیتے، اس کوردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ رفیق محترم مولانا صادق صاحب اکرمی ندوی ودوسرے چند رفقاء نے اس خط پر بحث کرانے کی کوشش کی، مگر بعض لوگوں کی ہٹ دھرمی سے وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ ذیل میں جامعہ کا خط اور میرا جواب درج ہے۔

۴؍ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ

20/6/07 مکرم جناب مولانا محمد شفیع صاحب ملپا قاسمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت کہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل کی مجلس شوریٰ منعقدہ مؤرخہ ۳۰؍ جمادی الاولیٰ

۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶/جون ۲۰۰۷ء میں آپ کی اجلاس شوریٰ میں غیر حاضری اور ایجنڈے پر مسلسل معذرت کا ذکر ہوا اور دونوں امور پر تبادلہ کیا گیا۔

طئے پایا کہ آپ سے اجلاس شوریٰ میں شرکت کی درخواست کی جائے ہم امید کرتے ہیں کہ آپ جامعہ اسلامیہ کے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھیں گے۔

والسلام

ناظم

جامعہ اسلامیہ بھٹکل

جامعہ اسلامیہ بھٹکل کی مجلس شوریٰ کے نام میرا خط

۲۷/جمادی الآخر ۱۴۲۸ھ

محترم ومکرم واراکین مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ بھٹکل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت کہ دفتر جامعہ سے اپکے احساسات پرمبنی مراسلہ موصول ہو، جس میں میری مسلسل غیر حاضری ومعذرت خواہی کا تذکرہ کرتے ہوئے حاضری وتعاون کی درخواست کی گئی ہے۔ خط دیکھ کر تعجب ہوا، مجھ سے بغض وعناد رکھنے والے کرم فرماؤں کی موجودگی میں خط کس طرح آیا؟ دیر آید درست آید چھ سال کے بعد تو احساس ہوا، جزاکم اللہ خیرا

اس خط میں مجلس شوری میں حاضری وتعاون کی درخواست کی گئی ہے،

دوسری طرف چھ سال قبل مجھے ایک طرفہ مجرم قرار دے کر طلب استعفیٰ کے لئے ایک وفد روانہ کیا گیا تھا۔ علاوہ جب میں نائب ناظم بنایا گیا تو مجھے احساس ہوا، یہ انتخاب جس میں مولانا صادق صاحب (اکرمی ندوی) کو معاون ناظم اور مجھے نائب ناظم بنایا گیا تھا، پرانے امیدواروں کو بالکل پسند نہیں آیا۔ عدم تعاون کا سلسلہ شروع ہوا، سامنے مولانا کہکر ہاتھ ملاتے، پیٹھ پیچھے مخالفت کرتے، اساتذہ کو ورغلایا گیا۔ مولوی مقبول ومولوی افضل کے استعفیٰ کو میرے ساتھ جوڑا گیا، گمنام خط کے ذریعہ دھمکی دی گئی۔ محترم ملا حسن کے استعفیٰ کو میرے ساتھ جوڑنے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ انکے بار بار انکار کے باوجود اصرار کیا گیا، بالآخر اجلاس کو مؤخر کر کے ان سے تحریر طلب کی گئی، پھر اساتذہ کرام کے ذریعہ خلیج سے آنے والے ممبران کی موجودگی میں مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان تمام کوششوں کی ناکامی کے بعد بالآخر کسی خط کو بہانہ بنا کر میرے خلاف اراکین شوریٰ کو گمراہ کیا گیا اور میری غیر حاضری میں ایک طرفہ فیصلہ کر کے مجھ سے استعفیٰ طلب کیا گیا، ملزم کو صفائی کا موقع نہ دیکر انصاف کا خون کیا گیا۔ یہ سب محکمہ شرعیہ میں بیٹھنے والے حضرات کی موجودگی میں ہوا۔

محترم اراکین شوریٰ ! میری غیر حاضری کے یہ اسباب اور آپ کا سابقہ فیصلہ اور یہ فیصلہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ ایک طرف آپ نے استعفیٰ طلب کر کے دروازہ بند کیا، دوسری طرف آپ شرکت کی درخواست کر رہے ہیں۔

محترم اراکین آپ خود فیصلہ فرمائیں ان حالات میں ایک باشعور انسان کو کیا کرنا چاہیئے؟

میرا جامعہ سے تعلق پہلے دن سے ہے۔ طالب علم، مدرس، خادم کی حیثیت سے جامعہ سے منسلک رہا۔ اسلئے اپنے حق کی بنا پر چند معروضات پیش کر رہا ہوں، امید کہ توجہ فرمائینگے۔

۱) جامعہ کا مقصد اشاعت اسلام، علوم دینیہ سے طلباء کو مزین کرنا ہے، بقدر ضرورت علوم عصریہ کا انتظام ہے۔ جامعہ خالص اسلامی درسگاہ ہے، جامعہ کو عربی کالج بننے نہ دیجئے۔

۲) تعلیم سے زیادہ جلسہ، مسابقہ، بیت بازی، سیمینار ہی مشغلہ بن رہا ہے۔ تعلیم کی فکر ہونی چاہیئے، ورنہ ناقص علماء پیدا ہونگے۔

۳) جامعہ آزاد اور خود مختار ارادہ ہے، کسی بھی ادارہ کی شاخ ہرگز بننے نہ دیجئے، ورنہ ہمیشہ کے لئے جامعہ کی ترقی رک جائیگی۔

۴) عہدیدار اور رکن عاملہ کے لئے کچھ شرائط متعین کرے، ورنہ دینی تعلیم کا مخالف اور پہلی مرتبہ منتخب شخص عہدیدار بن جائیگا۔

۵) شعبہ مالیات پر کڑی نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے، ابھی تک اسراف کی حد تک خرچ ہو رہا ہے۔ دو تین افراد کو چھوڑ کر سو فیصد حساب کسی عہدیدار کے علم میں نہیں لایا جاتا ہے، ۔۔۔۔۔ کو پچیس ہزار روپیہ دیئے گئے تھے، واپس ملے یا نہیں، معلوم نہیں۔

٦) جس خط کو بہانہ بنا کر میرے خلاف کاروائی کی گئی تھی، اس میں کیا الزامات مجھ پر لگائیں گئے ہیں، مجھے معلوم نہیں۔ جو بھی الزامات لگائے گئے ہوں، وہ بے بنیاد اور غلط ہیں۔

اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ

محترم اراکین شوریٰ ! میں انسان ہوں، فرشتہ نہیں ہوں۔ انسان سے کسی وقت بھی غلطیاں صادر ہوں سکتی ہیں۔ آج تک کسی مولوی صاحب اور کرم فرمانے میری کسی کوتاہی کی نشاندہی نہیں کی، بلکہ غیبت اور سازش میں مبتلا رہے۔

جامعہ میں خدمت کے دوران میری زبان، طرز عمل سے کسی کو کسی قسم کی تکلیف پہنچی ہو تو ضرور معاف فرمائیں، تاکہ آخرت میں گرفت نہ ہو۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین

ائے میرے پروردگار ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کئے، اگر تو نے معاف نہیں کیا اور رحمت کا معاملہ نہیں فرمایا تو ہم بہت ہی خسارے میں رہیں گے۔

اللہ حافظ
ملپا محمد شفیع قاسمی
سابق خادم جامعہ اسلامیہ بھٹکل
۱۳/جولائی ۲۰۰۷ء

افسوس کہ اس خط کا کوئی جواب نہیں ملا، بلکہ اس کے بعد سے ایجنڈہ آنا بند ہو گیا۔

سفر بنگلور برائے شرکت چودھواں اجلاس آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

۲۹/۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۸/۲۹ اکتوبر ۲۰۰۰ء سنیچر، اتوار کو بنگلور میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا اجلاس ہونے والا تھا۔ اس میں شرکت کیلے خصوصی مدعو کی حیثیت سے مجھے دعوت نامہ موصول ہوا تھا، لہذا اس میں شرکت کیلے راقم محمد شفیع قاسمی اور مولانا صادق صاحب اکرمی ندوی بنگلور روانہ ہوئے، اور اس اجلاس میں شریک ہوئے۔ یہ اجلاس دارالعلوم سبیل الرشاد کے وسیع وعریض میدان میں منعقد ہوا۔ بہت ہی شاندار انتظام تھا۔ جلسہ گاہ بہت ہی خوبصورت شامیانوں سے آراستہ کی گئی تھی۔ جلسہ کی کاروائی وقت پر شروع ہوئی۔ اجلاس کی صدارت صدر بورڈ حضرت مولانا قاضی مجاہد اسلام قاسمیؒ فرمارہے تھے۔ الحمدللہ بحسن خوبی اجلاس اختتام پذیر ہوا، اور بہت سی تجاویز منظور کی گئیں۔ اجلاس ہر طرح سے کامیاب رہا۔ اس میں شرکت کرکے میرا دل بہت خوش ہوا۔

سفر گوا برائے شرکت تیسرا سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۲۱/ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸/ نومبر ۲۰۰۰ء، بروز سنیچر کو جامعۃ المعارف گوا کا تیسرا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ اس جلسہ میں حضرت مولانا قاری امیر حسن صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) ووالد محترم حضرت الحاج ڈاکٹر علی ملپا صاحب دامت برکاتم (خلیفہ مولانا شاہ وصی اللہؒ و مولانا ابرارالحق صاحبؒ) کو بطور مہمان مدعو کیا گیا تھا۔

سفر ممبئی برائے ملاقات حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ

۲۰۰۱ء میں حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ علاج وآرام کیلئے ممبئی تشریف لائے تھے۔ حضرت مولانا کی عیادت وملاقات کیلئے ممبئی جانا ہوا۔ حضرت سے ملاقات ہوئی۔ اس سفر میں چچا شبیر صاحب، وجناب پیشمام ابوبکر صاحب ساتھ تھے۔ دو تین روز قیام کے بعد بھٹکل واپسی ہوئی۔

سفر گوا برائے شرکت چوتھا سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۲۳/ شعبان ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۰/ نومبر ۲۰۰۱ء، بروز سنیچر کو جامعۃ المعارف گوا کا چوتھا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ اس جلسہ میں بطور مہمان خصوصی مفتی شعیب اللہ صاحب مفتاحی بنگلور، مولانا محمد صادق اکرمی ندوی بھٹکل، ومولانا محمد حسین رشادی بھٹکل کو مدعو کیا گیا تھا۔

سفر گوا برائے شرکت پانچواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۷/ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۵/ اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز منگل کو جامعۃ المعارف گوا کا پانچواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مولانا اسرارالحق قاسمی کو دعوت دی گئی تھی، اور ان کا ٹکٹ بھی ہوگیا تھا، مگر افسوس کہ وہ عین وقت پر بیمار ہوگئے، اورانہوں نے معذرت کی، پھر مولانا ریاض الرحمٰن رشادی بنگلور کو دعوت دی گئی، تو مولانا نے قبول فرمائی، بیماری کے باوجود سفر کی مشقت برداشت

کرتے ہوئے مولانا تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ راقم محمد شفیع قاسمی ومولانا محمد صادق اکرمی ندوی بھی شریک ہوئے۔

سفر گوا برائے شرکت چھٹا سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۲۱؍ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۸؍ اکتوبر ۲۰۰۳ء بروز سنیچر کو جامعۃ المعارف گوا کا چھٹا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ اس اجلاس میں مفتی عبدالوہاب رشادی قاسمی (مہتمم جامعہ نور الہدیٰ، نیلور) ومولانا محمد صادق اکرمی ندوی بھٹکل (نائب صدر جامعہ اسلامیہ بھٹکل) کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا تھا۔

سفر ممبئی برائے ملاقات حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ

۲۰۰۴ء میں محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ علاج و آرام کے لئے ممبئی آئے ہوئے تھے، تو حضرت کی عیادت وملاقات کیلئے حضرت والد صاحب مدظلہ کی رفاقت میں ممبئی جانا ہوا۔ دو تین دن ممبئی قیام رہا۔ روزانہ حضرتؒ کی ملاقات ومجلس میں حاضری ہوتی رہی۔ پھر بھٹکل واپسی ہوئی۔

سفر گوا برائے شرکت ساتواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۲۴؍ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۰؍ اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز اتوار کو جامعۃ المعارف گوا کا ساتواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ اس جلسہ میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے حضرت الحاج ڈاکٹر علی ملپا صاحب مدظلہ

(بانی وصدر جامعہ اسلامیہ بھٹکل)، ومولانا قاری ولی اللہ صاحب مدظلہ (امام وخطیب مسجد نور ممبئی)، ومولانا محمد صادق صاحب ندوی (نائب صدر جامعہ اسلامیہ بھٹکل)، ومفتی حذیفہ صاحب قاسمی (استاذ مدرسہ سراج العلوم بھونڈی) کو مدعو کیا گیا تھا۔

محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

کئی سال سے حضرت مولانا کی صحت ناساز چل رہی تھی، مستقل علاج جاری تھا۔ ممبئی کے علاج سے کافی افاقہ ہو چکا تھا۔ ناامیدی امید سے بدل چکی تھی۔ اسی نشیب وفراز میں کئی سال گزرے، بالآخر ۸؍ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷؍ مئی ۲۰۰۵ھ منگل کی شام حضرت اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے۔ إنا اللہ وإنا إليه راجعون. دوسرے دن حضرت کی تدفین ہردوئی کے قبرستان میں عمل میں آئی۔ نمازے جنازہ حضرت مولانا قاری امیر حسن صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔ لاکھوں لوگوں نے مولانا کے جنازہ میں شرکت کی۔

لا إله إلا هو كل شيء هالك إلا وجهه له الحكم وإليه ترجعون

حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ اتباع سنت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ کلام اللہ سے انتہائی شغف تھا۔ قرآن مجید کو بلا تجوید پڑھنے سے حضرت مولانا کو بہت ناگواری ہوتی تھی۔ امر بالمعروف ونهي عن المنکر مولانا کی زندگی کا جز تھا۔ اس سلسلہ میں کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ حق گوئی، صاف گوئی، کم گوئی آپ کا بہت بڑا وصف تھا۔ حضرت کا سانحہ ارتحال میرے لئے ذاتی

خسارہ ہے، حضرت مولانا کے مجھ پر بہت احسانات ہیں۔ وہ میرے مربی وسرپرست تھے۔ میری تعلیم حاصل کرنے میں حضرت مولانا کا بہت بڑا دخل تھا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے مراتب کو بلند فرمائے، اور اپنے جوار میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

اللّٰهم اغفرله وارحمه، وعافه واعف عنه، واكرم نزله، ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد، ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض من الدنس، وابدله داراً خيراً من داره، وأهلاً خيراً من أهله، وزوجاً خيراً من زوجه، وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار.

سفر گوا برائے شرکت آٹھواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۲۰/شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵/ستمبر ۲۰۰۵ء بروز اتوار کو جامعۃ المعارف گوا کا آٹھواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ اس اجلاس میں بطور مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل قاسمی ہبلی، ومولانا غلام الرحمٰن قاسمی (مہتمم جامع العلوم محمودیہ ٹمکور) کو مدعو کیا گیا تھا۔

سفر گوا برائے شرکت نواں سالانہ اجلاس وسنگ بنیاد عمارت جامعۃ المعارف گوا

۲۳/شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۷/ستمبر ۲۰۰۶ء بروز اتوار کو جامعۃ

المعارف گوا کا نواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت الحاج ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ العالی (بانی وصدر جامعہ اسلامیہ بھٹکل) ومولانا سید ابوالکلام صاحب قاسمی (مبلغ دارالعلوم دیوبند)، ومولانا محمد صادق صاحب ندوی (نائب صدر جامعہ اسلامیہ بھٹکل) کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا۔ اس مرتبہ جامعۃ المعارف کی عمارت کا سنگ بنیاد بھی علماء کرام کے ہاتھوں رکھا گیا تھا۔

سفر گوا برائے شرکت دسواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۱۹/شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ مطابق ۲/ستمبر ۲۰۰۷ء بروز اتوار کو جامعۃ المعارف کا دسواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ اس جلسہ میں مولانا شاکر حسین قاسمی (پرنسپل انجمن عربی کالج انڈی، بیجاپور) کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا تھا۔

وفات محتشم عبدالغنی صاحب

محتشم عبدالغنی صاحب بھٹکل کے ایک وجیہ، بارعب، اور صاحب ثروت انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خدمت قوم کا جذبہ عطا فرمایا تھا۔ ابتداء میں انہوں نے انجمن حامی مسلمین بھٹکل کو اپنی خدمت کا ذریعہ بنایا، پھر وہ بھٹکل کے تمام اداروں پر چھا گئے۔ انجمن حامی مسلمین کے نائب صدر، پھر صدر رہے۔ انجمن انجنیرنگ کالج کے قائم کرنے والوں میں تھے۔ مجلس اصلاح وتنظم، جامعہ اسلامیہ

بھٹکل، جماعت المسلمین بھٹکل کے رکن رکین تھے۔ آخیر میں ندوۃ العلماء لکھنؤ، مسلم پرسنل لا بورڈ کے بھی رکن بنے۔ جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے واسطہ سے میرا ان سے تعلق ہوا۔ اور آہستہ آہستہ وہ تعلق بہت ہی گہرا ہوگیا۔ مجھ سے محبت واکرام کا معاملہ فرماتے تھے۔ جامعہ کے کسی وفد یا کمیٹی میں ان کا نام پیش کیا جاتا تو وہ ضرور مجھے اس میں شامل فرماتے۔ جب ۱۹۹۳؁ء میں لکھنؤ جانے کیلئے وفد تشکیل دیا گیا تو انہوں نے مجھے بھی اس میں شامل کیا۔ اور اپنی ٹکٹ پر ہوائی جہاز سے ساتھ لے گئے۔ جب کیرالہ و پونہ جانے کیلئے وفد تشکیل پایا، تو اس وقت بھی مجھے شامل کیا اور ساتھ لے گئے۔ اور جب رابطہ ادب اسلامی بھٹکل شاخ کی تشکیل ہورہی تھی، تو انہوں نے مجھے اس میں شامل کیا۔ ۱۹۹۳؁ء میں جب بھٹکل میں فسادات ہوئے، اس وقت ہم دونوں مستقل رابطہ میں رہتے۔ ایک دن ان کے گھر نہ جاتا تو ضرور فون کرتے۔ بہرحال peace committe، یا پولیس اسٹیشن کسی کام کیلئے جانا ہوتا تو اکثر ساتھ لے جاتے۔ لیکن افسوس کہ میرے بعض کرم فرما ان کو مجھ سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ وہ اکثر فرماتے کہ فلاں صاحب آئے تھے، اور تمہارے خلاف بات کر کے گئے۔ بالآخیر وہ کرم فرماؤں کے پھندہ میں پھنس گئے اور میرے سخت مخالف ہوگئے۔ اللہ بھلا کرے جناب قاضیا ابراہیم صاحب کا کہ انکے انتقال سے چندروز پہلے ہم دونوں کی ملاقات کا اہتمام کروایا۔ میں ان کے ساتھ R.N.S Hospital Murdeshwar گیا تو بڑی دیر تک بات چیت ہوئی، یہ انکی آخری ملاقات تھی۔ بالآخیر عبدالغنی

صاحب ۱۸/ربیع الاول ۱۴۲۹؁ھ مطابق ۲۷/مارچ ۲۰۰۸؁ء بروز جمعرات غنی حقیقی کے پاس چلے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انکی خدمات کو قبول فرمائے، اور انکی لغزشات وسیئات کو درگزر فرمائے، آمین

سفر گوا برائے شرکت گیارہواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۱۵/شعبان المعظم ۱۴۲۹؁ھ مطابق ۱۷/اگست ۲۰۰۸؁ء بروز اتوار کو جامعۃ المعارف گوا کا گیارہواں سالانہ اجلاس بمقام مسجد بلال، چاندواڑہ، فاتوڑہ، مڑگاؤں، گوا میں منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ اس اجلاس میں بطور مہمان خصوصی مولانا مصطفیٰ رفاعی ندوی بنگلور کو مدعو کیا گیا۔

قاضی شہر حضرت مولانا محمد احمد خطیبیؒ کا سانحہ ارتحال

حضرت قاضی صاحب بھٹکل کے دینی وعلمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ خطابت وقضائت ان کا خاندانی ورثہ تھا۔ ان کے والد حضرت قاضی ابوبکر صاحبؒ بھٹکل کے رجسٹڑ قاضی تھے۔ انکے انتقال کے بعد قاضی محمد احمد خطیبی صاحبؒ قاضی بنے۔ مرحوم بہت با اخلاق، مہمان نواز، عبادت گذار، متّبع سنت، غیور و پرہیزگار تھے۔ ۱۹۷۴؁ء سے وفات تک پینتیس (۳۵) سال شہر کے قاضی رہے۔ راقم سے محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنی شیروانی یہ کہہ کر عنایت فرمائی کہ کبھی کبھی اس کو پہنتے رہنا۔ تقریباً زندگی کے سو سال پورا کر کے ۱۶/ربیع الثانی ۱۴۳۰؁ھ مطابق ۱۳/اپریل ۲۰۰۹؁ء بروز پیر اللہ کا یہ مخلص بندہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ اناللہ وانا

الیہ راجعون۔ دوسرے دن ان کا تعزیتی اجلاس جامع مسجد بھٹکل میں منعقد ہوا، جس میں کئی شخصیات نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا، اور قاضی صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔ ناظم اجلاس نے شرارتاً عین اذان کے وقت مجھے کچھ کہنے کیلئے کہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے، اور انکی لغزشات کو معاف فرمائے، اوران کا بہترنعم البدل قوم کو عطا فرمائے۔ آمین

سفر گوا برائے شرکت بارہواں سالانہ اجلاس جامعۃ المعارف

۱۷/شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ مطابق ۹/اگست ۲۰۰۹ء بروز اتوار کو جامعۃ المعارف گوا کا بارہواں سالانہ اجلاس بمقام مسجد بلال، چاندواڑہ، فاتوڑہ، مڑگاؤں، گوا میں منعقد ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گوا جانا ہوا۔ اس جلسہ میں بطور مہمان خصوصی مولانا مسعود احمد ہاشمی قاسمی (مہتمم مدرسہ احیاء العلوم شیموگہ) کو مدعو کیا گیا تھا۔

سفر شیموگہ برائے شرکت اجلاس مدرسہ احیاء العلوم

۲۱/رجب المرجب ۱۴۳۱ھ مطابق ۴/جولائی ۲۰۱۰ء بروز اتوار کو مدرسہ احیاء العلوم شیموگہ میں اجلاس ہونے والا تھا۔ مولانا مسعود صاحب ہاشمی کی دعوت پر شیموگہ جانا ہوا۔ عصر کو جلسہ شروع ہوا، طلبہ کے پروگرام کے بعد راقم، و مولانا افتخار صاحب قاسمی، و مولانا سعد صاحب قاسمی کی تقریریں ہوئیں۔ اجلاس کے بعد بھٹکل کیلئے واپسی ہوئی، اللہ کے فضل سے علی الصبح بھٹکل پہنچے۔

جناب برہان الدین باشاہ صاحب کا انتقال

جناب صدیقا برہان الدین باشاہ صاحب میرے چاہنے والوں میں سے تھے۔ آخر میں ان کو مجھ سے بڑا انس و اعتماد کا تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ اکثر مشورہ کیلئے گھر آیا کرتے تھے۔ انتقال سے ایک ہفتہ قبل بذریعہ فون اطلاع دی کہ میں مولانا تقی عثمانی کی ملاقات کیلئے مدراس (Chennai) جا رہا ہوں (مولانا تقی عثمانی اس وقت مدراس آنے والے تھے) مجھے بھی مدراس آنے کی دعوت دی۔ میرے انکار پر بہت ناراض ہوئے اور دوسرے رفقاء کے ساتھ مدراس کا سفر کیا۔ مدراس میں مولانا کے پروگرام میں شریک ہو کر وجے واڑہ کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں بیمار ہوئے۔ یہی بیماری ان کی زندگی کی آخری بیماری ثابت ہوئی۔ کسی طرح بھٹکل پہنچے، بھٹکل پہنچ کر راقم کو فون کیا اور فوراً ملاقات کرنے کی درخواست کی۔ میں فوراً مغرب کے بعد حاضر ہوا تو ان کی حالت دیکھ کر تعجب ہوا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ یہ مرض مرض الوفات ہی ہے۔ مختصر سی ملاقات کے بعد ہم لوگ واپس ہوئے۔ رات میں صحت مزید بگڑی، فوراً منگلور لے جایا گیا۔ منگلور میں ICU میں رکھا گیا، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بالآخر وقت موعود آپہنچا مورخہ ۲/شعبان ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۵/جولائی ۲۰۱۰ء بروز جمعرات صبح دس بجے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ إنا للہ و إنا إلیہ راجعون.

برہان باشاہ صاحب کچھ عرصہ کیلئے دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی، اور حکیم

الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ سے بیعت کا تعلق قائم کیا۔ اسلئے وہ فکر دیوبند کے بہت بڑے علمبردار تھے۔ وہ تیز مزاج، بے باک اور صاف گوہ انسان تھے۔ اپنے خیال کے مطابق جس چیز کو غلط اور منکر سمجھتے تھے، اس کیلئے شمشیر برہنہ تھے۔ جب تک اس کی اصلاح نہ ہوتی، اسکے پیچھے پڑے رہتے۔ سختی و نرمی دونوں کا سہارا لیتے۔ انکی وجہ سے بھٹکل میں بہت سے منکرات کی اصلاح ہوئی۔ اسی لئے انکے بہت سے دوست بھی تھے اور مخالف بھی۔ آخر دم تک اس جہد مسلسل میں لگے رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انکی لغزشات کو معاف فرمائے، اور انکے حسنات کو قبول فرمائے، اور انکی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین

شریک حیات کی علالت

انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت اچھی بیوی کا میسر ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو شریک حیات عطا کی تھی، وہ بہت سی خوبیوں کے حامل تھیں۔ بہت ہی قناعت پسند، با اخلاق وملنسار، عبادت گزار خاتون تھیں۔ زندگی کے ہر موڑ پر انسے بڑا تعاون حاصل ہوا۔ میرا مزاج گرم، انکا مزاج نرم۔ گرم و نرم کے حسین امتزاج نے گھر کو جنت کا نمونہ بنا کر رکھا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ انکی صحت ہمیشہ اچھی رہی، وہ چست و محنتی عورت تھیں۔ لیکن دنیا کہ حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے، کبھی صحت، کبھی علالت، کبھی سوکھ، کبھی دکھ، کبھی فقیری، کبھی امیری۔ اللہ تعالیٰ کو جب ہماری ازمائش کا ارادہ ہوا، تو آخری بچی کی ولادت کے وقت ۱۹۹۵ء میں انکی حالت بہت ہی نازک ہوگئی۔ کئی دن تک منگلور رہنا پڑا۔ مسلسل علاج کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحت وعافیت عطا فرمائی۔ پھر اچانک ۲۰۰۴ء میں چھاتی میں ایک گلٹی (gland) ظاہر ہوئی۔ ڈاکٹروں کو دکھایا گیا۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ڈاکٹر نعمان صاحب کا ہومیو پتھیک علاج بھی کیا گیا۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس وقت میرے معاشی حالات اچھے نہیں تھے، اسلئے مینگلور لے جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اور کسی سے طلب کرنے کے لئے بھی عار محسوس ہوا۔ جب انکو تکلیف اور درد شروع ہوا، تو انہوں نے مینگلور لے جانے کے لئے مجھ سے کہا۔ میں نے انکو سمجھایا کہ رمضان المبارک قریب ہے، ہم دونوں رمضان المبارک میں اللہ سے مانگیں، اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔ رمضان میں خوب دعا کی گئی، تو بعد رمضان منگلور جانے کی سبیل نکل آئی۔ ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد سرطان (Breast carcinoma) تشخیص کیا۔ فوراً انجکشن لگانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ہر اکیس دن کے بعد جملہ چار انجکشن لگائے گئے۔ خاطر خواہ فائدہ نظر نہیں آیا۔ تو ڈاکٹروں نے اپریشن کرنے کا مشورہ دیا۔ ۱۷ر فروری ۲۰۰۵ء کو اپریشن کیا گیا۔ پھر چار انجکشن لگائے گئے، کئی ماہ کے بعد طبیعت آہستہ آہستہ سنبھلنے لگی، اللہ کا شکر ہے کہ نشاط اور قوت عود کر کے آئی۔ پھر صحت پہلے سے زیادہ اچھی ہوگئی۔ ہر ماہ، پھر ہر تین ماہ کے بعد معائنہ کے لئے مینگلور جانا پڑتا۔ تمام ڈاکٹر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے۔ گھر کا کام کاج بھی کرنے لگی۔ اسی طرح پانچ سال گزر گئے۔ پانچ سال

کے بعد ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد کہا کہ اب تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ مقدر کی بات اس وقت انکو پیٹ میں ہلکا ہلکا درد ہورہا تھا۔ چند دن کے بعد پھر مینگلور جاکر جانچ ومعائنہ کے بعد ڈاکٹروں نے کہا کہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے، لیکن انکا پیٹ کا درد بڑھتا گیا۔ رمضان المبارک قریب تھا، اسلئے رمضان سے پہلے مینگلور جاکر ڈاکٹروں کا دکھایا تو ڈاکٹروں نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ دن بدن انکو تکلیف بڑھتی گئی، پورا رمضان تکلیف ودرد میں گزارا۔ عید کے فوراً بعد منگلور جاکر زنانہ ڈاکٹر کو دکھایا گیا تو معلوم ہوا کہ پیٹ میں ورم ہے، تو فوراً داخل ہسپتال (Admit) کیا گیا۔ مختلف قسم کی جانچ کی گئی، تو معلوم ہوا کہ پیٹ میں سرطان پھیل چکا ہے۔ اور علاج کی کوئی شکل باقی نہیں ہے۔ اللہ کی مصلحت اور حکمت کے سامنے انسان کچھ نہیں کرسکتا۔ سوائے صبر ودعا کے کوئی چارہ نہ رہا۔ پھر گھر آکر اللہ کے بھروسہ پر سرطان کی گولیاں شروع کی گئی۔ جوں جوں دوا کی گئی مرض بڑھتا گیا۔ بالآخیر حالت تشوش ناک ہوگئی۔ اسلئے مینگلور یونٹی (Unity) ہسپتال میں داخل (admit) کیا گیا۔ قیمتی انجکشن لگائے گئے، مگر فائدہ کے بجائے حالت میں تغیر ہونے لگا۔ کومہ (coma) جیسی کیفیت ہوگئی، فوراً ICU میں داخل کیا گیا۔ کئی روز تک ہسپتال میں رہنے کے باوجود امید کی کوئی کرن نظر نہیں آئی، تو بالآخیر ۱۱/اکتوبر کو گھر لانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۲/ذیقعدہ ۱۴۳۱ ھ مطابق ۱۱/اکتوبر ۲۰۱۰ ء پیر کی رات کو گھر پہنچ گئے۔ گھر پہنچنے کے بعد حالت بدستور تشوشناک رہی، محترم ڈاکٹر سید سلیم صاحب دن میں دو بار معائنہ کیلئے آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

شریک حیات کا سانحہ ارتحال

منگلور سے واپسی کے بعد حالت تشویش ناک ہوتی گئی، دوا ودعا کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخیر وقت موعود آگیا۔ ۴/ذیقعدہ ۱۴۳۱ ھ مطابق ۱۳/اکتوبر ۲۰۱۰ ء بروز بدھ عصر تین بج کر پانچ منٹ پر شوہر، ماں، بچوں واقارب کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جاملیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس موقع پر عزیز واقارب، دوست واحباب نے جس طرح سے محبت وخلوص کے ساتھ عیادت وتعزیت کرتے رہے، انکو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، خصوصاً مولوی الیاس صاحب ندوی جاکٹی (جو مرحومہ کے پھوپھی زاد بہن کے لڑکے ہیں) وبرادر عزیز محمد رفیع ومنور حسین پیشمام، وعتیق الرحمٰن پیشمام ونور الامین ملپا، وعبدالحق ملپا، ومولوی حفظ الرحمٰن صاحب رکن الدین نواب قاسمی وغیرہم نے جس ہمدردی وتعاون کا معاملہ کیا، اس کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ میری جملہ ہمشیران، بھابی، وچھوٹی سالی، ودختران، وفرزندان احمد واسجد سلمہم نے خوب ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے، اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، اوران تمام مخلصین ومعاونین کو بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

یہ دن میرے لئے بہت ہی غمناک دن تھا۔ تیس (۳۰) سالہ رفاقت کا اختتام تھا،

میرے وہم میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ انکو اتنا جلدی بلالے گا، اللہ کا قانون اور فیصلہ اٹل ہے۔ اس کے فیصلہ پر سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں۔

للہ ما أخذ و للہ ما أعطی. جو لیا وہ اللہ کا ہے، اور جو دیا وہ بھی اللہ کا ہے۔ انتقال کی خبر جیسے ہی لوگوں کو معلوم ہوئی مرد و عورتوں کی کثیر تعداد گھر میں جمع ہونے لگیں، شام تک گھر میں قدم رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ ۶ بجے شام کو غسل کا عمل شروع ہوا، تجہیز و تکفین، و دعا کے بعد اشکبار آنکھوں کے ساتھ عشاء سے قبل جنازہ رخصت کیا گیا۔

گویا گھر کا ایک ایک فرد، ایک ایک ذرہ یہ منادی کررہا تھا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُونُونَ یعنی اے جانے والی! تیری جدائی سے ہم سب غم زدہ ہیں۔ بعد نماز عشاء جنازہ کی نماز نوائط کالونی مسجد ملیہ میں ادا کی گئی، راقم نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر نوائط کالونی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ علماء و فضلاء کی کثیر تعداد شریک تھی۔ تدفین کے وقت انسانوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، آسمان بھی رویا۔ چالیس دن تک آسمان شبنم آفشانی کرتا رہا۔ اللّٰهم اغْفِرْ لَهَا وَارْفَعْ دَرَجَتَهَا فِي الْمَهْدِيِّيْنَ، وَاخْلُفْهَا فِي عَقِبِه فِي الْغَابِرِيْنَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهَا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَافْسَحْ لَهَا فِي قَبْرِها وَنَوِّرْ لَهَا فِيْهِ.

مرحومہ بہت سی خصوصیات کی حامل تھیں۔ شریف النفس، عبادت گذار، تلاوت، ذکر و اوراد کی پابند، تہجد گذار، قناعت پسند، خدمت گذار عورت تھیں۔ سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ زندگی میں کسی سے جھگڑا نہیں کیا، اور نہ کسی چیز کی

فرمائش کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی تمام خوبیوں کو قبول فرمائے اور تمام کمزوریوں اور کوتاہیوں کو درگذر فرما کر اپنی رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

منگلور میں اجنبیت کا احساس اور بھٹکلی مریضوں کے استحصال کا مشاہدہ

اہلیہ کی علالت کی وجہ سے تقریباً چھ سال تک مجھے مسلسل منگلور جانا پڑا، اور کبھی کبھی کئی دن تک منگلور میں قیام رہا۔ اس موقع پر اجنبیت کا بار بار احساس ہوا۔ بچپن سے بھٹکل مسلم جماعت منگلور اور بھٹکلی حضرات کی خدمت کے قصہ سنا کرتے تھے۔ خصوصاً جناب ایس، ایم سید احمد صاحب مرحوم و جناب عبد القادر کاڑلی صاحب مرحوم وغیرہما کے مریضوں کی رہنمائی کے واقعات سنا بھی اور دیکھا بھی۔ لیکن اب دنیا بدل چکی ہے۔ اس چھ سالہ مدت میں اہلیہ کی حالت نازک سے نازک ہوئی، لیکن ایک بھی فرد نہ ملاقات کیلئے آیا، اور نہ کسی نے عیادت کی۔ البتہ جناب بھالی اسلم صاحب کے اس تعاون کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے ایک ماہ کیلئے Hotel Blue Star کا ایک کمرہ بہت ہی معمولی کرایہ پر مہیا کیا۔ ورنہ ایک ماہ تک منگلور میں رہنا مشکل ہوتا۔ نیز مرسس کے عبد الملک اور مولوی اظہر سلمہ وغیرھما نے ہمیشہ تعاون کا معاملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ مریضوں کے استحصال کے متعلق اختصاراً صرف دو واقعات تحریر کرتا ہوں۔

۱) میرا ہی واقعہ چھ سال سے جس ڈاکٹر کا علاج چل رہا تھا، جب اہلیہ کا مرض بڑھ

گیا، اور انکو تکلیف ہونے لگی، تو ڈاکٹر کو appointment کے لئے فون کیا گیا تو انہوں نے وقت دینے سے انکار کیا۔ بالآخیر دوسرے ڈاکٹر سے رجوع ہونا پڑا۔

۲) دوسرا واقعہ کہ ایک مریض بھٹکل سے بذریعہ سومو (روزانہ آنے والی کار) دوپہر کے تقریباً بارہ بجے منگلور پہنچا۔ منگلور پہنچتے ہی فوراً ڈاکٹر کے پاس چلا گیا۔ انتظار کے بعد جب نمبر آیا تو ڈاکٹر نے معائنہ کے بعد جانچ test کرنے کو کہا۔ ٹیسٹ وغیرہ سے فارغ ہوتے عصر کے پانچ بج گئے۔ ڈاکٹر نے رپورٹ دیکھ کر دل کا اپریشن کرنے کو کہا، اور ہسپتال میں admit کیا۔ مریض کے ساتھ اس کی بیوی اور بچی تھی، شام کے چھ بجے مریض کی بیوی نے ہمارے لڑکے کو بلا کر کہا کہ دوپہر سے کچھ کھایا نہیں ہے، اور رہنے کیلئے روم بھی نہیں ہے۔ ہمارے بچے نے باہر سے کھانا لا کر دیا، اور ہم نے کونٹر میں جا کر دریافت کیا تو بتایا گیا کہ کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔ اسی دوران بھٹکل کے اور ایک مریض جن کے رشتہ داروں کا اثر ورسوخ تھا، وہ ہستپال میں داخل ہوئے اور انکو کمرہ ملا۔ اس مریض کو رات بھر کمرہ نہیں ملا، میاں بیوی casualty کی چارپائی پر رات گزاری۔ صبح کو اپریشن ہوا، شام کو کمرہ ملا۔ تقریباً دو لاکھ کا بل انکو دیا گیا۔ اس طرح کے بے شمار مریضوں کا کوئی پرسان حال اور رہنمائی کرنے والا نہیں ہے۔ اے کاش کوئی فرد یا جماعت اس کی طرف توجہ دیں تو کار ثواب ہوگا۔

اہلیہ کے انتقال پر موصولہ تعزیتی خطوط

رابطہ سوسائٹی بھٹکل

محترم المقام مولانا محمد شفیع ملپا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مرور آیام بھیتر مانوس بگلانی دورزاتے رہاتا۔ لیکن سرین رہاللّے انی گذرلے آیام چو حسن وخلق اٹھور ھاتا۔ خلیج کونسل چی رابطہ سوسائٹی بھیتر تمچے ناؤں انی خدمات گزگزتے اشے۔ انی رابطہ سوسائٹی تمچی خوشی انی غم بھیتر احساس سرین رھاتا۔ گذشتہ آیام تمچی رفیقہ حیات چی رحلت چی اطلاع مللی ھوتی۔ تمچے دردانی غم چو احساس زالو۔ اللہ مرحومہ غریق رحمت کرو۔ اپلی فردوسی جنت چی مستحق کرو۔ مرحومہ سبب دعاچے تحفہ سرین، تمچے انی چڑواں سبب جمیل صبر اوپر عظیم اجر چی تلقین سرین خیر السلام بلتاں۔

صدر و سکریٹری جنرل؍رابطہ سوسائٹی بھٹکل

بھٹکل مسلم جماعت دبئ

(۲) تاریخ: ۱۶؍اکتوبر ۲۰۱۰ء

محترم جناب مولوی وصی الحق صاحب ملپا قاسمی (مدرس مرکز عمر بن الخطاب واقع کرامہ، دبئ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید بعافیت ہونگے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا سانحہ ارتحال آپ وآپ کے اہل خانہ کے لئے واقعتاً ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ والدین میں سے کسی کی جدائی اولاد کی زندگی کے غمناک حادثوں میں شمار ہوتی ہے، اللہ آپ وجمیع متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، اس دنیائے فانی سے ہم سبھوں کو جانا ہے، اللہ ہم سبھوں کے مراحل آسان فرمائے اور ہم سبھوں کا خاتمہ بالخیر ہو۔

بھٹکل مسلم جماعت دبئ آپ کے اس غم میں برابر شریک ہوکر آپ کے والد بزرگوار جناب مولانا محمد شفیع صاحب ملپا قاسمی وآپ کی، آپ کے تمام بھائیوں وبہنوں نیز جمیع اہل خانہ کی تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور آپ سبھوں کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

فقط والسلام

(عبدالسلام دامدا ابو)

انتقال کی خبر مختلف اخباروں میں

روزنامہ سیاست بنگلور

بھٹکل 13؍اکتوبر آج دوپہر تین بجے بھٹکل کے معروف عالم دین مولانا شفیع صاحب ملپا قاسمی کی اہلیہ (مصلح الامت حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ کے خلیفہ ڈاکٹر علی صاحب ملپا کی بہو) کا آج بھٹکل میں مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ بعد نماز عشاء نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں شہر کے

علماء وعوام نے شرکت کی۔ مرحومہ نہایت نیک صالحہ اور عابدہ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار فرزندان اور دو بیٹیاں ہیں، جس میں دو عالم دین ہیں۔ انتقال کی خبر ملنے پر پورے ملک سے مختلف علماء واکابرین نے مولانا شفیع صاحب سے فون پر تعزیت کی۔ صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، وناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی نے بھی مولانا کو تسلی دی، اور تعزیت کی۔ مولانا خالد غازی پوری ندوی استاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا مصطفیٰ رفاعی ندوی بنگلور اور مولانا شفیع صاحب ملپا قاسمی بھٹکل تینوں ہم عمر اور گہرے دوست ہیں، گزشتہ ایک ہفتہ میں تینوں علماء کی اہلیہ کے انتقال کو حسن اتفاق ہی کہا جاسکتا ہے۔ تمام سے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد الیاس ندوی بھٹکلی) (روزنامہ سیاست بنگلور ۱۴؍اکتوبر ۲۰۱۰ء)

روزنامہ سالار ہبلی

بھٹکل۔ 13؍اکتوبر آج دوپہر تین بجے بھٹکل کے معروف عالم دین مولانا شفیع صاحب قاسمی کی اہلیہ کا بھٹکل میں مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ بعد نماز عشاء ملیہ مسجد نوائط کالونی میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار فرزندان اور دو بیٹیاں ہیں۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

(روزنامہ سالار ہبلی جمعرات ۱۴؍اکتوبر ۲۰۱۰ء)

روزنامہ راشٹریہ سہارا بنگلور

بھٹکل (پریس ریلیز) گزشتہ 13 اکتوبر کو دو پہر تین بجے بھٹکل کے معروف عالم دین مولانا شفیع ملپا قاسمی کی اہلیہ (مصلح امت حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ کے خلیفہ ڈاکٹر علی صاحب ملپا کی بہو) کا بھٹکل میں مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا، بعد نماز عشاء ملیہ مسجد نوائط کالونی میں نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں کثیر تعداد میں شہر کے علماء وعوام نے شرکت کی، مرحومہ نہایت نیک صالحہ اور عابدہ خاتون تھیں، پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار فرزندان اور دو بیٹیاں ہیں، جس میں دو عالم دین ہیں۔ انتقال کی خبر ملنے پر پورے ملک سے مختلف علماء واکابرین نے مولانا شفیع سے فون پر تعزیت کی، صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ وناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع ندوی نے بھی مولانا کو تسلی دی، اور تعزیت کی۔ مولانا خالد غازی پوری ندوی استاد ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا مصلفیٰ رفاعی ندوی بنگلور اور مولانا شفیع ملپا قاسمی بھٹکل تینوں ہم عمر اور گہرے دوست ہیں۔ گزشتہ ایک ہفتہ میں ان تینوں علماء کی اہلیہ کے انتقال کو حسن اتفاق ہی بتایا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ راشٹریہ سارا بنگلور ۱۸/اکتوبر پیر ۲۰۱۰ء)

روزنامہ انقلاب ممبئ

مولانا شفیع صاحب کو صدمہ: بھٹکل کے معروف عالم دین مولانا شفیع قاسمی کی اہلیہ کا ۱۳/اکتوبر ۲۰۱۰ء کو مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

نمازِ جنازہ میں شہر کے علماء وعوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نہایت نیک، صالحہ وعابدہ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار فرزندان اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ملک سے مختلف علماء واکابرین نے مولانا شفیع سے فون پر تعزیت کی، صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ وناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ حضرت سید محمد رابع ندوی نے بھی انہیں تسلی دی اور تعزیت فرمائی۔ محمد الیاس بھٹکلی، بھٹکل

(روزنامہ انقلاب ممبئ ۱۹/اکتوبر ۲۰۱۰ء)

پندرہ روزہ نقش نوائط بھٹکل

۱۳/اکتوبر۔ جناب مولانا محمد شفیع ملپا قاسمی چی زوجہ انیسہ چند دیس سخت علیل رھاؤن آیام زیست مکمل کرون داعی اجل چی دعوتیک لبیک بلتے اللہ پیاری زالی۔ اللہ غریق رحمت کرو بھلی نیک، صالحہ، خوش خصال، ملنسار، صوم وصلاۃ چی سخت پابند، چڈوانچی صحیح تعلیم وتربیت چی فکر کرتلی، گھرات روشن چراغ وھتی۔ زندگے چی صرف ۵۰/ورشیں گذرون اپلے پسماندگان بتر شوہر صاحباں، چار فرزنداں انی دو دختراں سوڑون واٹے۔ اللہ پاک بال بال مغفرت کرون جنت الفردوس بتر اعلیٰ مقام عطا کروانی مولانا شفیع صاحباں دیگر چڈواں ورشتہ داراں صبر نصیب کرو۔ آمین (پندرہ روزہ نقش نوائط بھٹکل، جلد نمبر ۳۵/شمارہ نمبر ۱۳و۱۴/۱۶/اکتوبر و یکم/نومبر ۲۰۱۰ء)

Bhatkallys.com

بی بی آنیسہ اللہ امرا پاؤلی: بھٹکل سلمان آباد سلمان فارسی مذگتی بگلار ہاتلی جناب مولانا شفیع ملپا صاحباچی اہلیہ بی بی آنیسہ آز تمپر اا پلی عمرے چی تقریباً (50) بہارو پلون اپلے ربا جواب دیلی، جنازہ ناواز ایتا عشاء ناوزےگ تنظیم (ملیہ) مذگتی ادا کرون نوائط کالونی قبرستانات تدفین کرون گیلی، اللہ مرحومہ چی مغفرت کروانی اہل خانہ صبر جمیل نصیب کرو، آمین۔

نکاح ثانی

اہلیہ کا انتقال میرے لئے ایک بڑی ازمائش تھی۔ انکی جدائی کا احساس بار بار ہوتا تھا۔ اس لئے دوست واحباب کے مشورہ سے انکی چھوٹی بہن سے شادی کا فیصلہ کیا گیا۔ مورخہ ۱۸/ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۵/نومبر ۲۰۱۰ء بروز جمعرات عصر سے قبل مختصر سی مجلس میں نکاح خوانی ہوئی۔

ساس صاحبہ کا سانحہ ارتحال

اہلیہ کے انتقال کا غم تازہ ہی تھا، انکی والدہ بی بی ہاجرہ بنت حسن ائیکری زوجہ محمد اسماعیل بن محمد میراں طاہرا (۷۲) سال کی عمر میں مورخہ ۲۶/محرم الحرام ۱۴۳۲ھ مطابق ۲/جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار رات گیارہ بجے دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

سردی کا زمانہ تھا۔ کوئی ڈاکٹر آنے پر امادہ نہیں ہوا۔ بالآخر ڈاکٹر نعمان صاحب آکر موت کی تصدیق کی۔ اللہ ان کا بھلا کرے۔ آمین

مرحومہ (ساس صاحبہ) خاموش مزاج اور نیک طبیعت کی مالک تھی۔ اہلیہ کی جدائی کے غم کے بعد میرے لئے اور گھر والوں کے لیے دوہرا غم تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سفر کالیکٹ برائے شرکت چوتھی بین الجماعتی کانفرنس

۸/۹/۱۰/صفر المظفر ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۳/۱۴/۱۵/جنوری ۲۰۱۱ء مسلمانان بھٹکل کی بین الجماعتی کانفرنس کالیکٹ میں منعقد ہونے والی تھی۔ کانفرنس کے انعقاد کی کمیٹی میں راقم کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ اس حیثیت سے راقم بھی کانفرنس میں شریک ہوا۔ یہ کانفرنس مجلس اصلاح وتنظیم کے زیر اہتمام بھٹکل مسلم جماعت کیرالہ کی میزبانی میں ہورہی تھی۔ یہ کانفرنس قیام وطعام کے اعتبار سے لائق تعریف تھی، اسلئے کالیکٹ سے دور ایک پہاڑی علاقہ میں خوشگوار موسم میں یہ کانفرنس منعقد ہورہی تھی۔ اور کیرالہ جماعت کے ذمہ داروں خصوصاً جناب قاضیا عبدالستار صاحب، جناب جوکاکو عبدالمجید صاحب، اور جناب شاہ بندری یونس صاحب، وجناب مصباح احمد چڈو صاحب وغیرہم نے مہمانوں کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ انکی خدمات کو قبول فرما کر دنیا وآخرت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ لیکن اپنے مقصد میں یہ کانفرنس کتنی کامیاب ہوئی، دوسروں کے خیالات کا تو ہمیں علم نہیں، ہمارے خیال میں اکثر ادارہ وشرکاء بغیر تیاری کے

اس کانفرنس میں شریک ہوئے، اسی لئے کوئی ٹھوس تجویز منظور نہ ہوسکی، اور بعض تجاویز کو سفارشات کہہ کر اس کی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کی گئی۔ سب سے خوش آئین پہلو اس کانفرنس میں مجلس اصلاح و تنظیم کے ذمہ داروں کی طرف سے بعض تنظیمی کمزوریوں کا اعتراف اور مجلس اصلاح و تنظیم کی اصلاح و تشکیل نو کیلئے تجاویز کا پیش کرنا تھا، مگر افسوس کہ اس پر بھی بحث نہ ہوسکی۔ راقم کے خیال میں چند سفارشات کی منظوری کیلئے کثیر مصارف کے ساتھ کانفرنس کا انعقاد کرنا اسراف کے زمرہ میں شامل ہوگا۔ وماعلینا إلا البلاغ.

تین روزہ کانفرنس کے بعد رات کو کانفرنس گاہ سے سیدھے ریلوے اسٹیشن کیلئے روانگی ہوئی، وہاں سے بذریعہ ریل بھٹکل واپسی ہوئی۔ صبح دس بجے بھٹکل پہنچے۔

میرے ایک مخلص دوست رکن الدین عثمان صاحب کا انتقال

اس زمانہ میں مخلص دوست کا ملنا بہت ہی مشکل ہے۔ اچھے اور برے دونوں ہی موقعوں میں ساتھ دینے والے انسان بہت ہی کم ہیں۔ خوشحالی میں بہت دوست نظر آتے ہیں، مگر بدحالی کے ایام میں ساتھ رہنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ جناب رکن الدین عثمان صاحب مرحوم میرے انتہائی مخلص دوست تھے۔ میرے اچھے اور برے دونوں وقتوں میں میرا ساتھ دیا۔ بہت سے دوستوں نے منافقانہ کردار ادا کیا۔ مگر عثمان صاحب مرتے دم تک مخلص ہی رہے۔ رابطہ سوسائٹی بھٹکل سے میری علیحدگی کے بعد، میرے لئے رابطہ جانا بند کردیا۔ عرصہ سے

طبیعت کمزور تھی۔ دو تین بار دل کا اپریشن ہو چکا تھا۔ آہستہ آہستہ کمزوری بڑھتی گئی۔ علاج مسلسل جاری تھا، کئی بار ہسپتال میں داخل ہوئے۔ آخر مرتبہ وجے واڑہ میں ہسپتال سے جب گھر آئے، تو صحت اچھی تھی۔ صبح کی نماز کے بعد تلاوت کر رہے تھے، اسی حالت میں ۲۴؍ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸؍فروری ۲۰۱۱ء بروز پیر دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔ انکی تدفین وجے واڑہ ہی میں عمل میں آئی۔ عثمان صاحب کی وفات سے مجھے اپنے ایک مخلص دوست سے جدا ہونا پڑا۔ اللہ تعالیٰ انکی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین

محترم عثمان صاحب رکن الدین محمد باپو خادان کے ایک فرد تھے۔ پیشہ کے اعتبار سے انجینئر تھے۔ قومی جماعتوں واداروں سے بہت ہی لگاؤ تھا۔ ممبئی جماعت، مسقط جماعت، ریاض، ومنطقہ شرقیہ، ودبئ، ودیگر خلیجی جماعتوں سے وابستہ رہے، اوران جماعتوں کے فعال ممبر رہے۔ بھٹکل میں جماعت المسلمین بھٹکل کے سرگرم رکن تھے۔ مجلس اصلاح و تنظیم کے رکن انتظامیہ تھے۔ انجمن حامی مسلمین کے نائب صدر تھے۔ ادارہ تربیت اخوان بھٹکل و شمس اسکول، وبھٹکل مسلم خلیج کونسل، ورابطہ سوسائٹی بھٹکل کے اہم ذمہ داروں میں سے تھے۔ انہوں نے ایک کتاب آئینہ بھٹکل کے نام سے لکھی، جس کی پاداش میں بعض لوگوں نے انکو تنقید کا نشانہ بنایا اور بعض اداروں سے انکو سبکدوش کیا گیا۔ افسوس کہ لوگوں نے انکی خدمات کو بہت جلد فراموش کردیا۔ جزاللہ عنا

ڈاکٹر بدرالحسن معلم کی کار کا حادثہ اور جملہ پانچ افراد کی موت

ڈاکٹر بدرالحسن بن عبدالقادر معلم بھٹکل کے ایک خدمت گذار شخص تھے۔ میں ان کو بچپن سے دیکھا کرتا، لیکن قریبی تعلقات ۱۹۹۲ء سے قائم ہوئے۔ جب کہ میں مسقط چھوڑ کر بھٹکل میں مقیم ہوا، اور رابطہ سوسائٹی بھٹکل سے منسلک ہوا۔ پھر اس کے بعد جب فسادات ہوئے، اس وقت وہ مجلس اصلاح وتنظیم بھٹکل کے جنرل سکریٹری تھے، اور میں تنظیم ورابطہ کے مشترکہ ریلیف کمیٹی کا کنوینر تھا۔ اسلئے ان سے روزانہ سابقہ پڑتا۔ وہ روزانہ رابطہ آفس میں مغرب کے بعد ضرور آتے۔ وہ ہر وقت خدمت کیلئے تیار رہتے۔ کبھی peace meeting میں ان کے ساتھ جانا ہوتا، کبھی پولیس اسٹیشن انکے ساتھ جانا ہوتا، کبھی پولیس گاڑی میں ان کے ساتھ جانا ہوتا۔ کئی بار رابطہ وتنظیم کے وفد کے ساتھ بنگلور جانا ہوا۔ بہرحال وہ ہر وقت فعال اور متحرک شخص نظر آئے۔ پولیس کے اعلیٰ افسروں اور وزراء سے انکے خوشگوار تعلقات تھے۔ اسلئے دشوار موقعوں پر ان تعلقات سے فائدہ اٹھاتے، جس سے قوم کو فائدہ ہوتا تھا۔ سرکاری محکموں میں میرا تعارف انہی کے ذریعہ ہوا، جب تک میں رابطہ میں رہا، انہوں نے میرا تعاون کیا، اور جب تک وہ تنظیم کے جنرل سکریٹری رہے، رابطہ سوسائٹی اور مجلس اصلاح وتنظیم کے تعلقات خوشگوار رہے۔ نزاعی مسائل کے حل میں اللہ نے انکو بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ وہ تنظیم کے علاوہ انجمن حامی مسلمین بھٹکل، جماعت المسلمین بھٹکل، اور ٹاون منسپال کونسل T.M.C کے

رکن رکین تھے۔ تنظیم اور بدرالحسن لازم وملزوم تھے۔ اسلئے جب ان کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کئے کہ ان کا جنازہ مجلس اصلاح وتنظیم کے دفتر میں لایا گیا۔ بالآخر یہ خادم قوم ۲۰/ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۴/ مئی ۲۰۱۱ء بروز منگل ایک کار کے حادثہ میں اللہ کا پیارا ہوا۔ ان کے ساتھ ان کی تین لڑکیاں اور ایک داماد کا بھی انتقال ہوا۔ ان کے جنازہ کو دیکھنے، مسلم اور غیر مسلم، اور تدفین کے وقت ہزاروں کا مجمع تھا۔ ان کے انتقال کے بعد ایک بہت بڑا تعزیتی اجلاس منعقد کیا گیا، جس میں کہنے والوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے انکے زندگی کے مکمل حالات سامنے نہ آسکے، مجھے بھی کچھ کہنے کا ارادہ تھا، مگر افسوس کہ اس کا موقع نہ مل سکا۔ ان کے سانحہ سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کی مغفرت فرمائے اور گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ **اللّٰھم اغفرلھم وارحمھم وادخلھم الجنة واعذھم من عذاب النار**

میرے اساتذہ

ابتدائی تعلیم دعا، قرآن ناظرہ (۱) جناب عبدالقادر (مرنے) خلفو مرڈیشوریؒ۔

(۲) جناب ماسٹر محمود صاحب شہاب الدین مرحوم

بورڈ اسکول بھٹکل

(۳) جناب ایس، ایم، سید عبدالرحیم صاحب بھٹکلی (۴) جناب ماسٹر عبدالرحیم صاحب (۵) جناب ماسٹر خدا بخش وغیرہ

جامعہ اسلامیہ بھٹکل

(۶) مولانا عبدالحمید ندوی جے سکھ پوریؒ (متوفی ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء)
(۷) جناب ماسٹر محی الدین ہاویری (۸) مولانا حافظ محمد اقبال موٹیا ندوی بھٹکلیؒ
(م ۱۴۳۲ھ، ۲۰۱۰ء) (۹) مولانا حافظ محمد رمضان فیض آبادی ندوی مدظلہ
(۱۰) جناب ماسٹر احمد نوری منگلوری (۱۱) مولانا اکبر علی بارہ بنکوی ندویؒ
(۱۲) مولانا یعقوب صاحب بھوپالی ندویؒ (۱۳) جناب ماسٹر ابوالحسن صاحب
قاضیا بھٹکلی مرحوم (م ۱۹۷۲ء) (۱۴) جناب شاہ بندری پٹیل ماسٹر شفیع بھٹکلی
(۱۵) مولانا اویس عمری مدنی بھٹکلی (۱۶) مولانا عبدالعلیم صاحب قاسمی بھٹکلی

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(۱۷) حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی مدظلہ

(۱۸) حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی مدظلہ

(۱۹)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲۰) مولانا بشیر صاحب (۲۱) جناب ماسٹر شاہد صاحب

مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

(۲۲) حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مظاہریؒ (ناظم دعوۃ الحق ہردوئی، وخلیفہ مولانا تھانویؒ) (۲۳) حضرت مولانا قاری امیر حسن صاحب مظاہری مدظلہ (خلیفہ مولانا زکریا کاندھلویؒ) (۲۴) مولانا منظور احمد صاحب مظاہری مدظلہ

(استاذ جامع العلوم کانپور، رکن مجلس شوریٰ دیوبند) (۲۵) مولانا شعیب صاحب بستوی مظاہریؒ (۲۶) مولانا عبدالرؤف صاحب بستوی (۲۷) مولانا حافظ عبدالروف صاحب سنسا پوری

مدرسہ قاسمیہ شاہی مرادآباد

(۲۸) حضرت مولانا عبدالجبار صاحب اعظمی مظاہریؒ (خلیفہ مولانا زکریا کاندھلویؒ) (۲۹) حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب مدظلہ (۳۰) مولانا اختر صاحبؒ (۳۱) مولانا انصار الحق صاحبؒ (۳۲) مولانا منظور صاحبؒ
(۳۳) مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحبؒ (۳۴) مولانا عبدالہادی صاحب

دارالعلوم دیوبند

(۳۵) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

(۳۶) حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی قاسمیؒ (صدر مفتی دارالعلوم دیوبند)

(۳۷) حضرت مولانا شریف حسین صاحب دیوبندی قاسمیؒ

(۳۸) حضرت مولانا فخر الحسن صاحب قاسمیؒ

(۳۹) حضرت مولانا عبدالاحد صاحب دیوبندی قاسمیؒ

(۴۰) حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری قاسمیؒ

(۴۱) حضرت مولانا معراج الحق صاحب قاسمیؒ

(۴۲) حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب قاسمیؒ

(۴۳) حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مدظلہ

(۴۴) حضرت مولانا سید انظر شاہ بن انور شاہ کشمیری صاحب قاسمیؒ

(۴۵) حضرت مولانا خورشید عالم صاحب قاسمی مدظلہ

(۴۶) حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب قاسمیؒ

مسلسلات کی قرآت واجازت

(۴۷) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مظاہریؒ (شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور)

شخصیات جن کی صحبت سے کچھ استفادہ کا موقع ملا

اساتذہ کرام کے علاوہ چند شخصیات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن سے میری ملاقات ہوئی اور ان سے کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔

(۴۸) والد محترم حضرت الحاج ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ العالی

(۴۹) حضرت الحاج محی الدین منیری صاحب بھٹکلیؒ

(۵۰) حضرت مولانا عبد الباری ندوی لکھنویؒ (خلیفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۵۱) مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

(۵۲) حضرت مولانا کفایت اللہ شاہجہان پوریؒ (خلیفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۵۳) حضرت مولانا محمد احمد پرتا بگڈھیؒ (خلیفہ مولانا بدر علی خلیفہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ)

(۵۴) حضرت مولانا منت اللہ رحمانی قاسمیؒ (بانی واولین جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ)

(۵۵) حضرت مولانا ارشاد صاحب فیض آبادی قاسمیؒ (سابق مبلغ دار العلوم دیوبند)

(۵۶) حضرت مولانا معین اللہ ندویؒ (سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

(۵۷) حضرت مولانا شہباز اصلاحیؒ (سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل، واستاد ندوۃ العلماء لکھنؤ)

(۵۸) حضرت مولانا قاضی محمد احمد خطیبی بھٹکلیؒ (سابق قاضی بھٹکل، ورکن شوریٰ جامعہ اسلامیہ بھٹکل)

(۵۹) فضیلۃ الشیخ احمد بن حمد الخلیلی حفظہ اللہ (مفتی اعظم سلطنت عمان)

شخصیات جن سے میری ملاقات ہوئی

(۶۰) حضرت قاضی ابوبکر بن حسن خطیبی بھٹکلیؒ (سابق سر قاضی بھٹکل وخطیب جامع مسجد بھٹکل)

(۶۱) حضرت مولانا محمد اسماعیل اکرمی بھٹکلیؒ (سابق خطیب جامع مسجد بھٹکل)

(۶۲) حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رامپوری مظاہریؒ (خلیفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۶۳) حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب جلال آبادی قاسمیؒ (خلیفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۶۴) حضرت مولانا منظور نعمانی قاسمیؒ (بانی رسالہ الفرقان، وخلیفہ مولانا عبد القادر رائپوریؒ)

(۶۵) حضرت مولانا صدیق احمد باندویؒ (بانی جامعہ عربیہ ہتھوڑہ باندہ)

(۶۶) حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ (سابق امیر تبلیغی جماعت)

(۶۷) حضرت مولانا اسعد مدنیؒ (سابق ناظم عمومی وصدر جمیعۃ العلماء ہند)

(۶۸) حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ، (سابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

(۶۹) فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد الحلیم محمودؒ (شیخ الجامعہ الازہر مصر)

(۷۰) عالی جناب مرحوم فخر الدین علی احمد (سابق صدر جمہوریہ ہند)

(۷۱) عالی جناب مراجی دیسائی (سابق وزیر اعظم ہند)

(۷۲) عالی جناب چرن سنگھ (سابق وزیر اعظم ہند)
(۷۳) جناب سی کے جعفر شریف (سابق وزیر ریلوے ہند)
(۷۴) جناب رحمٰن خان (ڈپٹی چرمین راجیہ سبھا ہند)
(۷۵) عالی جناب رام کرشنا ہیگڈے (سابق وزیر اعلی کرناٹک)
(۷۶) عالی جناب ایس بنگارپّا (سابق وزیر اعلی کرناٹک)
(۷۷) عالی جناب ویرپّا موئلی (سابق وزیر اعلی کرناٹک)
(۷۸) جناب سدارامیّا (سابق نائب وزیر اعلی کرناٹک)
(۷۹) جناب ار، وی، دیش پانڈے (سابق وزیر کرناٹک)
(۸۰) جناب ایس، ایم، یحیٰی (سابق وزیر کرناٹک)
(۸۱) جناب بی، اے، محی الدین (سابق وزیر کرناٹک)
(۸۲) جناب صغیر احمد (سابق وزیر کرناٹک)
(۸۳) جناب ار، روشن بیگ (سابق وزیر کرناٹک)

تلامذہ

اللہ تعالیٰ نے مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں چند ماہ پڑھانے کا موقع عنایت فرمایا۔ وہاں کے چند تلامذہ ہیں، اور جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں چند سال پڑھانے کا موقعہ عطا فرمایا۔ ان میں سے چند شاگرد سعادت مند، باادب، ہمیشہ احترام کرنے والے رہے، اور چند شاگرد مخالف ومعاند اور بے ادبی کرنے والے

رہے۔ اللہ تعالیٰ ادب کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور بے ادبوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور انکی بدگمانیوں کو دور فرمائے۔

قومی اداروں سے وابستگی

انجمن حامی مسلمین بھٹکل:

انجمن حامی مسلمین بھٹکل کا ایک قدیم تعلیمی ادارہ ہے۔ ۱۹۱۹ء میں اس کو قائم کیا گیا۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ عصری علوم کے ساتھ اسلامی تعلیمات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ عرصہ دراز تک یہاں کا پڑھا ہوا گریجویٹ ایک پکا مسلمان ہوکر فارغ ہوتا تھا۔ افسوس کہ اب اس سلسلہ میں کچھ کمی محسوس ہو رہی ہے۔ ۱۹۸۰ء سے راقم کو انجمن کی انتظامیہ میں شرکت کا موقع ملتا رہا ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انجمن کی ہر طرح حفاظت فرمائے، اور اس کے اسلامی تشخص کو باقی رکھے۔

جماعت المسلمین بھٹکل:

یہ تمام مسلمانان بھٹکل کی ایک قدیم جماعت ہے۔ ہزار سال سے یہ جماعت مسلمانوں کے لئے ایک قاضی مقرر کرتی ہے، اور اس کے تحت محکمہ شرعیہ قائم ہے، جس میں نکاح، طلاق اور نزاعی امور کو حل کرتے ہیں۔ راقم کو کئی سالوں سے بحیثیت رکن انتظامیہ جماعت کی کاروائیوں میں شریک ہونے کا موقع ملا۔

مجلس اصلاح وتنظیم بھٹکل:

مجلس اصلاح وتنظیم ،بھٹکل کا ایک قدیم فلاحی ادارہ ہے ۔ ۱۹۱۲ء میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ بھٹکل واطراف کے مسلمانوں کی سماجی وفلاحی خدمات وہنگامی حالات میں یہ ادارہ ہمیشہ فعال رہا۔ اس ادارہ کا پورے علاقہ پر بہت اچھا اثر ہے۔ حکومتی ادارہ بھی تنظیم کو مسلمانوں کا نمائندہ ادارہ تصور کرتے ہیں۔ مجھے ۱۹۸۰ء سے کئی بار رکن انتظامیہ کی حیثیت سے اس کی کاروائیوں میں شریک ہونے کا موقع نصیب ہوا۔ یہ ادارہ اپنے سوسال پورے کرنے کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کے کارکنان کو خلوص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور اپنے اسلاف کی قائم کردہ اس امانت کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تالیفات کا سلسلہ

مجھے شروع سے تقریر وتحریر کا شوق وذوق نہیں تھا۔ جب میں مسقط گیا اور وہاں کی جماعت سے وابستہ ہوا تو مجھے وقتاً فوقتاً کچھ کہنے کا موقع ملا، پھر ہفتہ واری اجتماعات میں کچھ کہنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی طرح تقریر کرنے کی مشق وعادت ہوئی۔ مگر تحریر کے سلسلہ میں بہت ہی کمزور تھا۔ چند ایک سطریں لکھنا مشکل تھا۔ سب سے پہلے استاذی حضرت مولانا عبدالحمید ندویؒ کے انتقال پر ۱۹۷۸ء میں ایک مضمون لکھا جو نقش نوائط بھٹکل میں شائع ہوا۔ پھر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کے انتقال پر ۱۹۸۳ء میں ایک مضمون لکھا اور نقش نوائط کو بھیجا، مگر انہوں نے شائع نہیں کیا۔ اس کے بعد کبھی کچھ لکھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

چند سالوں سے کچھ لوگ بیس رکعات تراویح کا انکار کرتے ہوئے لوگوں کو بہکانے لگے کہ بیس رکعات ثابت نہیں ہے بلکہ صرف آٹھ رکعات تراویح ثابت ہے۔ اور لوگوں میں اس کی تبلیغ کرنے لگے۔ جس سے تراویح کی اہمیت کم ہونے لگی اور بیس رکعات تراویح کے دلائل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں تردد پیدا ہونے لگا۔ اور جو بیس رکعات پڑھتے ہیں، ان میں اکثر حفاظ جلدی میں نہ دعا افتتاح پڑھتے تھے، نہ سورہ فاتحہ کے بعد سکتہ کرتے تھے، نہ رکوع وسجدہ اطمینان سے کرتے، نہ مکمل تشہد، ودرود ودعا کا موقع دیتے تھے، ترویحہ یعنی چار رکعات کے بعد بیٹھنے کی سنت کو ترک کیا جانے لگا۔ ائمہ وحفاظ وعلماء کرام کو اس کی طرف توجہ دلائی جاتی ، تو سکوت یعنی ناپسندگی کا اظہار معلوم ہوتا۔ شہر کے ایک نامور عالم سے اس سلسلہ میں گفتگو کی گئی تو انہوں نے قبول کرنے کے بجائے ناراضگی ظاہر کی، اور دوران گفتگو جب ہم نے چار رکعات کے بعد صحابہ کے طواف کرنے کا ذکر کیا، تو انہوں نے غصہ میں ہم کو بھی طواف کرنے کا مشورہ دیا۔ اس وقت میرے دل پر چھوٹ لگی، اور میں نے ارادہ کیا کہ اس سلسلہ میں محنت کی جانی ضروری ہے۔ اسی دن سے ہم نے لکھنا شروع کیا، اور کچھ اصلاحی مضامین مقامی اخبار کو روانہ کئے، ایک دو مرتبہ شائع کرکے پھر انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہم نے کچھ کتابچہ شائع کئے۔ اس کا فائدہ ہوا۔ پھر ہم نے تراویح ونماز کے متعلق مفصل کتاب تحریر کی۔ اس کے بعد الحمد للہ یہ سلسلہ

ابھی تک جاری ہے۔ کچھ کتابیں شائع ہوئی ہیں، اور کچھ کتابیں غیر مطبوعہ ہیں، انشاءاللہ حسب موقع شائع کردیں جائینگی۔

۱)**رمضانا چے دون تحفہ: روزہ وتراویح:** رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء کو اللہ تعالیٰ نے ایک کتابچہ شائع کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ جس میں روزہ اور تراویح کے مسائل نوائطی زبان میں لکھے گئے ہیں۔

۲)**رمضان کے دو عظیم تحفہ: روزہ اور تراویح:** رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء میں اس کتابچہ کو اردو میں شائع کیا گیا۔ روزہ کے احکام (فرائض سنتیں، مکروہات ودیگر مسائل) بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ تراویح کی بیس (۲۰) رکعات کو مختصراً ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حفاظ کرام کی تراویح کے ساتھ بے توجہی کا ذکر کرتے ہوئے اس کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے۔

۳) **تراویح سنت کے مطابق پڑھئے:** اس کتاب میں تراویح کی فضیلت، بیس (۲۰) رکعات تراویح، نماز کا مکمل طریقہ، نماز کے مکروہات اور بعض ضروری مسائل پر احادیث اور علماء وفقہاء کے اقوال کی روشنی میں مفصل بحث کی گئی ہے۔ اور شوافع اور احناف دونوں کے مسائل کو مع دلائل واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ۱۵/شعبان ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۷/اگست ۲۰۰۹ء بروز جمعہ، والد محترم حضرت الحاج ڈاکٹر علی صاحب ملپا مدظلہ کے ہاتھوں دو "کتاب تراویح سنت کے مطابق پڑھئے" و "یاد ابرار" کا اجراء عمل میں آیا۔ اس کتاب کی کمپوزنگ کے سلسلہ میں

ناز پریس کے مالک جناب محی الدین الطاف کھروری اور ان کے رفیق کار جناب لونا فاروق صاحبان کا بہت تعاون رہا۔

۴) **یاد ابرار:** یہ دراصل تقریر ہے۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ کی وفات پر جامع مسجد بھٹکل میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا تھا، اس میں ناچیز کو کچھ کہنے کا موقعہ ملا تھا۔ اس تقریر کو عزیزی فرزند مولوی محمد وصی الحق قاسمی سلمہ نے لکھا تھا، بعض اضافہ کے ساتھ اس کو شائع کیا گیا۔ یہ کتاب حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ کی مختصر حالات زندگی اور فہرست خلفاء پر مشتمل ہے۔

۵) **رمضان کی دو اہم عبادتیں:** رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء کو اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب شائع کرنے کا موقع عنایت فرمایا، جس میں مسائل رمضان (یعنی مسائل چاند، روزہ کے احکام ومسائل، فدیہ، فطرہ، رکعات تراویح، طریقہ تراویح وغیرہ) بیان کئے گئے ہیں۔

۶) **جائزہ پر جائزہ:** راقم کی کتاب " تراویح سنت کے مطابق پڑھئے " کے خلاف سلفی عالم مولوی عبدالوارث اثری کی لکھی گئی کتاب "کیا بیس رکعت تراویح سنت ہے؟" کا جواب ہے اور ان کے جائزہ پر جائزہ ہے۔ ۱۳/شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶/جولائی ۲۰۱۱ء بروز سنیچر، حضرت مولانا صادق صاحب مدظلہ کے ہاتھوں تین کتابوں کا اجراء عمل میں آیا۔

۷) **روزہ وتراویح کے مختصر احکام:** کتاب رمضان کے دو اہم عبادتیں میں ترمیم

واضافہ کے بعد رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء کو روزہ وتراویح کے مختصر احکام کے نام سے شائع کیا گیا، جس میں مسائل رمضان (یعنی مسائل چاند، روزہ کے احکام ومسائل، فدیہ، فطرہ، آداب تراویح، طریقہ تراویح وغیرہ) بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بیس رکعات تراویح کو احادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

۸) **مدرسہ اینٹ وپتھر کا نام نہیں ہے:** یہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کا مسلمان بھٹکل سے خطاب ہے۔ ذیلی عنوانات وتخریج احادیث کے ساتھ اس تقریر کو مرتب کیا گیا ہے۔

۹) **تاسیس جامعہ اسلامیہ بھٹکل:** اس رسالہ میں جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے ابتدائی حالات اور بعض خلاف حقیقت تحریرات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۰) **مسافت قصر 175 کلومیٹر** :اس رسالہ میں مسافت قصر پر احادیث وفقہاء کے اقوال کی روشنی میں بحث کی گئی ہے کہ قصر کی مسافت کم از کم 175 کلومیٹر ہے۔

۱۱) **تذکرہ والد:** اس کتاب میں بانی جامعہ اسلامیہ بھٹکل والد محترم حضرت الحاج ڈاکٹر صاحب ملپا مدظلہ العالی کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۲) **تاریخ بھٹکل پر ایک نظر:** اس کتاب میں بھٹکل کی دو ہزار (۲۰۰۰) سال کی مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے۔

۱۳) **شخصیات جن سے میں متاثر ہوا اور جن سے میں کچھ سیکھا:** اس کتاب میں ان شخصیات کا مختصر تعارف ہے، جن سے میں متاثر ہوا، اور جن سے میں کچھ سیکھا۔

۱۴) **مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی پڑھنا سنت ہے:** اس رسالہ میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ مغرب کی نماز اول وقت میں پڑھنا سنت ہے۔

علماء کرام کے تاثرات

۱) حضرت مولانا قاری امیر حسن صاحب مدظلہ العالی کا تاثر

عزیز محترم زید علمہ وعمہ، السلام علیکم، بعد سلام مسنون، آپ کا مرسلہ ہدیہ ملا۔ پڑھکر حالات معلوم ہوئے۔...... ماشاء اللہ اچھا لکھا ہے۔ پڑھکر اندازہ ہوا، ہر مسلک کو مختلف جگہ سے ظاہر کر دیا ہے، تاکہ آدمی کو اطمینان ہو جائے۔

فقط والسلام

بندہ امیر حسن

فی الحال مقیم میل وشارم

۲۹/شعبان ۱۴۳۰ھ ۲۱/اگست ۲۰۰۹ء

۲) **کلمات تشجیع ودعا حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مدظلہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)**

۱۰/۹/۱۴۳۰ھ

۳۱/۸/۲۰۰۹ء

محترم گرامی مرتبت مولانا محمد شفیع صاحب قاسمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنمحترم کی وقیع، مفید اور جامع تصنیف ’’تراویح سنت کے مطابق پڑھئے‘‘ کے ہدیہ وقیعہ نے ممنون فرمایا اور رمضان شریف میں اس سے استفادے کا اللہ

نے کچھ موقعہ عطا فرمایا۔ موضوع کتاب کے وسیع الذیل عنوانات پر آنمحترم نے جس وسعت مطالعہ اور عمومی طور پر نظروں سے اوجھل ہوجانے والے پہلوؤں کو جس بالغ نظری سے اس کتاب میں جمع فرمایا ہے، اس نے جہاں کتاب کی افادیت کو غیر معمولی کر دیا ہے، وہیں اہل علم وعوام کی آپ کے حق میں دعائے خیر کے ساتھ شکر گزاری کے دائرہ کو بھی عظیم سے عظیم تر بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول فرمائے اور آپ کے فیضان علمی اور دینی کو عموم وشمول ارزانی فرمائے۔

محمد سالم

مہتمم دارالعلوم وقف دیو بند

۹/۹/۳۰ م

مشاہر کے چند خطوط

حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کا ایک خط

۲۷/۵/۸۸ م

عزیز مکرم ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ کے بعد آپ کا خط ملا۔ یہ بھی آپ کا امتحان ہے کہ آپ اس وقت تک معاشی طور پر خود کفیل نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ رزق کے دروازے آپ پر کھول دے۔ مطمئن زندگی گذارنے کا موقعہ عنایت فرمائے، اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دوسرے اثرات کو مکمل طریقہ پر دور فرمادے۔

الحمدللہ اس وقت اچھا ہوں۔ خانقاہ اور جامعہ میں بھی سب لوگ بخیر ہیں۔ اور آپ کے لئے دعا گو۔

والسلام

(مولانا) منت اللہ (رحمانی)

حضرت مولانا علی میاںؒ کے دو خطوط

(۱) مجبی مکرمی ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۹۸ء پہونچ کر باعث تشکر ہوا، اس سلسلہ میں بھٹکل کے اقدامات کئے گئے، وہ قابل تشکر ہیں، یہ صحیح ہے کہ راقم کو جلوس ونعرے وغیرہ سے مناسبت نہیں ہے، اور راقم نے اسکی کسی کو اجازت نہیں دی، اپنے والد ماجد جناب ڈاکٹر (علی ملپا) صاحب کو سلام کہیئے،

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۱۲؍دسمبر ۹۸ء

(۲) عزیز مکرم ملپا محمد شفیع قاسمی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اس وقت آپ کا ۸؍شوال کا لکھا ہوا خط سامنے ہے اور اس کے مندرجات سے آگاہی اور خوشی ہوئی، شدید مصروفیت اور صحت کے ضعف کی وجہ سے مفصل جواب نہیں دیا جاسکا۔ بہتر ہے کہ آپ حضرت تھانویؒ کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ کریں۔ ہمارے بھی دعوتی رسائل وتصنیفات بھی مطالعہ میں رکھیں۔ ڈاکٹر علی ملپا صاحب سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

حضرت مولانا معین اللہ ندویؒ کا ایک خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ندوہ، لکھنؤ

۲۲؍شوال ۱۳۹۸ھ

۲۶؍ستمبر ۱۹۷۸ء

برادر عزیز ومکرم مولوی محمد شفیع صاحب زید سلمہ

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے آپ لوگ بخیر وعافیت ہوں۔ کل دفتر سے آپ کا رجسٹری لفافہ مع ڈرافٹ ملا، تعجب ہوا۔ خط پڑھا، تفصیل معلوم ہوئی کہ یہ واپس ہوگیا تھا، بہرحال اب اسکی دفتری رسید روانہ ہے، آپ نے اپنے گذشتہ خطوط میں مجھے لکھا تھا کہ رقم روانہ کردی گئی ہے، میں دفتر والوں سے پوچھ نہ سکا، خیال تھا کہ پہنچ گئی ہوگی اور جمع ہوگئی ہوگی۔ بہرحال جو تاخیر مقدر تھی، وہ ہوئی، مضائقہ نہیں۔

امید ہے عزیزان مولوی خالد صاحب ومولوی تفضیل صاحب بخیریت پہونچ چکے ہوں گے۔ میرا خط بھی آپ کو مل گیا ہوا گا۔ جناب محترم ڈاکٹر (علی ملپا) صاحب کا خط میرے نام ممبئی سے آیا ہے۔ اس میں جواب کے لئے لفافہ بھی، انشاء اللہ جلدی دبئی خط لکھوں گا۔ پرسان حال کو سلام۔ والسلام

معین اللہ

مولانا شہباز اصلاحیؒ کے خطوط

(۱) برادر عزیز ومحترم! اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط ملا۔ مختلف ذرائع سے حالات معلوم ہوتے رہتے تھے۔ برادرم مولانا ایوب صاحب کا خط بھی آیا تھا۔ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔ ہم لوگ ہر جگہ آپس ہی میں لڑ رہے ہیں۔ کیا سیاست، کیا مدرسہ، کیا خانقاہ، کیا مسجد کوئی جگہ آپس کی لڑائی سے خالی نہیں۔ کہیں سرد جنگ ہے کہیں گرم۔ بہرحال! نہ دینی خدمت کسی ایک جگہ پر منحصر ہے۔ نہ روزی کسی

ایک ذریعہ کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ گھبرانے اور دل چھوٹا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دنیا میں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے بھی بہت سے مخلصین کے ساتھ اس طرح کے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ آپ نے جو کچھ کیا اللہ کے لئے کیا۔ خلوص سے کیا۔ انشاء اللہ آپ کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اجر دے گا۔ باقی جامعہ کی فکر چھوڑ یئے۔

یہ چمن یونہی رہے گا اور سارے جانور　　اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

ہر مدرسہ کو ان مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ شیطان آسانی سے تو مدارس کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا۔ وہ اپنی پوری کوشش اسی محاذ پر صرف کرتا ہے۔ اس لئے بہت کامیاب ہے۔ آپ صبر کیجئے اور کر سکیں تو سب کو معاف کر دیجئے۔ سب سے تعلقات بحال کر لیجئے۔ پتہ نہیں شادی میں اقبال صاحب اور صادق صاحب کو اور جامعہ کے اساتذہ کو آپ نے دعوت دی یا نہیں اور وہ لوگ آئے یا نہیں۔ میرا دل یہ چاہتا تھا کہ آپ نے سب کو خود دعوت دی ہوتی اور سب خوشی خوشی آئے ہوتے۔

ہم سب اس دنیا میں ابتلاء کے لئے لائے گئے ہیں۔ ہم بھی، آپ بھی، اقبال صاحب بھی، صادق صاحب بھی، عبدالمتین صاحب بھی، ارشاد صاحب بھی، خالد صاحب بھی، یوسف صاحب بھی اور یہ صاحب بھی اور وہ صاحب بھی۔ شیطان اور نفس امارہ سب کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ کوئی پاکبازی اور معصومیت کی ڈینگ نہیں مار سکتا، شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا۔

لاف سرپنچگی ودعوی مردی بگذار　　عاجز نفس فرمایہ چہ مردے، چہ زنے

گرت از دست برآید دہنے شریں کن　　مردی آں نیست کہ شتے بزنی بر دہنے

یعنی پہلوانی کی ڈینگ اور مردانگی کا دعوی چھوڑ دو۔ کمینہ نفس کے سامنے سبھی بے بس ہیں۔ کیا مرد کیا عورت۔ اگر ہو سکے تو کوئی منہ مٹھا کراؤ۔ مردانگی یہ نہیں ہے کہ کسی کے منہ پر ایک مکا رسید کر دو۔

برادرم ! آپ نے جس طرح محنت کی۔ جیسے وقت میں جامعہ کو سنبھالا۔ اپنی صحت، اپنی عزت، اپنے تعلقات دیرینہ، اپنے آرام سب کو بالائے طاق رکھ کر جی جان سے جامعہ کی خدمت میں لگ گئے۔ اب اللہ سے یہی دعا کیجئے کہ ان سب کو قبول فرمالے۔ ان سب کا اجر آپ کو عنایت فرمائے۔ دنیا نے اگر ان کی قدر نہیں کی تو پروا کیا۔ دنیا کے لئے یہ سب کیا ہی کب گیا تھا۔ جس کے لئے کیا گیا تھا وہ شکور ہے۔ وہ غفور ہے۔ وہ معمولی سے معمولی نیکی کو بھی ضائع نہیں فرمائے گا۔ اگر کچھ کوتاہیاں بھی ہوئی ہونگی تو معاف فرمائے گا۔ بس یہ خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے جب تک کام لینا تھا لیا۔ اب اوروں سے کام لینا چاہتا ہے۔ اس کے فیصلہ میں چون وچرا کا حق کس کو پہونچتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے دل میں اتنی وسعت ہو کہ آپ دعا کریں کہ آپ کی جگہ پر اب جو لوگ جامعہ کے ذمہ دار بنے ہیں، وہ پوری محنت کر سکیں۔ پوری طرح کامیاب ہوں۔ جامعہ پھولے پھلے۔ لڑکے ترقی کریں۔ نیک بنیں۔ باصلاحیت بنیں۔

ہم لوگ خوش سن کے یہ چرچے جہاں بھی ہیں
رونق پہ گلستاں ہے ہمارے بغیر بھی

میرے عزیز بھائی ! میں نہیں جانتا کہ میری یہ باتیں آپ کو کیسی لگ رہی ہیں۔ لیکن یقین مانئے کہ میں یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں اور اس حال میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے جامعہ سے اپنا وقت رخصت یاد ہے۔ پوری طرح یاد ہے۔ ایک ایک بات یاد ہے، آپ کی عنایتیں یاد ہیں۔ آپ کی دلجوئیاں یاد ہیں۔ آپ کی ہمدردیاں یاد ہیں۔ آپ کا ہر وقت کا ساتھ یاد ہے۔ آپ کا بس میں ساتھ منگلور جانا یاد ہے۔ بس اسٹینڈ پر اترنا یاد ہے۔ عبدالقادر کاڈلی صاحب کا آنا یاد ہے۔ ان کی بظاہر کچھ بے اعتنائی سی یاد ہے۔ ان کے ساتھ ان کے گھر جانا یاد ہے۔ پھر عبداللہ صاحب کے یہاں جانا یاد ہے۔ پھر اسٹیشن سے ڈبڈباتی آنکھوں اور امنڈتے ہوئے دل کے ساتھ ٹرین کے ساتھ روانہ ہو جانا یاد ہے۔ سب کچھ یاد ہے۔ اور رواں دواں آپ کے لئے احسان شناسی اور سپاس گزاری کے جذبات میں ڈوبا ہوا ہے۔ اللہ آپ کو ایک ایک نیکی کا، ہمدردی کے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف کا، ایک ایک قدم کا دس گنا، سو گنا، ہزار گنا، لاکھ گنا، کڑوڑ گنا اجر دے۔ یقین مانئے اگر مجھے ذرہ برابر امید ہوتی کہ اس وقت جامعہ میں جو لوگ آپ کے مخالف ہیں، ان کو بد دعا دینے سے، ان کو برا بھلا کہنے سے، ان کے خلاف جلے پھپھولے پھوڑنے سے آپ کو تھوڑا بھی نفع ہوگا اور ملت کا اور جامعہ کا تھوڑا بھی بھلا ہوگا، تو میں دن رات ان لوگوں کو بد دعائیں دیتا۔ ان لوگوں کو گالیاں دے دے کر کئی صفحے سیاہ کر دیتا، لیکن جانتا ہوں کہ اس کا کوئی حاصل نہیں، میرا دل سیاہ ہوگا۔ میری زبان گندی ہوگی، آپ کا غصہ بڑھے گا اور کوئی حاصل نہیں ہوگا۔ سب لوگ مسلمان ہیں۔ سب انسان ہیں۔ سب عالم ہیں۔ دین کے نمائندے ہیں۔ دنیا کے سامنے ان کی برائی آئے گی تو دنیا سب علماء کو انھیں پر قیاس کرے گی۔ وہ برے ہوں گے تو جامعہ برباد ہوگا۔ لڑکے خراب ہوں گے۔ ہمیں جامعہ عزیز ہے۔ ہمیں طلبہ عزیز ہیں۔ ہمیں جامعہ کی عزت آبرو عزیز ہے۔ ہمیں طلبہ کی تربیت و ترقی عزیز ہے۔ جامعہ پھلے پھولے۔ طلبہ پروان چڑھیں۔ اللہ مولانا رمضان صاحب کے دل و دماغ کو نور و حکمت سے مالا مال کر دے۔ اللہ مولانا ارشاد صاحب کو بہترین صلاحتوں سے نواز دے۔ اللہ خالد صاحب کی زبان میں جادو کا اثر دے۔ اللہ یوسف صاحب کی تعلیم میں بجلی کی تاثیر دے۔ اللہ ایوب صاحب کو صبر ایوب دے۔ متین صاحب کو متانت کی دولت دے۔ ناصر اکرمی سلمہ کو اپنی نصرت خاص سے نوازے۔ تاکہ ان سب کے دم سے جامعہ ترقی کرے۔ طلبہ ترقی کریں۔ اسلام کا نام روشن ہو۔ مولانا حالی نے لکھا تھا

اگر گوش دل سے سنیں اہل عبرت   تو سینوں سے تا بہ کشمیر و تبت
زمیں، روکھ، بن پھول، ریت اور پریت   یہ آواز سب دے رہے ہیں بجرت
کہ کل فخر تھا جن پہ اہل جہاں کو   لگا آج عیب ان سے ہندوستان کو

آج ہم مسلمان دنیا میں اسلام کی اور مسلمانوں کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ ہم سب اچھے ہو جائیں تو اسلام کا نام روشن ہو۔ قرآن کا بول بالا۔ رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا چرچا ہو۔ علامہ اقبال نے دعا کی تھی۔

مشکلیں امت مرحوم کی آساں کر دے   مور بے مایہ کو ہم دوش سلیماں کر دے

جنس نایاب محبت کو پھر ارزاں کردے   یعنی ہم دیرنشینوں کو مسلماں کو دے

ہم بھی آمین کہتے ہیں۔ آپ بھی آمین کہے۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

مستقبل کے سلسلہ میں کیا سوچ رہے ہیں۔ اتنی دور سے میں کیا مشورہ دے سکتا ہوں۔ بس اتنا عرض کروں گا کہ دل چھوٹا نہ کیجئے۔ اللہ رازق ہے۔ جب دیا اسی نے دیا۔ جب دے گا وہی دے گا۔ بچپن سے آج تک اسی نے دیا ہے۔ جب آپ کی والدہ محترمہ زندہ تھیں (اللہ ان کو کڑوٹ کڑوٹ جنت نصیب کرے) تب بھی وہی دیتا تھا۔ جب وہ جنت الفردوس سدھاریں بھی وہی دیتا رہا۔ آپ ہردوئی میں رہے، تب بھی وہی دیتا تھا۔ مرادآباد میں وہی دیتا تھا۔ دیوبند میں وہی دیتا تھا۔ جامعہ آباد میں وہی دیتا تھا۔ یہ محض اس کی حکمت ہے کہ جامعہ چھڑوا کر آپ کے کندھے پر ایک بوجھ ڈالا۔ یقیناً اس کے نزدیک کوئی اسکیم ہوگی۔

دیکھیں ہجوم غم میں وہ لے کس طرح خبر   یہ اس کا امتحان ہے مرا امتحان نہیں

صبر کیجئے۔ اور اس کی قدرت کا تماشہ دیکھئے۔ روزانہ کم از کم ایک بار سورہ واقعہ کی تلاوت ضرور کیجئے۔ اور اپنے والد محترم کو سلام کہئے۔ اور میرے تمام جاننے والوں کو بھی۔

والسلام

شہباز

(۲) مطالعہ گرامی

جناب مولانا محمد شفیع شہاب قاسمی
جامعہ آباد بھٹکل

برادر گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبدالعزیز کا خط آیا تھا۔ اس میں آپ کا ذکر تھا۔ پھر (شرالی) باشاہ بھائی آئے تو آپ کا ذکر آیا، پھر عبدالعزیز آئے۔ ان کے ساتھ تو آپ کا ذکر لازم ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے ساتھ ایوب صاحب کا خط تھا۔ اس میں بھی آپ کا ذکر تھا۔ یہ سب تو بہانے تھے۔ آپ کا ذکر تو زندگی......ناقابل فراموش لازمہ بن گیا ہے۔ خوشیوں کو یاد کریں تو آپ کا ذکر۔ امن وسکون اور عزت واحترام کے ساتھ جامعہ آباد میں رہنے اور ہر ہفتہ بھٹکل جانے، اقبال صاحب کے یہاں ناشتہ کرنے، اور بس اسٹینڈ پر انتظار کرنے کی یاد آئے تو آپ کی یاد۔ جزولانیفک اور اگر رنج وغم کو یاد کریں تو آپ کا ذکر۔ پتہ نہیں کہنے والے نے کس موقع کے لئے کہا تھا۔ مجھے تو اس موقع سے یاد آرہا ہے۔

کر رہا تھا غم جہاں کا حساب   آج تم بے حساب یاد آئے

بہرحال اللہ تعالیٰ آپ کو خوش وخرم رکھے۔ عزت آبرو سے رکھے۔ صحت وتندرستی کے ساتھ رکھے۔ دنیا اور آخرت میں درجات بلند فرمائے۔ آپ کی والدہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے، ان کی کوتاہوں کی مغفرت فرمائے۔ نیکیوں کو قبول فرمائے۔ جنت الفردوس میں عمدہ مقام عنایت فرمائے۔ آپ کے والد صاحب کے درجات

بلند فرمائے۔ آپ کے علم و عمل میں برکت دے، آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے، ان میں خلوص پیدا کرے۔ آپ کا گھر آباد کرے۔ شاد کرے، بامراد کرے۔ دینی و دنیوی ترقیوں سے سرفراز کرے۔ آمین ثم آمین

آپ سوچ رہے ہوں گے یہ کیا شروع کردیا۔ لیکن آپ کے احسان سے دل کچھ ایسا متاثر ہے کہ جب بھی آپ کا خیال آتا ہے بے اختیار اسی طرح کی دعائیں زبان پر آجاتی ہیں۔ اور میں دعاؤں کے علاوہ اور کر ہی کیا سکتا ہوں۔ یہی کچھ ہے بھائی متاع فقیر۔ سب کو سلام کہئے۔ والسلام

شہباز

(۳) خط جو میرے اور مولانا ایوب صاحب کے نام آیا۔

برادر عزیز مولانا محمد شفیع (قاسمی) اور مولانا محمد ایوب ندوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ شعر اصلاً تو شاید کسی نے شکایتاً کہا ہے لیکن بغیر کسی قسم کے شکوہ شکایت کے ہم لوگوں کے حسب حال ہے

تمہیں دنیا سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی
چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی، نہ ہم خالی

پوری ملاقات تو بہت بڑی تمنا ہے۔ نصف ملاقات بھی دونوں ہی فریق کی مشغولیات کی بناء پر کم ہی ہو پاتی ہے۔ لیکن اللہ کا فضل ہے کہ آپ دونوں کی محبت، عنایت اور اخلاص کا وہ نقش دل پر جما ہوا ہے کہ پوری اور آدھی ملاقاتوں سے بے

نیاز ہے۔ وہ ہر وقت تازہ ہے۔ زندگی کے ہر مرحلہ میں وفا یا جفا کا ہر معاملہ آپ حضرات کے نقش کو تازہ کرتا رہتا ہے اور انشاء اللہ کرتا رہے گا۔ آپ لوگوں کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں اور انشاء اللہ کرتا رہوگا۔ اگرچہ میں کیا اور میری دعا کیا۔ لیکن اس کے سوا اور کر بھی کیا سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو دنیا و آخرت کی ساری کامرانیوں سے نوازے۔ آپ لوگوں کی تمام جائز اور مفید مرادیں پوری فرمائے۔ آپ لوگوں کی عزت اور آبرو میں چار چاند لگائے۔ آپ حضرات کے والدین کے درجات بلند فرمائے۔ آپ لوگوں کا گھر آباد کرے۔ آپ لوگوں کو ہر طرح دلشاد کرے۔ آپ لوگوں سے اپنے دین کی بیش از بیش خدمات لے۔ آپ لوگوں کو اپنے دین کے احیاء اپنے نبی ﷺ کی سنتوں کے اجراء اور علم دین کی ترویج کے لئے قبول فرمالے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

برادر گرامی ! اپنے اس دور افتادہ بھائی کی ایک درخواست قبول فرمایئے کہ اس کی دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے اور خاتمہ بالخیر کے لئے دعا فرمایئے۔ کبھی کبھی دو ماہ، چار ماہ پر ہی اپنے اور جامعہ کے حالات سے آگاہ کرتے رہئے۔ سب کو سلام کہئے۔ بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی۔ ان کو بھی جو مجھے بھول چکے ہوں، ان کو بھی جو بھلانے کی کوشش کر رہے ہوں اور ان کو بھی جن کی یاد سے میں ابھی نہیں نکل آیا جو مجھے یاد رکھنا چاہتے ہوں۔ جناب سعدا جعفری صاحب کو، جناب ڈی، اے، اسماعیل صاحب کو، جناب ڈی، اے، ابوبکر صاحب کو، جناب ڈاکٹر علی صاحب

ملپا مدظلہ العالی کو، جناب قاضی محمد احمد خطیبی کو، جناب مولانا علی سکری صاحب (اکرمی) کو، جناب منیری صاحب کو، مولانا سید ارشاد علی صاحب، حافظ رمضان صاحب، خان ماسٹر صاحب، عبدالمتین صاحب، مولوی محمد ناصر اکرمی صاحب، محی الدین وزیر سب کو سلام کہئے۔ بچوں کو بھی سلام کہئے۔

اب تو رجب کی آمد آمد ہے۔ اس کے بعد شعبان۔ امتحان، تعطیل کلاں اور رمضان۔ کیا ارادہ ہے۔ کلاس پڑھائیں گے آپ لوگ یا زبیر مارکٹ، رحمت اللہ اور اطہر (افریقا) کو ندوہ بھجیں گے۔ والسلام

شہباز

(۴) عزیز گرامی ! سلام مسنون

میں بخریت گھر پہونچ گیا۔ یہاں پر سب خیریت ہے۔ آپ کی پرخلوص صحبتیں یاد آتی ہیں۔ آپ نے محض اپنے اخلاص اور محبت سے میرا اکرام ہر طرح کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے اجر سے نوازے اور دنیا وآخرت میں ہر طرح آپ کو کامیاب اور بامراد رکھے۔ آمین۔

امید ہے آپ کا رمضان سکون سے گزر رہا ہوگا۔ لکھنؤ میں یہ معلوم کرکے افسوس ہوا کہ دیوبند والا جلسہ تقریباً ایک سال کے لئے ملتوی ہوگیا۔ آپ کا سفر بلاوجہ ملتوی ہوگیا۔ خیر اسی میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہوگی۔

جو لوگ جامعہ آباد میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ سب کو سلام کہئے۔ مولانا ارشاد علی صاحب ندوی اور محی الدین وزیر اور باورچی صاحبان کو بھی نہ بھولئے۔

مطالعہ گرامی　　　　والسلام

جناب مولانا محمد شفیع قاسمی، جامعہ آباد بھٹکل　　　　شہباز

(۵) برادر محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ اور قوم وملت کی فلاح کے کاموں میں مصروف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ عافیت کے ساتھ اپنی رضا کے کاموں میں مشغول رکھے، آمین۔

اس وقت یہ عریضہ ایک خاص غرض سے لکھ رہا ہوں۔ اس سال کچھ کچھ امید ہو چلی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائے۔ کوشش ہو رہی ہے۔ لوگ امید دلا رہے ہیں۔ اگر مالک کا کرم ہوا تو ذیقعدہ کی آخری تاریخوں میں اہلیہ کے ساتھ روانگی ہوگی۔ دعا فرمائیں کہ یہ سعادت نصیب ہوجائے۔

ایسے موقع پر بالعموم رواج ہے اور اچھا رواج ہے کہ دوست احباب اور ملنے جلنے والوں سے اپنی کوتاہیوں، حق تلفیوں اور دل آزاریوں کے لئے معافی مانگی جاتی ہے، میں بھی اس موقع سے آپ سے اور آپ کے واسطے سے جن احباب تک رسائی ہوسکتی ہے، سب سے دست بستہ نہایت عاجزی اور مسکینی کے ساتھ معافی کا طالب ہوں۔ امید ہے کہ یہ درخواست رد نہیں ہوگی۔ تمام بچوں، بچیوں کو بہت بہت دعائیں اور سلام عرض ہے۔　　　　والسلام شہباز

ندوہ، یکم ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ

مولانا محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کا ایک خط

۱۴۱۹/۱۲/۱۳ھ

۱۹۹۹/۴/۱ء

مکرم ومحترم جناب مولانا محمد شفیع صاحب ملپا قاسمی زید لطفکم
نائب ناظم جامعہ اسلامیہ، بھٹکل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔

الحمد للہ رابطہ ادب اسلامی بھٹکل شاخ کی طرف سے اس کا سیمینار بہت کامیاب رہا، اس میں آپ نے ذاتی طور پر دلچسپی لیکر حصہ لیا اور اس کو کامیاب بنانے میں مولوی محمد الیاس صاحب کا بھرپور تعاون کیا، جس کا ہم نے بھٹکل میں خود بھی مشاہدہ کیا اور مولوی الیاس صاحب نے بھی اس کا تذکرہ کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے اور آپ کی محنت وکوشش کو قبول فرمائے، آمین

اگر آپ کی سرپرستی جاری رہی تو انشاء اللہ اس علاقہ میں رابطہ کا کام بڑھے گا اور اس کو فروغ حاصل ہوگا۔

دعاؤں میں یاد رکھیں، اہل تعلق کو سلام کہئے۔ فقط والسلام

مخلص
(محمد رابع حسنی ندوی)

شیخ الحدیث مولانا یونس صاحب مدظلہ کا ایک خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم ومکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یاد نہیں کونسا مسودہ ہوگا۔ باقی سب خیریت ہے۔ اللہ آپ کو علم نافع عطا فرمائے۔

فقط (شیخ الحدیث مولانا یونس صاحب)

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جناب قمر الاسلام وزیر برائے عامہ کرناٹک کا ایک خط

Dear Muhammad Shafi Qasimi

I have your letter congratulating me on my induction as a Minister in the Karnataka Government Cabinet. I am very much indebted to your kind and warm wishes. I shall certainly try my best to serve the people of the State to the best of my ability and would strive to rise to the expectation of the people to fulfil their aspiration.

With warm regards,

Yours sincerely Qamarul Islam25/Nov 1999

ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل کا قیام

؁۱۹۷۴ء میں جب طالب علمی کا زمانہ ختم ہوا تو دل میں دینی وقومی خدمت کا جذبہ پیدا ہوا۔ اسی جذبہ کے تحت جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں تدریسی خدمات انجام دینے کا فیصلہ کیا۔ تقریباً چار سال تک جامعہ میں رہا۔ بہت سے نشیب وفراز سے گزرنا پڑا۔ اس وقت جامعہ میں ایک بحرانی دور آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جامعہ بند ہوجائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے اور مولانا ایوب صاحب کو اسکی حفاظت کا ذریعہ بنایا۔ رات ودن کی محنت سے اللہ تعالیٰ نے جامعہ کو استحکام بخشا۔ لیکن افسوس کہ اپنی محنت کا پھل دیکھنے کا موقع نہ ملا۔ اور وہی ہوا جو قومی وملی خدمت گزاروں کے ساتھ ہوتا رہا۔ اور جامعہ سے علیحدہ ہونا پڑا۔ پھر مسقط جانے کا موقع ملا، وہاں جماعتی زندگی سے وابستہ ہوکر قومی خدمت کا موقع ملا۔ پھر بعض دوست واحباب کے اصرار پر دوبارہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل سے منسلک ہوا۔ منیری صاحب کی رفاقت میں جامعہ کی خدمت کا خوب موقع ملا۔ تعمیری کمیٹی کا کنویز بنایا گیا، پھر نائب ناظم بنایا گیا۔ زندگی کا قیمتی وقت جامعہ کے لیے صرف کیا۔ پھر وہی ہوا جو پہلے ہوا۔ اور جامعہ سے علیحدہ ہونا پڑا۔ انہی ایام میں خلیج کونسل کے ذمہ داروں کے اصرار پر رابطہ سوسائٹی بھٹکل کے انچارج اور سکریٹری کی ذمہ داری سنبھالنے پر مجبور ہوا۔ خوب محنت کی۔ اللہ کے فضل وکرم سے رابطہ پورے علاقہ میں مشہور ہوا۔ رابطہ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اسکی افتتاح کی تقریب سے پہلے ہی مجھے علیحدہ ہونا

پڑا۔ یہاں بھی مجھے اپنی محنت کا پھل دیکھنے کا موقع نہ ملا۔

ان حالات نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ مابقیہ زندگی انفرادی طور پر دینی خدمت کی جائے تو بہتر ہے۔ اس لئے کہ قومی اداروں میں کچھ لوگ تمام خدمات پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ اس لئے اللہ کے بھروسہ پر دینی کتب کی تالیفات کا سلسلہ شروع کیا۔ اور اس کے لیے ایک ٹرسٹ بنام ”ادارہ رضیۃ الابرار بھٹکل“ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ فی الحال اس ادارہ کے تحت تالیفات کتب، اشاعت اسلام، احیاء سنت کا سلسلہ انشاء اللہ جاری رہے گا۔

وماذٰلک علیٰ الله بعزیز .رب إنی لماأنزلت إلی من خیر فقیر.

دعا خیر

آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ان حضرات کیلئے دعا خیر کرتا ہوں

(۱) جنہوں نے بچپن سے لے کر آج تک محبت، عزت کا معاملہ کیا، اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ اور دین دنیا کی ترقیات سے نوازے۔ آمین

(۲) ان لوگوں کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیشہ بغض وعناد اور حسد کا معاملہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بدگمانیوں کو دور فرمائے، اور توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۳) ان لوگوں کیلئے بھی دعا کرتا ہوں جنہوں نے منافقانہ کردار ادا کیا۔ جو ساتھ

رہے، ساتھ کھایا پیا، پھر ہر جگہ مجھے نچا کرنے کی کوشش کیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

اے اللہ! اس کتاب کے لکھنے والے کی تمام لغزشات کو معاف کر، اور باقی زندگی تیری اطاعت و مرضی کے مطابق گذارنے کی توفیق عطا فرما، اور خاتمہ ایمان بالخیر فرما کر آخرت میں صالحین میں شمار فرما۔ آمین

اللّٰھم توفنا مسلمین وأحینا مسلمین وألحقنا بالصالحین غیر خزایا ولا مفتونین.

اللہ کے فضل و کرم سے آج بتاریخ ۱۴/ شوال المکرّم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۳/ ستمبر ۲۰۱۱ء بروز منگل یہ کتاب مکمل ہوئی۔ **الحمدللہ الذی تتم به الصالحات**

محمد شفیع قاسمی بن علی بن شہاب الدین بن محی الدین ملپا